نُصرۃ

میگزین

نصرۃ میگزین شمارہ 50

بمطابق ستمبر / اکتوبر 2019

محرم / صفر 1441 ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورۃ البقرۃ آیت: 194- 190

مقبوضہ کشمیر کی مسلم سرزمین کو مودی کی گرفت سے نجات دلانے کے لیے افواجِ پاکستان کے شیروں کو کھلا چھوڑ دو تاکہ وہ سرینگر پر خلافت کا جھنڈا لہرا دیں

مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے افواج پاکستان کے شیروں کو حرکت میں لاؤ تاکہ اسے ہندو اکثریتی علاقے میں بدلنے کے مودی کے منصوبے کو وہ اپنے قدموں تلے روند ڈالیں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکمرانی سے محبت اور کفر کی حکمرانی سے نفرت

مغربی مداخلت کو مسترد کر دو، خلافت ہی امت کی ڈھال ہے

بحرین کانفرنس اور اس صدی کا سودا

نصرة

میگزین/ شمارہ 50

ستمبر/ اکتوبر 2019 بمطابق محرم/ صفر 1441 ہجری

اس شمارے میں

مغربی مداخلت کو مسترد کر دو، خلافت ہی امت کی ڈھال ہے	اداریہ	1
تفسیر سورۃ البقرۃ 194 – 190	شیخ عطاء بن خلیل ابو الرَشتہ	2
اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکمرانی سے محبت اور کفر کی حکمرانی سے نفرت	مصعب عمیر	8
اسلامی سرزمین پر موجود یہودی وجود (اسرائیل) ایک غاصبانہ وجود ہے---	بلال المہاجر	11
موجودہ حکمرانوں کے شرعی جواز پر تفصیلی بحث	ابو نزار الشامی	15
کثیر الملکی اشتراک (Multilateralism) ریاستی خود مختاری پر حملہ ہے اور اسلام سے متصادم ہے	انجینئر معیز	24
سفید فام نسل پرستی کی تاریخ اور ٹرمپ کا "سب سے پہلے امریکہ" کا نعرہ	عثمان عادل	28
ڈاکٹر رضا باقر اور ڈاکٹر عبد الحفیظ شیخ پاکستان کی معیشت کے قاتل	خالد صلاح الدین	31
معاشرے کی قوتِ نافذہ	انجینئر معیز	32
مقبوضہ کشمیر کی مسلم سرزمین کو مودی کی گرفت سے نجات دلانے کے لیے ---	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	34
کسی ضرورت کے لئے مال جمع کرنے کی اجازت زکوۃ کے فرض کو ساقط کرنے کی دلیل نہیں ہے	سوال و جواب	37
علاقے میں امریکہ اور ایران کے درمیان تناؤ کی حقیقت	سوال و جواب	40
بحرین کانفرنس اور اس صدی کا سودا	سوال و جواب	46
مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے افواج پاکستان کے شیروں کو حرکت میں لاؤ	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	51

اداریہ: مغربی مداخلت کو مسترد کردو، خلافت ہی امت کی ڈھال ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کے امور میں مغربی مداخلت، چاہے یہ ایسے حملے کے بعد ہو جس کا مسلمان حکمرانوں کی طرف سے کوئی عملی جواب نہ دیا گیا ہو یا یہ مداخلت محدود جنگ کے بعد ہو، دونوں صورتوں میں مسلمانوں کو کبھی اپنا حق واپس نہیں مل سکا۔ اس حقیقت کا ثبوت مغرب کا ردعمل ہے جو ہندو ریاست کے اس اقدام پر سامنے آیا جو ہندو ریاست نے مقبوضہ کشمیر پر گرفت مضبوط کرنے کے لئے یہودی وجود کی نقالی میں اٹھایا ہے۔ 5 اگست 2019 کو مودی حکومت کی جانب سے جموں و کشمیر کی خصوصی آئینی حیثیت ختم کرنے کے عمل کو مغرب نے سرسری نظر سے دیکھا۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد ہندو حاکمیت کے زیر اثر علاقوں میں مقبوضہ کشمیر واحد مسلم اکثریتی علاقہ ہے۔ مودی نے اپنے انتہا پسند ہندو وٹروں کو متاثر کرنے کے لیے آرٹیکل 370 کا خاتمہ کر دیا جس کے تحت جموں و کشمیر کو بھارتی یونین میں ایک محدود خود مختاری حاصل تھی۔ کئی دہائیوں سے اس علاقے کو یہ حق حاصل تھا کہ اس کا اپنا آئین اور جھنڈا ہو، اور باہر کے لوگوں پر یہاں جائیداد خریدنے پر پابندی تھی۔ اس آئینی شق کے خاتمے کے بعد باہر کے لوگ یہاں جائیدادیں خرید سکیں گے اور اس طرح مقبوضہ کشمیر کی آبادی میں زبردست تبدیلی لانے کی بنیاد ڈال دی گئی ہے۔

مودی نے سیاسی رہنماؤں کو گرفتار کیا، مواصلات کے تمام ذرائع کو بند کر دیا، لوگوں کے اجتماع پر پابندی عائد کر دی اور قوت کے استعمال کی دھمکی دی جس پر اس نے عمل بھی کیا۔ اور جب مودی یہ سب کچھ کر رہا تھا تو مغرب خاموشی سے یہ سب دیکھتا رہا۔ مغربی ممالک کے سردار، امریکا، نے اعلان کیا کہ بھارت کے اقدامات اس کے "اندرونی معاملات" کا حصہ ہیں، اور اس کے ساتھ خبردار کیا کہ لائن آف کنٹرول پر کشیدگی میں اضافہ نہ کیا جائے جو درحقیقت پاکستان کے لیے ایک انتباہ تھا کیونکہ پاکستان کے لوگ اس صورتحال پر شدید غم و غصے کے عالم میں تھے اور مودی کے خلاف فوجوں کو حرکت میں لانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ لہٰذا مقبوضہ کشمیر پر ہندو ریاست کے خلاف مغرب کا موقف اور رویہ ویسا ہی تھا جیسا کہ وہ یہودی وجود کے متعلق اپناتا ہے جب یہودی وجود فلسطین میں زمینی حقائق کو تبدیل کرنے کے لیے یہودی آبادکاری کے منصوبوں پر عمل درآمد کرتا ہے۔ یقیناً مغربی ممالک، جن کی صلیبی فطرت نے دور جدید میں بھی کبھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑا، یہودی وجود اور ہندو ریاست کے قدرتی اتحادی اور حمایتی ہیں۔

اگرچہ پاکستان کی قیادت نے اسی ناکام روایتی طریقہ کار کو اپنایا ہے یعنی اقوام متحدہ سے اپیلیں کرنا جو کہ خود ایک استعماری آلہ کار ہے، لیکن پاکستان کے لوگوں کا موقف اس سے بالکل مختلف ہے۔ انہوں نے اقوام متحدہ کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہوئے فوجی قوت کا مقابلہ فوجی قوت سے کرنے کا مطالبہ کیا اور اس وقت مسئلہ کشمیر پر افواجِ پاکستان کو حرکت میں لانے کی رائے ایک عوامی رائے بن چکی ہے۔ افواجِ پاکستان کو حرکت میں لانے کے مطالبے کا عوامی رائے عامہ بن جانا ایک اہم پیشرفت ہے۔ یہ رائے عامہ اس امر کا اظہار ہے کہ مسلمانوں کے امور کو مغربی استعماری اداروں پر انحصار کیے بغیر مسلمانوں کی طاقت کے ذریعے ہی حل کیا جائے۔ اس رائے عامہ کا بننا اس واحد سیاسی نظام کی جانب بڑھنے کے حوالے سے بھی ایک اہم پیش رفت ہے جو غیر ملکی طاقتوں پر انحصار کو مسترد اور امت کے وسائل پر بھروسہ کرتا ہے، اور وہ ہے امت کی ڈھال خلافت۔ یہ صرف خلافت ہی ہو گی جو ہمارے زبردست وسائل کو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لیے متحرک کرے گی۔ اور یہ صرف خلافت ہی ہو گی جو موجودہ مسلم ممالک کو ایک واحد اور دنیا کی سب سے باوسائل ریاست کی شکل میں ضم کر دے گی۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيَبْتَغُونَ عِندَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ "جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ کیا یہ ان کے ہاں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں، بے شک عزت تو سب اللہ ہی کی ہے" (النساء 4:139)۔

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کے لیے لکھا گیا

ختم شد

تفسیر سورۃ البقرۃ: آیت 194 - 190

فقیہ اور مدبر سیاست دان امیر حزب التحریر شیخ عطا بن خلیل ابو رشتہ کی کتاب **تیسیر فی اصول التفسیر** سے اقتباس:

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلاَ تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ (190) وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنْ الْقَتْلِ وَلاَ تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (191) فَإِنْ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (192) وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ انتَهَوْا فَلاَ عُدْوَانَ إِلاَّ عَلَى الظَّالِمِينَ (193)الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ (194) ﴾

" اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا(190) انہیں مارو جہاں بھی ان پر غلبہ پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو کافروں کا بدلہ یہی ہے (191) اگر یہ باز آجائیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے(192) ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے، اگر یہ رک جائیں (تو تم بھی رک جاؤ) زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے (193) حرمت والے مہینے حرمت والے مہینوں کے بدلے ہیں اور حرمتیں ادلے بدلے کی ہیں جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے(194)

اللہ سبحانہ و تعالی نے مندرجہ بالا آیات میں مندرجہ ذیل باتوں کی وضاحت کی ہے:

1. اللہ سبحانہ و تعالی نے پچھلی آیت میں حج کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد، ان آیات میں قتال کی تفصیلات بیان کی ہیں اور پھر حج کا ذکر کیا ہے: **(وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ) "حج اور عمرہ کو پورا کرو"** سورۃ البقرۃ (2: 196) حج کے بارے میں آخری آیات تک۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی آیات میں حج اور جہاد کا ذکر ایک ساتھ کیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے یہ فرمانے کے بعد **(وَلاَ تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لاَ تَشْعُرُونَ (154) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنْ الأَمْوَالِ وَالأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرْ الصَّابِرِينَ (155) الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (156) أُوْلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُهْتَدُونَ) (157) "اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سمجھتے(154) اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیئے(155) جنہیں، جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں(156) ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں(157)"** سورۃ البقرۃ (2: 157-154) حج اور عمرے کا ذکر کیا: **(إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ...)** ترجمہ: **"صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، اس لئے بیت اللہ کا حج وعمرہ کرنے والے پر..."** سورۃ البقرۃ (2: 158)

اسی طرح سورۃ الحج میں حج کی آیات بیان ہوئیں **وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لاَ تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ (26) وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالاً وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (27) لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (28) ثُمَّ لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (29) ذَلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمْ الأَنْعَامُ إِلاَّ مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنْ الأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ (30)حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنْ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ (31) ذَلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (32) لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ (33) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الأَنْعَامِ فَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرْ الْمُخْبِتِينَ (34) الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَى مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلاَةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ (35) وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ**

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (36) لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَى مِنْكُمْ كَذَلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ (37)" اور جبکہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو کعبہ کی جگہ مقرر کر دی اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف قیام رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا (26) اور لوگوں میں حج کی منادی کر دیجئے لوگ آپ کے پاس پا پیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی اور دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے (27) اپنے فائدے حاصل کرنے کو آ جائیں اور ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں۔ پس تم آپ بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ (28) پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں (29) یہ ہے اور جو کوئی اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے اس کے اپنے لئے اس کے رب کے پاس بہتری ہے۔ اور تمہارے لئے چوپائے جانور حلال کر دیئے گئے بجز ان کے جو تمہارے سامنے بیان کیے گئے ہیں پس تمہیں بتوں کی گندگی سے بچتے رہنا چاہئے اور جھوٹی بات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے (30) اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے۔ سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز کی جگہ پھینک دے گی (31) یہ سن لیا اب اور سنو! اللہ کی نشانیوں کی جو عزت و حرمت کرے اس کے دل کی پرہیز گاری کی وجہ سے یہ ہے (32) ان میں تمہارے لئے ایک مقرر وقت تک فائدہ ہے پھر ان کے حلال ہونے کی جگہ خانہ کعبہ ہے (33) اور ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔ سمجھ لو کہ تم سب کا معبود برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے (34) انہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے ان کے دل تھرا جاتے ہیں۔ انہیں جو برائی پہنچے اس پر صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے بھی دیتے رہتے ہیں (35) قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام لو، پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں اسے (خود بھی) کھاؤ اور مسکین، سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ، اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر دیا ہے کہ تم شکر گزاری کرو (36) اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے نہ اس کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دل کی پرہیز گاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح اللہ نے ان جانوروں کو تمہارے مطیع کر دیا ہے کہ تم اس کی رہنمائی کے شکریئے میں اس کی بڑائیاں بیان کرو، اور نیک لوگوں کو خوشخبری سنا دیجئے! (37)" سورۃ الحج (22: 37 - 26) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قتال کی آیات بیان فرمائیں: إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ (38) أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ (39) الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ (40) الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (41)" سن رکھو! یقیناً سچے مومنوں کے دشمنوں کو خود اللہ تعالیٰ ہٹا دیتا ہے۔ کوئی خیانت کرنے والا ناشکرا اللہ تعالیٰ کو ہرگز پسند نہیں (38) جن (مسلمانوں) سے (کافر) جنگ کر رہے ہیں انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے کیونکہ وہ مظلوم ہیں۔ بیشک ان کی مدد پر اللہ قادر ہے (39) یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ڈھا دی جاتیں جہاں اللہ کا نام بہ کثرت لیا جاتا ہے۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے (40) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین میں ان کے پاؤں جما دیں تو یہ پوری پابندی سے نمازیں قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور اچھے کاموں کا حکم کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے (41)" سورۃ الحج (22: 41 - 38)

حج کی رسومات ادا کرتے ہوئے جو مشقت اٹھانی پڑتی ہے، خاص طور پر جب حاجی اپنے وطن سے دور اور حج کے مقامات کا سفر کرتے ہیں تو یہ مشقت جہاد میں جنگ کی مشقت سے ملتی جلتی ہے۔ یہ بات بہت سی آیات جن میں حج کا ذکر کیا گیا ہے ان میں حج اور جہاد کے اکٹھے ذکر میں موجود حکمت کو واضح کر دیتی ہے۔ اور حج مقبول اور اللہ کی راہ میں شہادت کے ذریعے برے اعمال کا کفارہ، حج اور جہاد کے مابین اہم تعلق کو واضح کرتا ہے۔ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عورتوں پر جہاد کی عدم فرضیت اور مردوں پر اس کی فرضیت کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا: **(إن عليكن جهادا لا قتال فيه: حج إلى بيت الله الحرام)** "تم عورتوں پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتال نہیں ہے: اللہ کے حرمت والے گھر

کا حج" (بخاری 1423، 1728، احمد 6/165، ابن ماجہ 2892)

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دسویں ہجری میں حج (حجۃ الوداع) ادا کیا اور حج مکمل کرنے، اس کی رسومات مسلمانوں کو بتانے، اور مدینہ واپس آنے کے بعد پہلے کاموں میں سے ایک یہ کیا کہ اسامہ (رضی اللہ عنہ) کے لشکر کو روم کے خلاف جنگ کے لیے تیار کیا جس کا مطلب ہے کہ حج کی ادائیگی سے مدینہ لوٹنے کے بعد آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا پہلا عمل جہاد تھا۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے ہجری کے بارہویں سال میں حج کیا۔ جب آپ (رضی اللہ عنہ) نے اپنا حج پورا کیا اور مدینہ واپس آئے تو آپ کا پہلا عمل فارسیوں اور روم کے خلاف فوج کو روانہ کرنا تھا اور جنگ یرموک ابھی جاری تھی کہ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہو گیا۔ اور پھر خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) نے عراق کی جنگ کے دوران حج کیا اور حج کی سعادت مکمل کرنے کے بعد، وہ لڑنے کے لئے واپس چلے گئے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے ہجری کے چودھویں سال میں حج کیا اور اپنے حج کے دوران انہوں نے قادسیہ میں فارسیوں کے خلاف جنگ کے لئے مسلمانوں کو متحرک کیا۔ اسی طرح، خلفاء راشدین کے بعد بعض نیک خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا۔ ان میں سے کچھ ایک سال میں جنگ کرتے تھے اور دوسرے سال میں حج کرتے تھے گویا حج اور جہاد دونوں ایک دوسرے سے باہم جڑے ہوئے ہیں۔

یہ اللہ کی کتاب میں مذکور حج ہے اور اللہ کی کتاب میں مذکور جہاد ہے۔ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت میں ، خلفاء راشدین اور ان خلفاء کی تاریخ میں، جنہوں نے ان کی تقلید کی ، باہمی جڑے ہوئے تھے۔ انکی حج کے لیے پیش قدمی اور دشمن سے لڑنے کے لیے انکی افواج کی پیش قدمی ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ لیکن پھر ایسے لوگ آئے جو اللہ سبحانہ وتعالی کے اس قول کے مطابق تھے: **(فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا) "پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انہوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا"** سورۃ مریم (19: 59) لہٰذا انہوں نے اسلام کے احکام (حکم شرعی) کو الگ الگ کر دیا۔ انہوں نے کسی حد تک عبادات سے متعلق دعوت کی اجازت دی لیکن خلافت اور جہاد سے متعلق دعوت پر مکمل خاموشی اختیار کی۔ انہوں نے نماز کو خلافت سے اور حج پر جانے کو فوج کی پیش قدمی سے الگ کر دیا۔ ان میں سے بعض نے جہاد کو مجروح کرنے اور پر امن جہاد کی بات کر کے اللہ کے دین میں حد سے تجاوز کرنے کی جسارت کی، یہاں تک کہ وہ اپنی کانفرنسوں میں جہاد کو کالعدم قرار دینے میں شرم محسوس نہیں کرتے تھے۔ اللہ ان کو تباہ کرے، وہ کیسے دھوکے میں ہیں۔

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کو اس طرح تقسیم نہیں کیا جاسکتا تھا کہ اس میں سے بعض احکامات تو لے لئے جائیں اور بعض کو چھوڑ دیا جائے۔ عبادات کے احکامات کو معاملات کے احکامات سے الگ نہیں کیا جانا چاہیئے۔ اخلاقیات، مطعومات اور ملبوسات کو خلافت، خلیفہ کی بیعت اور مسلمانوں کی فوج کو لڑنے کے لیے متحرک کرنے سے الگ نہیں کیا جانا چاہیئے۔ پڑوسیوں اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا جنگی پالیسی اور بین الاقوامی تعلقات سے الگ نہیں ہے۔

یہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت میں اسی طرح ہے۔ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور نیکی میں پیروی کرنے والوں نے یہی طریقہ اختیار کیا۔ اللہ تبارک و تعالی ہمیں ان کے ساتھ جنت النعیم اور جنت الفردوس میں اکٹھا کرے۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالی کی خوشنودی حاصل کرنا بہت بڑی بات ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا **(وَمَنْ يُطِعْ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُوْلَئِكَ رَفِيقًا) "اور جو بھی اللہ تعالی کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں"** سورۃ النساء (4:69)

2۔ اللہ سبحانہ و تعالی نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم ان لوگوں سے لڑیں جو ہم سے لڑتے ہیں۔ ان میں حربی کفار میں موجود وہ لوگ شامل ہیں جو ہم سے لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن ان میں وہ لوگ شامل نہیں ہیں جو ہم سے لڑنے کی اہلیت نہیں رکھتے جیسے کہ خواتین، بچے، بوڑھے، ان کے سکالر اور راہب۔ تاہم، اگر وہ ہمارے خلاف لڑتے ہیں تو ہم ان کا بھی مقابلہ کریں گے۔ عمومی حکم (حکم شرعی) یہ ہے کہ ہم صرف ان دشمنوں سے لڑیں جو ہم سے لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے ہمیں اپنی لڑائی میں حد سے تجاوز کرنے سے منع کیا ہے، اس طرح کہ ہم کسی بھی بچے یا بوڑھے یا عورت کو قتل نہیں کرتے اور ہم لڑائی میں اللہ سبحانہ وتعالی کے احکامات کی حکم عدولی نہیں کرتے جیسے کہ غداری کرنا، درختوں کا کاٹنا وغیرہ سوائے اس کے کہ جنگی پالیسی میں شریعت کے حدود کے اندر جس کی ضرورت ہو۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فوجوں کو لڑائی کے لئے بھیجتے ہوئے کہا کرتے تھے: **(اغزوا في سبيل الله، قاتلوا من كفر بالله، اغزوا ولا تَغُلُّوا ولا تغدروا ولا تُمَثِّلوا ولا تقتلوا الوليد ولا أصحاب**

الصوامع) "اللہ کی راہ میں لڑو، اللہ سے کفر کرنے والوں کے خلاف لڑو، ناحق سلوک نہ کرو، غداری نہ کرو، مسخ نہ کرو اور (کفار کی) خانقاہوں کے لوگوں کو قتل نہ کرو" (احمد 4/240, 5/532)

3- **(وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ) "اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں"** یعنی کافروں کے خلاف اللہ کی راہ میں لڑو۔ یہ صرف ان لوگوں کے خلاف نہیں ہے جو لڑائی شروع کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ان لوگوں کے خلاف بھی ہے جو آپ کے خلاف جنگ کی صلاحیت رکھتے ہیں ، کیونکہ جہاد کافروں کے خلاف لڑائی کا آغاز ہے۔ اور یہ دفاعی جنگ نہیں ہے ، جس کا مطلب ہے کہ ہم صرف اسی وقت نہیں لڑتے جب وہ ہمارے خلاف لڑیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت یہ واضح کرتی ہے کہ جہاد کافروں کے خلاف جنگ کو شروع کرنا ہے تاکہ اسلام کو پھیلایا جائے، علاقوں کو فتح کیا جائے اور کلمۃ اللہ کو بلند کیا جائے۔

- **(قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنْ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً) " ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیئے"** سورۃ التوبہ (123:9)
- **(وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ) "ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے"** سورۃ البقرۃ (2: 193)
- **(قَاتِلُوا الَّذِينَ لاَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلاَ بِالْيَوْمِ الآخِرِ وَلاَ يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلاَ يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنْ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ) "ان لوگوں سے لڑو، جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل وخوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں"** سورۃ التوبہ (29:9)

اور بھی بہت سی آیات ہیں۔۔۔۔۔ یہ سب اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اسلام کو پھیلانے کے لئے کافروں کے خلاف لڑائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے:

- **(اغزوا في سبيل الله قاتلوا من كفر بالله) "اللہ کی راہ میں لڑو، اللہ سے کفر کرنے والوں کے خلاف لڑو"** (احمد 4/240، 5/532)
- **(ادعهم إلى ثلاث خصال فأيهن أجابوك فاقبل منهم)"ان کو تین اعمال کی دعوت دو، وہ جس کی بھی حامی بھر لیں، ان سے قبول کر لو"**(مسلم 3261)

رسول اللہ کے دور اور خلفائے راشدین کے دور کی فتوحات اس بات کی گواہ ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے کافروں کے خلاف لڑائی کا آغاز کیا گیا۔

آیت (وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ) "اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں" کا مفہوم یہ ہے: اللہ کی راہ میں ان کافروں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں یعنی کافروں کے جنگجوؤں سے اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ لہٰذا خواتین، بچوں، بوڑھوں، علماء اور خانقاہوں میں رہنے والے راہبوں سے جنگ نہ کرو جو تم سے لڑتے نہیں ہیں۔ اگر وہ لڑتے ہیں تو ان سے لڑو۔ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جسے قتل کیا گیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **(ما كانت هذه لتقاتل) "یہ وہ عورت نہیں ہے جس کے ساتھ لڑائی ہونی چاہیے تھی"** (ابو داؤد 2295، احمد 4/178، 3/488) اور آپ ﷺ نے اس کے قتل کی توثیق نہیں کی۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ لڑتی ہے تو پھر اسے قتل کرنے کی اجازت ہے۔

(وَلاَ تَعْتَدُوا) "حد سے تجاوز نہ کرو" کے معنی ہیں دشمن سے لڑنے میں شرعی احکامات کی خلاف ورزی نہ کرو، لڑائی میں جو ممنوع ہے اس کا ارتکاب نہ کرو۔ اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کسی بھی حالت میں اپنے دشمن کے خلاف لڑائی کا آغاز نہ کریں۔

جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو کہتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ لڑائی کی اجازت صرف اس وقت دی گئی تھی جب اسلام کے ابتدائی ایام میں مسلمانوں کے خلاف زیادتی کی گئی تھی، پھر لڑائی کی شروعات خود کرنے کو ایک اور آیت کے ذریعہ منسوخ کر دیا گیا تھا، یہ رائے مرجوح ہے کیونکہ ناسخ منسوخ کا قاعدہ اس وقت کے سوالا گو نہیں ہونا چاہئے جب ہر پہلو میں تضاد موجود ہو۔ یہاں کوئی تضاد نہیں ہے۔ آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیں کافروں کے خلاف لڑائی کا آغاز نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں لڑائی کی حدود کو پامال کرتے ہوئے حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ لہٰذا ہم اس سے زیادہ نہیں بڑھتے جو شریعت نے لڑائی میں اجازت دی ہے، جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ آیت **(وَلاَ تَعْتَدُوا) "حد سے تجاوز نہ کرو"** کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لڑائی کا آغاز نہ کیا جائے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ لڑائی میں شریعت کی حدود کی خلاف ورزی نہ کریں جیسے مُثلہ کرنا، بچوں کو قتل کرنا وغیرہ۔ لہٰذا، لڑائی کی آیات کے درمیان کوئی تضاد نہیں ہے اور اس وجہ سے ناسخ و منسوخ کا قاعدہ یہاں لاگو نہیں ہو گا۔

4۔ اللہ کی راہ میں لڑائی اللہ کے کلمے کو سب سے بلند کرنے کی جدوجہد ہے۔ اور یہ کسی فائدے یا مشہوری یا دکھاوے کے لئے نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی بہادری کو ظاہر کرنے یا دکھاوے کی خاطر لڑتا ہے۔۔۔۔۔ روایت میں آتا ہے کہ **(سئل النبي عن الرجل يقاتل شجاعة ويقاتل حمية ويقاتل رياء، أي ذلك في سبيل الله؟ فقال: من قاتل لتكون كلمة الله هي العليا فهو في سبيل الله)** **"رسول اللہ ﷺ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی ہمت کو ثابت کرنے کے لئے لڑتا ہے، یا اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے فخر اور عزت کے مارے، یا دکھاوے کے لئے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، "جو شخص اللہ کے کلمے کو بلند کرنے کے لیے لڑے وہ اللہ کی راہ میں لڑ رہا ہے۔"** (بخاری 120، 2599، مسلم 3525)۔

جو شخص دکھاوے کے لئے یا حب الوطنی کی خاطر یا دنیاوی مفاد کے لئے لڑتا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں نہیں لڑ رہا۔ لہذا جہاد میں نیت دیکھی جاتی ہے جو دوسری عبادات کی طرح ہے۔ نیت کا درست ہونا ضروری ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ)** **"کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے، حالانکہ اب تک اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں؟"** سورۃ آل عمران (3:142)

5۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بہت ساری آیات اور رسول ﷺ کی احادیث لڑائی اور جنگی پالیسی کے امور کو واضح کرتی ہیں۔ مندرجہ ذیل آیت میں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **(وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ)** **"انہیں مارو جہاں بھی ان پر غلبہ پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے"** سورۃ البقرۃ (2:191)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لڑائی کے امور میں دو چیزوں کی وضاحت کی ہے:

A. حربی کفار کے خلاف کسی بھی جگہ لڑائی کی جاسکتی ہے سوائے ایک جگہ کے جس کا تذکرہ اس آیت میں موجود ہے **(عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ)** "(ان سے مت لڑنا) مسجد الحرام میں" مسجد الحرام میں لڑنے کی اجازت نہیں ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ وہ بھی وہاں ہم سے نہ لڑیں، اگر وہ لڑتے ہیں تو ہم بھی وہاں لڑیں گے جیسے کہ اس کی وضاحت بعد میں کی گئی ہے۔ **(وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ)** **"انہیں مارو جہاں بھی ان پر غلبہ پاؤ"** یعنی انہیں ان تمام جگہوں پر قتل کرو جہاں تم انہیں پاؤ۔ جیسا کہ لفظ (حَيْثُ) "جہاں کہیں بھی" جگہ کی صفت ہے (ظرف مکان)۔

B. کفار کے جنگجوؤں کو ان تمام جگہوں سے نکالنا فرض ہے جہاں سے انہوں نے مسلمانوں کو بے دخل کیا ہے۔ اور ان کو وہاں رہنے کی اجازت دینا درست نہیں۔ اس اجازت کی بابت کیے گئے تمام معاہدے باطل تصور ہوں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ)** **"اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے"** اور فرمایا **(وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ)** **"انہیں مارو جہاں بھی ان پر غلبہ پاؤ"** یعنی جہاں بھی ان کو پاؤ۔ لفظ (الثقف) کا مطلب ہے: (الوجود على وجه الأخذ والغلبة) بالا دستی اور غلبے کے لحاظ سے موجودگی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: **(وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ)** **"اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے"** لفظ "فتنہ" کا لغوی مطلب ہے سونے کو آگ کے ذریعہ پگھلانا تاکہ اس کی نجاست کو دور کیا جائے۔ اس کے بعد اس کا استعمال مومنوں کو پیش آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کے بارے میں کیا جانے لگا جیسے مومنوں کو اذیت پہنچانا، ان کو دین سے دور کرنا، اللہ کے راستے سے روکنا اور ان میں شرک پھیلانا وغیرہ۔ اسی مناسبت سے، یہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان کو یہ واضح کیا گیا ہے کہ وہ کافروں کے خلاف لڑنے سے دریغ نہ کریں، کیونکہ وہ ہر طرح کی اذیتیں دے کر ان کے دین میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فتنہ، قتل سے زیادہ سخت ہے اور انہوں نے مومنوں کو بار بار قتل کیا ہے، تاکہ ان پر فتنہ برپا کیا جاسکے، لہذا مومنین ان کے خلاف لڑنے میں بغیر کسی نرمی کے سرگرم ہوں۔

6۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مومنین کو واضح کیا کہ وہ مسجد الحرام میں کافروں کے خلاف جنگ نہ کریں جب تک کہ وہ وہاں مومنین کے خلاف جنگ نہ کریں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(وَلاَ تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ)** **"اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو کافروں کا بدلہ یہی ہے"** حمزہ اور الکسائی نے آیت کی تلاوت یوں کی (ولا تقتلوهم... حتى يقتلوكم... فإن قتلوكم...) یعنی حرف "الف" کے بغیر (یعنی انہوں نے تلاوت کی کہ "ان کو قتل نہ کرنا.. جب تک کہ وہ آپ کو قتل نہیں کریں... اگر وہ آپ کو مار ڈالیں تو...)۔ بقیہ سات تلاوت کنندگان نے حرف "الف" کے ساتھ تلاوت کی۔

جہاں تک **(ولا تقتلوهم)** **"ان کو قتل مت کرو"** (الف کے بغیر) کی تلاوت کی بات ہے تو یہ قتل اور لڑائی کی ممانعت ہے، کیوں کہ قتل لڑے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ جہاں تک دوسری تلاوت کے بات ہے، **(ولا تقاتلوهم)** **"ان سے لڑو نہیں"**، تو اس میں لڑائی کی ممانعت ہے، چاہے قتل ہو یا نہ ہو۔

لہٰذا پہلی تلاوت سے دو معنی نکلتے ہیں لڑنا اور قتل کرنا جبکہ دوسری تلاوت سے ایک ہی محکم معنی نکلتا ہے یعنی لڑنا. دونوں تلاوت متواتر ہیں۔ محکم کو غیر غیر محکم پر ترجیح دی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہاں لڑائی کی ممانعت ہے، چاہے قتل ہو یا نہ ہو یعنی مسجد حرام میں محض لڑائی کی بھی ممانعت ہے، جب تک کہ کافر ہمارے خلاف لڑنا شروع نہ کر دیں، اس صورت میں ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔

جہاں تک تعلق ہے جو فتح مکہ کے دن لڑائی کے کچھ واقعات میں ہوا تھا اور ان لوگوں کا قتل جن سے رسول اللہ ﷺ نے تحفظ کا ذمہ اٹھا لیا تھا کیونکہ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا تھا، رسول اللہ ﷺ انہیں قتل کرنے کے لئے مکہ سے باہر نہیں لے کر گئے تھے۔ یہ خاص حکم کی وجہ سے تھا جس کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو دن کے وقت میں ایک گھنٹہ تک قتال کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **(إِنَّ هَذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللَّهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلاَّ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ) "جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسی دن سے اللہ نے اس بستی کو ایک مقدس مقام بنایا ہے۔ تو یہ قیامت تک اللہ کے فرمان کے ذریعہ ایک حرم ہے۔ اس میں لڑنا مجھ سے پہلے کسی کے لئے بھی جائز نہیں تھا، اور یہ میرے لئے دن کے وقت صرف ایک گھنٹہ کے لئے جائز بنایا گیا تھا۔ تو یہ (یعنی مکہ) قیامت تک اللہ کے فرمان کے ذریعہ ایک حرم ہے۔"** یعنی اس ممانعت میں کافروں کے خلاف ہماری لڑائی شامل نہیں ہے، اگر انہوں نے حرم میں مومنین کے ساتھ لڑائی شروع کی ہو۔ تاہم اگر انھوں نے حرم میں لڑائی چھوڑ دی اور توبہ کر لی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نہایت بخشنے والا، بہت مہربان ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا: **(فَإِنْ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ) "اور اگر وہ باز آ گئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے"۔**

7۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کے خلاف لڑنے کا حکم دیا ہے تاکہ انہوں نے مومنین کو جس فتنے میں مبتلا کر رکھا ہے اس کو ختم کر سکیں یعنی شرک، اللہ کی راہ سے روکنا، مومنین کو اذیت دینا اور ان کو دین سے دور کرنے کی کوشش کرنا۔ لہٰذا، یہ لڑائی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ دین صرف اللہ کا نہ ہو جائے۔ اگر کافر اپنے شرک، کفر اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہ دین سے روکنے سے باز آ جائیں تو مسلمان ان سے لڑنا چھوڑ دیں گے، کیونکہ لڑائی صرف ظالموں کے خلاف ہے۔ اگر وہ اپنا کفر چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جائیں تو پھر وہ ظالم نہیں تصور کیے جائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ) "ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے"** یعنی جب تک کہ وہ شرک کرنے، اللہ کے راستے سے روکنے اور مومنین کو ان کے دین سے دور کرنے کے لئے اذیتیں دینے سے باز نہ آئیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ) ترجمہ: "اور [یہاں تک] کہ دین اللہ ہی کا ہو جائے"** یعنی اس وقت تک جب تک کہ دین شرک سے پاک ہو کر صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے نہ ہو جائے اس کی وجہ لفظ "اللہ" سے پہلے حرف "لام" کی موجودگی ہے جو مکمل طور پر اللہ کی بالادستی کا مفہوم دیتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہاں اس طرح ذکر نہیں کیا **(وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ) "اور [یہاں تک] کہ دین، پورے کا پورا، اللہ ہی کا ہو جائے"** جیسا کہ سورۃ الانفال (38:8) میں مذکور ہے. وہ آیت تمام کفار سے متعلق ہے، اُس آیت اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: **قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الأَوَّلِينَ (38) وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لاَ تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنْ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (39) "آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے! کہ اگر یہ لوگ باز آ جائیں تو ان کے سارے گناہ جو پہلے ہو چکے ہیں سب معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر اپنی وہی عادت رکھیں گے تو (کفار) سابقین کے حق میں قانون نافذ ہو چکا ہے (38) اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ فساد نہ رہے۔ اور دین، پورے کا پورا، اللہ ہی کا ہو جائے پھر اگر یہ باز آ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو خوب دیکھتا ہے (39)"** سورۃ الانفال (38،39:8)

سورۃ البقرۃ کی آیت عرب کے مشرکین سے متعلق ہے یعنی کفار کا ایک حصہ جبکہ سورۃ الانفال کی آیت تمام کفار سے متعلق ہے لہٰذا لفظ (کُلُّہ) "پورے کا پورا" سورۃ الانفال کی آیت میں مناسب ہے **(الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ) "دین، پورے کا پورا، اللہ ہی کا ہو جائے"** برخلاف سورۃ البقرۃ کی آیت کے **(الدِّينُ لِلَّهِ) "دین اللہ ہی کا ہو جائے"۔**

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا **(فَلاَ عُدْوَانَ إِلاَّ عَلَى الظَّالِمِينَ) "زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے"** ظلم کرنے والوں (ظالموں) کو سزا دینا حقیقت میں جارحیت نہیں ہے۔ تاہم، جارحیت کا لفظ استعارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے جیسا کہ اللہ کے قول میں ہے **(فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ) "جو تم پر زیادتی کرے تم بھی اس پر اسی کے مثل زیادتی کرو جو تم پر کی گئی ہے"** سورۃ البقرۃ (194:2) یعنی برائی اور حد سے بڑھنے کی سزا کو سرکشی کا نام دیا گیا ہے۔

ختم شد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق حکمرانی سے محبت اور کفر کی حکمرانی سے نفرت

تحریر: مصعب عمیر، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **«خِيَارُ أَئِمَّتِكُمْ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَيُصَلُّونَ عَلَيْكُمْ وَتُصَلُّونَ عَلَيْهِمْ وَشِرَارُ أَئِمَّتِكُمْ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ»** "تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں، تم ان کے لیے دعائیں کرو اور وہ تمہارے لیے دعائیں کریں اور تمہارے بدترین حکمران وہ ہیں جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں، تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں" (مسلم)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نیک بندوں کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے نفاذ کی چاہت رکھیں اور کفر کی حکمرانی سے نفرت کریں۔ جو شخص اس نعمت کو پالے، تو وہ خلوص کے ساتھ مسلم امت کی نگہبانی کرتا ہے اور اس امت کے دین کے ساتھ تعلق کی حفاظت کرتا ہے۔ وہی سیاستدان امت کی نگہبانی کرے گا جو لوگوں کے ساتھ مخلص ہو اور عالم اسلام کی اندھیروں سے روشنی کی طرف رہنمائی کرے ایک ایسی حالت میں کہ وہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے نفاذ سے محروم ہو۔

مخلص سیاستدان حکمران کے سطحی بیانات اور کھوکھلے اسلامی نعروں سے دھوکہ نہیں کھاتے۔ منافق حکمران سطحی بیانات اور کھوکھلے اسلامی نعروں کو اس لیے استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنی کفر کی بنیاد پر ہونے والی حکمرانی پر پردہ ڈال سکیں جو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے ذریعے چلتی ہے۔ مخلص سیاستدان حکمرانوں کو فائدہ-نقصان یا خواہشات کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلام کے احکامات کے پیمانے سے پرکھتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ حکمرانوں کا

مخلص سیاستدان حکمران کے سطحی بیانات اور کھوکھلے اسلامی نعروں سے دھوکہ نہیں کھاتے۔ منافق حکمران سطحی بیانات اور کھوکھلے اسلامی نعروں کو اس لیے استعمال کرتے ہیں تاکہ اپنی کفر کی بنیاد پر ہونے والی حکمرانی پر پردہ ڈال سکیں جو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کے ذریعے چلتی ہے۔ مخلص سیاستدان حکمرانوں کو فائدہ-نقصان یا خواہشات کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلام کے احکامات کے پیمانے سے پرکھتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ حکمرانوں کا احتساب صرف ان کے قرآن وسنت کے نفاذ کی پابندی پر کریں گے۔

احتساب صرف ان کے قرآن وسنت کے نفاذ کی پابندی پر کریں گے۔ وہ محض یہ کہہ کر مطمئن نہیں ہوجائیں گے کہ اردوان محمد بن سلمان سے بہتر ہے، یا عمران خان نواز شریف سے بہتر ہے۔ نہیں، بلکہ وہ اسلام کے مکمل نفاذ کا مطالبہ کریں گے اور اس سے کم کسی بھی چیز کو حکمرانی میں خیانت سمجھیں گے۔ مخلص سیاستدان وہ ہے کہ جسے حکمرانوں کا اسلام کے کسی ایک پہلو کے نفاذ کو معطل رکھنا ایسا ہی معلوم ہو جیسا کہ امام مغرب کی نماز میں ایک ہی رکعت ادا کرے اور اسی کو کافی سمجھے۔ کسی ایک حکم کو بھی معطل رکھنا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی ہے جس میں اللہ کے نازل کردہ تمام احکامات کے نفاذ کو فرض قرار دیا گیا۔ ابنِ عباسؓ نے اللہ کے خطاب، **﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَـٰفِرُونَ﴾ "جو اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں"** (سورۃ المائدۃ: 44) کی تفسیر میں بیان کیا کہ، "جو اللہ کے نازل کردہ حکم کو رد کرے اس نے کفر کیا، اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کو قبول کرے لیکن اس کے مطابق حکمرانی نہ کرے وہ فاسق، ظالم اور گنہگار ہے۔" اور اللہ کے حکم، **﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ﴾ "جو اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں"** (سورۃ المائدۃ: 47) کا مفہوم ہے کہ جو شخص گمراہی کو ترجیح دے اور حق کو چھوڑ دے وہ فاسق یعنی اللہ کا باغی ہے۔

لہٰذا امت کے امور کی دیکھ بھال کرنے والے سیاستدان یہ جانتے ہیں کہ حکمرانی کے معاملات میں اللہ کی نافرمانی کرنا حکمران کا ظلم ہے۔ امت کے سیاستدان حکمران کے اسلام کے بجائے سرمایہ دارانہ معیشت کے نفاذ پر غضب ناک ہوتے ہیں۔ ان کو حکمران کا سود اور غیر شرعی ٹیکسز (انکم ٹیکس اور سیلز ٹیکس وغیرہ) کا نفاذ غصہ دلاتا ہے۔ اسی طرح وہ حکمران کی جانب سے عوامی ملکیت کی اشیاء کی نجکاری کرنے، جو برخلاف سنت ہے، پر غضب ناک ہوتے ہیں۔ جب حکمران کفار کے ساتھ اتحاد کرے، مظلوم

مسلمانوں سے پیٹھ پھیرے اور مسلم سرزمینوں پر قبضے کو قبول کرے، تو مخلص سیاستدان مشتعل اور بے چین ہو جاتے ہیں۔ وہ ان حالات کو بدلنے کی کوشش میں مشغول رہتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حالات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہیں۔

مخلص لوگ کفر کی حکمرانی پر بے چین رہیں گے اگرچہ وہ خود مالی لحاظ سے تنگ نہ بھی ہوں۔ وہ کبھی کفر کی حکمرانی کو پسند نہیں کریں گے، چاہے حکمران انہیں ہر سہولت پیش کرے۔ وہ کبھی اس چیز کو پسند نہیں کریں گے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ وہ کیوں کر اس ظالم حکمران کو پسند کرسکتے ہیں جو کائنات کے خالق کی نافرمانی کرے، اور جس شخص کو اللہ پسند نہ کرے؟ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((أَرْبَعَةٌ يَبْغُضُهُمْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ وَالشَّيْخُ الزَّانِي وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ)) "چار طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ بغض رکھتا ہے: قسمیں کھانے والا تاجر، گھمنڈی فقیر، بوڑھا زانی، ظالم حکمران"** (النسائی)۔ سلمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ الشَّيْخُ الزَّانِي وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ)) "تین طرح کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے: بوڑھا زناکار، جھوٹا حکمران اور گھمنڈی فقیر"** (مسند البزار)۔ لہٰذا وہ سیاستدان اسلام کے مکمل نفاذ سے کم ہر چیز کو اتنا ہی برا جانیں گے جتنا کہ جھوٹے وعدے، گھمنڈ اور زنا کو برا جانتے ہیں۔

مخلص سیاستدان سمجھتے ہیں کہ حکمران کی طرف بغیر کسی جھکاؤ کے اس کی جانب سے ہونے والے ظلم کو واضح الفاظ میں مسترد کرنا چاہیئے۔ وہ نہ حیلے بناتے ہیں اور نہ ہی حکمرانوں کے بہکاوے میں آتے ہیں۔ وہ ظلم کو دو ٹوک مسترد کرتے ہیں اور دوسروں کو اس گناہ سے خبردار کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہ ختم ہونے کے قریب پہنچ جائے۔ کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((إِنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ))** "میرے بعد کچھ ایسے حکمران ہوں گے، جو ان کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اور ظلم میں ان کی مدد کرے گا وہ میرا نہیں اور نہ میں اس کا ہوں، اور نہ ہی وہ (قیامت کے دن) میرے پاس حوض پر آ سکے گا۔ اور جس نے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہیں کی اور ظلم میں ان کی مدد نہیں کی تو وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں اور وہ میرے پاس حوض پر آئے گا" (نسائی)۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مبارک قربت اور حوض کوثر کی نعمت کی دوری سے محفوظ فرمائے۔

مخلص لوگ کفر کی حکمرانی پر بے چین رہیں گے اگرچہ وہ خود مالی لحاظ سے تنگ نہ بھی ہوں۔ وہ کبھی کفر کی حکمرانی کو پسند نہیں کریں گے، چاہے حکمران انہیں ہر سہولت پیش کرے۔ وہ کبھی اس چیز کو پسند نہیں کریں گے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ وہ کیوں کر اس ظالم حکمران کو پسند کرسکتے ہیں جو کائنات کے خالق کی نافرمانی کرے، اور جس شخص کو اللہ پسند نہ کرے؟ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **"چار طرح کے لوگ ہیں جن سے اللہ بغض رکھتا ہے: قسمیں کھانے والا تاجر، گھمنڈی فقیر، بوڑھا زانی، ظالم حکمران"** (النسائی)۔

مخلص سیاستدان نہ ہی حکمران کی چاپلوسی کریں گے، نہ تعریف اور نہ ہی اس کو رعایت دیں گے اگر وہ اللہ کے نازل کردہ قوانین کے مطابق حکمرانی نہ کرے۔ وہ ایسے حکمرانوں کو مسلم امت کے موجودہ حالات میں «رويبضة» ہی گردانیں گے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبردار کیا۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَّاعَاتٌ يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ وَيَنْطِقُ فِيهَا الرُّوَيْبِضَةُ قِيلَ وَمَا الرُّوَيْبِضَةُ قَالَ الرَّجُلُ التَّافِهُ يتكلم فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ))** "مکر و فریب والے سال آئیں گے، ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا، خائن کو امانت دار اور امانت دار کو خائن، اور اس زمانے میں «رويبضة» بات کرے گا، آپ ﷺ سے سوال کیا گیا: «رويبضة» کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حقیر اور کمینہ آدمی، وہ لوگوں کے عام انتظام میں مداخلت کرے گا" (ابن ماجہ)۔ لہٰذا «رويبضة» کی خوشامد اور ان کی تعریف کرنا اللہ کے نیک بندوں کا کام نہیں۔ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی پر کی جانے والی حکمرانی سے نہ تو کسی بھلائی کی امید رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنے لیے کوئی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ان کے دل «رويبضة» کو برطرف کرنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔

بے شک لوگوں پر حکمرانی کرنا ایک عبادت ہے اور ہمارا میلان اس طرف ہونا چاہیے کہ ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ یہ حکمرانی مکمل اور احسن انداز میں ہو ، جس طرح ہم نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم اس دور میں کفریہ نظام کے اندھیرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق حکمرانی کی محبت ہی ہے جو ہمیں کفر کی حکمرانی سے نجات حاصل کرنے کی راہ پر گامزن کرے گی۔ اسلام ایک ضابطہ حیات ہے جس پر چلنے کی چاہت ہی ہمیں طعنے، الزامات اور مشکلات کے باوجود اسلامی زندگی کے احیاء کی راہ پر گامزن رکھے گی۔ یہ چاہت ہے اللہ کے زمین پر سایہ رحمت کی، ایک صالح امام کی، جو ہمیں نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کی راہ پر گامزن رکھے۔

داعیان خلافت اپنی کوششوں میں ثابت قدم ہیں۔ بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عادل حکمران پر اپنی رحمت اور انعام کا وعدہ فرمایا ہے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ إِمَامٌ عَادِلٌ))** "سات طرح کے لوگ ہوں گے، جن کو اللہ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ (ان میں سے ایک) انصاف کرنے والا حکمران ہے" (بخاری)۔ تو اگرچہ عالم اسلام مفاد پرست حکمرانوں سے جکڑا ہوا ہے جو کفریہ قوانین سے حکمرانی کرتے ہیں، لیکن داعیان خلافت رکیں گے نہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھیں گے کہ دنیا کس پر چل رہی ہے، بلکہ وہ یہ دیکھیں گے کہ اللہ نے کیا حکم دیا ہے۔ حتیٰ کہ اس تاریکی میں جب کفر کی حکمرانی ہو، داعیان خلافت کی آنکھیں اس روشنی (احکامات) کو ڈھونڈیں گے جن کو خلیفہ راشد نافذ کرے گا اور جس کا ہر عمل قرآن وسنت کے مطابق حکمرانی کا نمونہ ہو۔

مخلص سیاستدان ایسے حکمرانوں کے خواہشمند ہوتے ہیں جو اللہ کے سچے اولیاء ہوں اور

بے شک لوگوں پر حکمرانی کرنا ایک عبادت ہے اور ہمارا میلان اس طرف ہونا چاہیے کہ ہم اس بات کو یقینی بنائیں کہ یہ حکمرانی مکمل اور احسن انداز میں ہو ، جس طرح ہم نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی پابندی کرتے ہیں۔ ہم اس دور میں کفریہ نظام کے اندھیرے میں زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق حکمرانی کی محبت ہی ہے جو ہمیں کفر کی حکمرانی سے نجات حاصل کرنے کی راہ پر گامزن کرے گی۔ اسلام ایک ضابطہ حیات ہے جس پر چلنے کی چاہت ہی ہمیں طعنے، الزامات اور مشکلات کے باوجود اسلامی زندگی کے احیاء کی راہ پر گامزن رکھے گی۔

چاہیں گے کہ ان کی حکومت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی فرمانبرداری میں ہو۔ ایسے حکمرانوں کے لئے ہی امید رکھنی چاہئے اور انہیں ہی اقتدار میں لانے کی چاہت اور کوشش ہونی چاہئے۔ بے شک اللہ کے بندوں سے محبت، ان کے اللہ پر ایمان اور اس کی فرمانبرداری کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **((أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ))** "بے شک، اللہ کے دوستوں کیلئے نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے" (یونس: 62)۔ مخلص سیاستدان ان حکمرانوں سے محبت کرتے ہیں جو اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں، اس سے ڈرتے ہیں، اور ہر قسم کی برائی اور گناہ سے دور رہتے ہیں، جن کا لوگوں پر حکمرانی کے دوران پیش آنے کا امکان ہو۔ ہمیں ان حکمرانوں کی خواہش رکھنی چاہئے جو اللہ سے محبت کریں اور اس کے بتائے ہوئے صالح اعمال کریں، جیسا کہ مظلوموں کی پکار کا جواب دینا، مقبوضہ علاقوں کو آزاد کروانا، اسلام کے پھیلاؤ کے لئے نئے علاقوں کو مسخر کرنا یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دین پوری دنیا پر غالب آجائے۔

تو کفر کی حکمرانی میں گزرنے والا ہر ایک دن داعیان خلافت اور اہل قوت میں ایک جذبہ بیدار کرے۔ انہیں کفر کی حکمرانی سے تکلیف محسوس ہو اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق حکمرانی کی چاہت رکھیں۔ وہ کوشش کرتے رہیں یہاں تک کہ انہیں خلیفہ راشد کی بیعت کا شرف حاصل ہو، وہ خلیفہ جو اللہ کے احکامات کے مطابق ایک ڈھال کی مانند مسلم امت کی حفاظت کرے۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **((إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ فَإِنْ أَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَدَلَ كَانَ لَهُ بِذَلِكَ أَجْرٌ وَإِنْ يَأْمُرْ بِغَيْرِهِ كَانَ عَلَيْهِ مِنْهُ))** "بے شک، امام (خلیفہ) ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے رہ کر لڑا جاتا ہے اور جس سے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ اللہ سے ڈرے اور انصاف کرے، تو جزا پائے گا۔ اور اگر وہ کسی (برائی) کا حکم دے، تو اس کا وبال اسی پر ہو گا" (مسلم)۔

ختم شد

اسلامی سرزمین پر موجود یہودی وجود (اسرائیل) ایک غاصبانہ وجود ہے ایسے غاصبانہ ڈھانچوں کو تسلیم کرنا، ان سے تعلقات کو نارمل بنانا یا ان سے معاہدے کرنا حرام ہے

تحریر: بلال المہاجر، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شریعت کی رُو سے یہودی ریاست بین الاقوامی تعلقات کا ایک منفرد معاملہ ہے۔ گو کہ یہ سچ ہے کہ یہودی ریاست بھی دوسرے کافر استعماری ممالک جیسے امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس، چین اور ہندوستان کی طرح ہے کہ یہ سب کافر ہیں جو اسلامی سرزمین پر قابض ہیں، وہ مسلمانوں کے خلاف جرائم کا ارتکاب کرنے اور ان کی حرمتوں کو پامال کرنے سے نہیں چُوکتے، اور اپنی تمام تر گستاخیوں اور تکبر کے ساتھ اسلام کے مخالف ہیں۔ تاہم یہودی ریاست کی ایک اضافی خصوصیت ہے جس نے اسے دوسری اقوام کے مقابلے میں غیر معمولی یا منفرد بنا دیا ہے، اور اسے کے لیے اضافی ممانعت قائم کردی ہے۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ ریاست مکمل طور پر اسلامی سرزمین پر واقع ہے اور یہ اس اسلامی سرزمین کے بغیر یا اس پر قبضے کے بغیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس کے نتیجے میں اس طرح کی کسی بھی ریاست کے ساتھ کسی قسم کے بین الاقوامی تعلقات رکھنا یا لین دین کرنا انہیں وہ قانونی حیثیت دے دے گا جسے شریعت میں مردود اور حرام قرار دیا گیا ہے۔

جہاں تک یہودی وجود کی بات ہے تو دوسری حربی فعلی کفار ریاستیں، جیسے امریکہ، ہندوستان، چین، برطانیہ، فرانس اور روس ہیں، تو ان کے بارے میں یہ واضح ہے کہ اصل میں لڑنے والے کفار کے ساتھ تعلق جنگ کا ہی ہونا چاہیے کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑی اور اسلامی سرزمین پر قبضہ کیا، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ، **وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً** "اور تم سب کے سب مشرکوں سے لڑو جیسے وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں" (سورۃ التوبہ 9:36)، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً** "اے اہلِ ایمان! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی (یعنی محنت وقوت جنگ) دیکھیں" (سورۃ التوبہ 9:123)۔ اسلامی سرزمین پر قبضہ کرنے والی طاقت کا مقابلہ ہونا چاہیے اور انہیں ان علاقوں سے بے دخل کرنا ہوگا کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُم مِّنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ** "اور قتل کرو ان کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو ان کو جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا" (سورہ البقرۃ 191: 2)، اور اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مزید فرمایا، **وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ** " اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا جب تک کہ فساد نابود ہوجائے اور دین اللہ ہی کا رائج ہوجائے اور اگر وہ (فساد سے) باز آجائیں تو ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں (کرنی چاہیئے)" (سورۃ البقرۃ 2:193)۔ کسی بھی فعال جنگی ریاست کے ساتھ عارضی جنگ بندی سے پہلے کوئی معاہدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے کسی بھی شہری کو کوئی تحفظ فراہم نہیں کیا جاسکتا جب تک وہ اللہ کے کلام کو سننے کے لیے نہ آئے یا مسلم سرزمین میں رہنے کے لیے ذمی بن کر نہ آئے۔ یہ اس جارح ریاست کے برعکس ہے جو کسی ایسی ریاست کی طرح سرگرم عمل نہ ہو جو عملاً مسلمانوں سے لڑ رہی ہو۔ اس صورت میں ان کے

یہودی ریاست کی ایک اضافی خصوصیت ہے جس نے اسے دوسری اقوام کے مقابلے میں غیر معمولی یا منفرد بنا دیا ہے، اور اسے کے لیے اضافی ممانعت قائم کردی ہے۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ ریاست مکمل طور پر اسلامی سرزمین پر واقع ہے اور یہ اس اسلامی سرزمین کے بغیر یا اس پر قبضے کے بغیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔ اس کے نتیجے میں اس طرح کی کسی بھی ریاست کے ساتھ کسی قسم کے بین الاقوامی تعلقات رکھنا یا لین دین کرنا انہیں وہ قانونی حیثیت دے دے گا جسے شریعت میں مردود اور حرام قرار دیا گیا ہے۔

ساتھ تجارتی معاہدے، اچھے ہمسایہ اور دوسرے تعلقات رکھنے کی اجازت ہے۔ ایسی صورتحال میں ان کے شہریوں کو تجارت، سیر وسیاحت اور دیگر امور کے لیے اسلامی ریاست میں داخل ہونے کے لیے تحفظ فراہم کیا جاسکتا ہے۔

جہاں تک یہودی ریاست 'اسرائیل' کی اضافی خصوصیت کا تعلق ہے، جس نے فلسطین کی بابرکت سرزمین پر قبضہ کیا ہے، اس کا وجود فلسطین کی سرزمین پر قبضے کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ بھارت جیسی خود مختار ریاست کی طرح نہیں جو کشمیر پر قبضے یا اس کے بغیر بھی اپنا وجود رکھتی ہے۔ نہ ہی یہ چین کی طرح ایک ریاست کے طور پر موجود ہے چاہے وہ مشرقی ترکستان پر قابض رہے یا نہیں۔ نہ ہی یہ روس کی طرح ہے جو ایک ریاست کی حیثیت سے موجود ہے چاہے اس نے چیچنیا، قفقاز اور کریمیا پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس، فلسطین کے بغیر کسی یہودی ریاست کا وجود نہیں ہے۔ لہٰذا، اس کے ساتھ کوئی رابطہ یا رشتہ رکھنا اس کے وجود یا اس کے جواز کو تسلیم کرنا شریعت کے مطابق حرام ہے۔

جنگ کی پالیسیوں اور طاقت کے توازن سے متعلق وجوہات کی بنا پر کسی ایسی ریاست، جو مسلمانوں کے ساتھ عملی طور پر جنگ کی حالت میں ہے، کے ساتھ عارضی طور پر صلح یا جنگ بندی کی اجازت ہے، جب ایسا کرنا مسلمانوں کے مفاد کے لیے ضروری ہو۔ تاہم، یہودی ریاست کے ساتھ اس اجازت نہیں ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فلسطین پر اس کے قبضے کے جواز کو تسلیم کیا جائے، جو حرام ہے۔

اگر یہودی ریاست کے ساتھ تعلقات استوار کرنے اور انہیں نارمل بنانے کی کوشش کی گئی تو یہ انتہائی مجرمانہ عمل ہوگا کیونکہ یہ فلسطین کے معاملے میں حرام بھی ہے اور خطرناک بھی ہے۔ فلسطین پر قبضہ کو نارمل بنا کے قبول کروانا قابض یہودیوں کی سب سے

مغرب چاہتا ہے کہ یہودی ریاست اسلامی دنیا کے وسط میں اس کے لئے پیشگی اڈہ بنے رہے، تاکہ یہ ریاست اس وقت مغرب کے لیے لانچنگ پیڈlaunching pad کا کام کرے جب امت استعمار سے اصلی آزادی حاصل کی طرف آگے بڑھنے لگے۔ لہٰذا، مغرب نے کئی دہائیوں سے اپنے منصوبوں اور اپنے ایجنٹ حکمرانوں، مفکرین اور سیاستدانوں جیسے آلہ کاروں کے ذریعے، عالم اسلام کو اس کے پہلو میں موجود غیر ملکی وجود اور مہلک کینسر کو قبول کرنے کے لئے، مختلف بہانوں اور جواز کے تحت مسلسل کوششیں کیں جس میں سب سے

بڑی خواہش ہے، کیونکہ فلسطین میں یہودی ریاست کا وجود پیدا کرنے کا مقصد امت مسلمہ کے پہلو میں ایک زہر آلود خنجر اور مہلک کینسر کو وجود میں لانا تھا جو امت مسلمہ کو دوبارہ یکجا ہونے سے روکے، اس کی حمایت کو توڑے اور استعمار سے آزادی کو مشکل بنائے۔ مغرب چاہتا ہے کہ یہودی ریاست اسلامی دنیا کے وسط میں اس کے لئے پیشگی اڈہ بنے رہے، تاکہ یہ ریاست اس وقت مغرب کے لیے لانچنگ پیڈ launching pad کا کام کرے جب امت استعمار سے اصلی آزادی حاصل کی طرف آگے بڑھنے لگے۔

لہٰذا، مغرب نے کئی دہائیوں سے اپنے منصوبوں اور اپنے ایجنٹ حکمرانوں، مفکرین اور سیاستدانوں جیسے آلہ کاروں کے ذریعے، عالم اسلام کو اس کے پہلو میں موجود غیر ملکی وجود اور مہلک کینسر کو قبول کرنے کے لئے، مختلف بہانوں اور جواز کے تحت مسلسل کوششیں کیں جس میں سب سے تازہ ایران جیسے فرضی دشمن کو چیلنج کرنا شامل ہے۔ حکمران اور مغربی پیروکار فلسطین کی بابرکت سرزمین کو غصب کرنے والی ریاست سے تعلق کو معمول پر لانے اور قبول کرنے کی طرف مسلمانوں، اداروں اور تحریکوں کو آگے بڑھانے کی راہ پر گامزن ہیں۔ وہ فلسطین کی بابرکت سرزمین پر قبضہ کے مکمل خاتمے کے تمام ذکر کو سیاسی منظر نامے سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کی جگہ انہوں نے 'بقائے باہمی' peaceful co-existance اور 'موجودہ صورتحال اور اسٹیٹس کو status quo کو قبول کرنے' کی اصطلاح روشناس کرائی گویا کہ فلسطین کی سرزمین پر قبضہ ہونا اللہ کا حکم ہے اور اس سے فرار ممکن نہیں ہے۔

فلسطین سے متعلق استعمار کے منصوبے یہودی ریاست کو مستحکم کرنے اور فلسطین پر اس کے تسلط کو قائم کرنے کے لئے تھے۔ اور یہ راستہ فلسطین لبریشن آرگنائزیشن (پی ایل او) کی تشکیل، اور پھر اس میں سے نکلنے والی فلسطینی اتھارٹی، کے ذریعے ہموار کیا گیا، اس تنظیم اور فلسطینی اتھارٹی کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ ایسا کر کے مسلمانوں کو بائی پاس کر دیا جائے اور اس تنظیم اور اتھارٹی کے لوگ فلسطین کے مسئلے میں واحد نمائندہ بن جائیں، اور یہ امر یہودی ریاست کو تسلیم

کرنے کا پیش خیمہ ثابت ہو، اور امن اور غداری پر مبنی غیر شرعی معاہدوں کے ذریعے یہودی ریاست کی موجودگی کو استحکام بخشا جاسکے۔ لیکن استعماری طاقتوں کو یہ محسوس ہوا کہ یہ معاملہ اس وقت تک مکمل نہیں ہو گا، جب تک عرب اور مسلم ممالک کی حکومتیں اور تنظیمیں اس میں حصہ نہیں لیں گی۔ اس لیے استعمار نے یہودی ریاست کو قانونی حیثیت دینے، اس کے ساتھ غداری پر مبنی معاہدے کرنے کے لیے ان حکومتوں اور تنظیموں کو بھی اس میں شریک کیا اور فلسطین اور رسول ﷺ کے مقام اسراء سے محبت کرنے والے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہا کہ فلسطین لبریشن آرگنائزیشن، اور فلسطین اتھارٹی، نے امن اور اسرائیل کے ساتھ بقائے باہمی کو قبول کر لیا ہے اور اب یہ باقی مسلمانوں پر ہے کہ وہ بھی اس چیز کو قبول کر لیں جسے ان لوگوں نے قبول کیا ہے۔ اور اس طرح عالمِ اسلام یہودیوں کے ڈراموں، چالوں، سازشوں اور شر انگیزی کی جگہ بن گیا، استعمار نے اپنے تسلط کو جاری رکھنے اور کفر کو مستحکم کرنے کے لئے یہودی وجود کے ذریعے مسلمانوں میں فساد پھیلایا اور ان پر اپنے حکمران مقرر کیے۔

استعمار کے منصوبوں میں تعلقات کو نارمل بنانے کی اتنی اہمیت اس لیے ہے کہ اس طرح استعمار عالمِ اسلام میں فساد اور شر انگیزی کے نئے دروازے کھولتا ہے۔ یہ فلسطین کی بابرکت سرزمین پر قبضہ مستحکم کرنے کے منصوبے کا ایک ستون ہے۔ تعلقات کو نارمل بنانے کو مسئلہ فلسطین کے تابوت میں کیل ٹھوکنے کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ اور اسی لیے شریعت کی رُو سے ان تعلقات کو معمول کے مطابق بنانا حرام ہے کیونکہ اس کا مطلب اس غیر قانونی قبضے کے جواز کو تسلیم کرنا ہے۔ یہودی ریاست کے ساتھ تعلق کو معمول بنانے کا جواز پیش کرنے کے لیے عرب اور مسلمان حکمران اپنے لوگوں میں جھوٹ اور غلط فہمی پھیلاتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خطے میں معاشی مفادات اور سیاسی استحکام تعلقات کو معمول بنا کر ہی حاصل ہو گا۔ یہ دعویٰ جھوٹ اور گمراہ کن ہے۔ کسی بھی قابض ریاست کے ساتھ تعلقات کو معمول بنانے کی اجازت نہیں ہے اور یہودی ریاست کے معاملے میں تو اور بھی زیادہ سختی سے ممنوع ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ حرام میں مسلمانوں کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے، خواہ کوئی بھی یہ سوچے یا سمجھے کہ اس میں کچھ فائدہ ہے۔ مزید یہ کہ حقیقت اس دعوے سے متصادم ہے۔ کہاں ہے وہ معاشی خوشحالی جس کا کوئی فائدہ مصر کو ہوا ہو جب 1978 میں اس نے کیمپ ڈیوڈ میں یہودی ریاست کے ساتھ تعلق کو معمول بنانے کے معاہدے کیے تھے؟ کہاں ہے وہ معاشی خوشحالی جس کا کوئی فائدہ اردن کو ہوا ہو جب 1994 میں اس نے وادی العربہ معاہدہ پر دستخط کیے تھے؟ 1993 میں جب سے پی ایل او نے، سب سے بڑے غدار یاسر عرفات کی سربراہی میں، اوسلو معاہدوں پر دستخط کیے تب سے لے کر اب تک فلسطین کے عوام کو معاشی خوشحالی کا جو فائدہ ہوا وہ کہاں ہے؟ تعلقات کو معمول بنانے کے ان معاہدوں پر دستخط کے بعد سے مصر اور اردن کی حیثیت اب صرف یہودی ریاست کی حفاظت کرنے والے محافظوں اور ان کے لیے سیاحتی اور بدکاری کے مواقع دینے والے مقامات میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اور انہیں کوئی معاشی فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اس کے بجائے، مصر اور اردن نے یہودیوں کی سلامتی کو برقرار رکھنے اور یہودی سیاحوں کی حفاظت کے لئے اپنی ہی معیشت سے خرچ کرنا شروع کیا، جو ان کی ہی سرزمین پر ہر طرح کے گناہوں کا ارتکاب کرنے کے لیے آتے ہیں۔

یہودی ریاست کے ساتھ تعلق کو معمول بنانے کا جواز پیش کرنے کے لیے عرب اور مسلمان حکمران اپنے لوگوں میں جھوٹ اور غلط فہمی پھیلاتے ہوئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ خطے میں معاشی مفادات اور سیاسی استحکام تعلقات کو معمول بنا کر ہی حاصل ہو گا۔ یہ دعویٰ جھوٹ اور گمراہ کن ہے۔ کسی بھی قابض ریاست کے ساتھ تعلقات کو معمول بنانے کی اجازت نہیں ہے اور یہودی ریاست کے معاملے میں تو اور بھی زیادہ سختی سے ممنوع ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ حرام میں مسلمانوں کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہے، خواہ کوئی بھی یہ سوچے یا سمجھے کہ اس میں کچھ فائدہ ہے۔

مزید یہ کہ دونوں ممالک، مصر اور اردن، یہودیوں کے لیے ایک پل بن گئے جس کو یہودی باقی اسلامی سرزمینوں کی نگرانی کے لیے جب چاہے عبور کرلیتا ہے۔ جہاں تک مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کی معاشی حالت کا تعلق ہے، تو جب سے اوسلو معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں، اس وقت سے لے کر اب تک بے روزگاری کی شرح 50 فیصد سے زیادہ ہو گئی ہے۔ زندگی گزارنے کی قیمت بھی اس حد تک بڑھ گئی ہے

کہ یہ خطہ دنیا کا چوتھا مہنگا ترین رہائشی خطہ بن گیا ہے۔
اور سب سے بڑھ کر وہ نقصان پہنچانے والے حکمران ہیں جو لوگوں کو کچھ دینے سے اپنے ہاتھ روکے رکھتے ہیں، جس کی گواہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فرمان میں دی ہے: **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا (51) أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَنْ يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا (52) أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا (53)،** " بھلا تم نے ان لوگوں (یہود) کو نہیں دیکھا جن کو کتاب سے حصہ دیا گیا ہے کہ بتوں اور شیطان کو مانتے ہیں اور کفار کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ لوگ مومنوں کی نسبت سیدھے رستے پر ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کرے تو تم اس کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔ کیا ان کے پاس بادشاہی کا کچھ حصہ ہے تو لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کے برابر بھی نہ دیں گے " (سورۃ النساء53-51)۔

جہاں تک اس دعوی کا تعلق ہے کہ یہودی ریاست کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے سے خطہ سیاسی استحکام حاصل کرے گا، یہ بھی ایک گمراہی ہے کیونکہ یہودی ریاست بالکل ہندوستان کی طرح ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر طرح کی دشمنی ہے۔ اس کی شہادت بھی رب العالمین نے اپنے ارشاد میں دی ہے، **لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا**" تم پاؤ گے سب لوگوں سے زیادہ مسلمانوں کا دشمن ،یہودیوں کو اور مشرکوں کو" (سورۃ المائدہ5:82)۔ جو بھی اس معاملے پر پورا اترتا ہے وہ صرف زمین پر فساد پھیلا سکتا ہے اور اہل ایمان کے خلاف سازش کر سکتا ہے۔ یہی کام ہندو ریاست کشمیر میں مستقل طور پر فساد پھیلا کر اور افغانستان اور پاکستان میں تخریبی کارروائیوں کے ذریعے کرتی ہے۔ یہودی ریاست بھی اسی طرح ہی ہے، جو ان عرب حکمرانوں کے ساتھ اپنے معاہدے کا احترام نہیں کرتی جو اس سے اپنے تعلق کو معمول کے مطابق بنانا چاہتے ہیں اور عراق، تیونس، خلیج اور دیگر خطوں میں بہت سارے مخلص لوگوں، علمائے کرام اور ماہرین کو قتل کروا دیتی ہے۔ اس نے یہ ساری مجرمانہ حرکتیں کیں، جبکہ یہ خطے میں ابھی زیادہ قابل بھی نہیں تھی۔ تو یہ یہودی ریاست پاکستان کے فوجی سائنسدانوں اور ماہرین اور جوہری طاقت کے ساتھ کیا کرے گی اگر اس کو تعلقات کو معمول بنانے کے نام پر مزید دخل انداز بنا دیا گیا؟

شریعت کے مطابق مسئلہ فلسطین کا واحد حل یہ ہے کہ کسی سودے بازی، مذاکرات یا امن عمل کے بغیر فلسطین کو مکمل طور پر قبضے سے آزاد کروایا جائے۔ غاصبوں کے ساتھ صلح کے معاہدے کرنا یا ان کے اور مسلمانوں کے مابین علاقوں کو تقسیم کرنا حرام ہے۔ ہر انچ زمین کو اسلام اور مسلمانوں کی تحویل میں واپس لانا ہو گا۔ فلسطین اسلام کی خراجی سرزمین ہے، جسے امت کے فاروق حضرت عمر بن خطابؓ نے کھولا تھا۔ پھر اسے بہادر کمانڈر صلاح الدین ایوبیؒ نے آزاد کرایا تھا۔ اس کے بعد اسے اسلامی خلافت نے بہت سے ادوار میں محفوظ رکھا۔ فلسطین ہزاروں شہداء اور ہیروز کے خون سے سیراب ہوا جنھوں نے اس کو فتح کرنے، آزاد کرانے اور اسے محفوظ رکھنے میں حصہ لیا۔ یہ قیامت تک امت اسلامیہ کی گردن پر ایک امانت ہے اور امت نے اسے لازمی طور یہودی قبضے کی غلاظت سے آزاد کرانے کا اعزاز حاصل کرنا ہے۔

لہٰذا یہ عالم اسلام کے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ قابض یہودیوں سے تعلقات معمول پر لانے کی تمام کوششوں کے خلاف جدوجہد کریں اور یہودی ریاست کے ساتھ ہر طرح کے تعلقات استوار کرنے کی تمام کوششوں کو چیلنج کریں۔ مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی افواج کو پکاریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ فلسطین کو یہودیوں کی نجاست سے آزاد اور عالم اسلام کو ان کے شر سے نجات دلوائیں۔ یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ عرب اور مسلم حکمرانوں کی قیادت میں یہ کامیابی حاصل ہو جو یہودیوں کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کے لیے دوڑے جاتے ہیں۔ یہ کامیابی صرف نبوت کے طریقہ کار پر دوبارہ قائم ہونے والی دوسری خلافتِ راشدہ کی قیادت میں ہی حاصل ہو گی۔ حزب التحریر بھی اسی کے قیام کے لیے کام کر رہی ہے جس کی پیشگوئی رسول اللہ ﷺ نے اپنی بشارت میں کی تھی۔ مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ خلافت کے قیام کے لیے تمام اسلامی افواج کے مخلص افسران کو نصرت (عسکری مدد) کے لئے پکاریں، جس کے بعد خلافت فلسطین، کشمیر اور بقیہ مقبوضہ اسلامی سرزمینوں کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں پیشگوئی کے مطابق آزاد کرانے کے لئے مسلم فوجوں کو متحرک کرے گی۔ **لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ . إِلاَّ الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ" تم (یعنی مسلمان) یہودیوں سے لڑو گے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپیں گے۔ تو وہ پتھر یا درخت کہیں گے کہ اے عبد اللہ (یعنی اللہ کے غلام)! میرے پیچھے ایک یہودی چھپا ہوا ہے۔ تم اسے مار ڈالو"(مسلم)**

ختم شد

موجودہ حکمرانوں کے شرعی جواز پر تفصیلی بحث

(حصہ دوئم)

تحریر ابونزار الشامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی ریاست کے انہدام سے ہی اصحابِ اقتدار (وُلاۃ الأمر) کی اطاعت کا مسئلہ شدید تنازعہ کا باعث رہا ہے۔ مغرب مسلم ممالک پر حکومت کرنے آیا اور ان پر جابر حکمران مسلط کیے جنھوں نے زمین کو ظلم اور ناانصافی سے بھر دیا۔ انھوں نے اس امت پر ظالمانہ حکومت کی بنیاد رکھی جس نے ہماری امت کو جاہلیت کے پچھلے دور میں دھکیل دیا۔

اس پسماندہ حالت میں سب سے حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس صورتِ حال میں امت اور اس کے حاملینِ دعوت کا سامنا مسلمانوں کے ایسے گروہ سے ہوا جو علماء کے لباس اور ناموں میں موجود ہو کر اس مار کھاتی امت کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں، نہ کہ اسے مارنے والوں کو۔ وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ امت صبر اور اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ظلم، کفر کی حکمرانی اور اپنی پیٹھ پر کوڑوں کو قبول کرلے، جب تک کہ اس کی پیٹھ پر کوڑے مارنے والے صاحبِ اختیار حکمران ہیں!!! یعنی جیسے ان حکومتوں کا ظلم وجبر کافی نہ تھا کہ یہ گروہ ان حکومتوں کے بازو اور جڑیں مضبوط کرنے آگیا۔

یہاں توجہ طلب اہم معاملہ یہ ہے کہ ہم نصوص اور روایات والی امت ہیں۔ لہٰذا یہ درست نہیں کہ اس سوچ کا اولین جواب یہ ہو کہ اس کے حمایتیوں کو، ان کی قانونی طور پر مبہم آرا کو مکمل اور جامع طور پر رد کرنے سے پہلے، حکمرانوں سے مشکوک تعلقات کی بنیاد پر ان لوگوں کو غلط کہہ دیا جائے۔ اس سوچ کی پیروی کرنے والے بہت سے لوگ نصوص سے عقیدت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، اگرچہ یہ ان کی خواہشات اور ذات کے خلاف ہے۔ لہٰذا نصوص اور ان کے تشریح کو سمجھے بغیر ان کو جواب دینا درست نہیں۔ ورنہ یہ تنقید شبہہ کے حق میں ہو گی کیونکہ اس سے تاثر جنم لے گا کہ وہ ہماری نسبت وحی کے زیادہ قریب ہیں۔ اور یہ گمان پیدا ہو گا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو دلیل کے مقابلے میں انسانی عقل پر اکتفاء کرتے ہیں۔

پچھلے مضمون میں ہم نے ان لوگوں کے پیش کردہ کچھ دلائل سامنے رکھے۔ نتیجتاً ہم نے ان کی ان دلائل سے متعلق حقیقت کی سمجھ (تحقیقِ مناط) میں موجود نقائص کی مکمل وضاحت کی۔ اس مضمون میں ہم ان دلائل کو موضوع سے جوڑنے کی ان کی کوشش میں موجود نقائص کا جائزہ لیں گے۔

حکومتی علماء اور جاہل شیوخ، لیڈروں یعنی امیر یا حکمران سے متعلق احکام شریعہ کے بارے میں مسلم عوام میں ایک بڑی الجھن قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انھوں نے لوگوں میں یہ سوچ ڈال دی کہ کافر حکمران یا اللہ کی وحی کے علاوہ سے حکومت کرنے والے حکمران کی اطاعت واجب ہے۔ ان میں سے کچھ نے تو یہ بھی سوچ لیا کہ ایسی مجرمانہ اطاعت اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے!!! لہٰذا معاملہ صاحب اختیار حکمران (ولاۃ الأمر) کی اطاعت کا ہے۔

اولاً، اطاعت سے متعلق شریعت کی سمجھ اس مضبوط فکر پر مبنی ہے کہ واجب الاطاعت اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے اطاعت کی بنیاد اللہ کی اطاعت ہے۔ اللہ کی اطاعت سے مراد اس کے اوامر کی اطاعت ہے یا جن اوامر کی اطاعت کی اجازت اللہ نے دی ہے، لیکن ایسی تمام اطاعت جو اس کی نافرمانی پر مبنی ہو، منع کیے گئے گناہ ہیں۔ لہٰذا انسان کی اطاعت کرنے، اس کے اوامر پر چلنے اور نواہی سے رکنے کی کوئی پابندی نہیں، سوائے جب اس کیلئے وحی کی دلیل موجود ہو۔ مثلاً بیوی کیلئے اپنے شوہر کی اطاعت واجب ہے، اس کی شخصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ شادی کے وصف کی وجہ سے۔ بیوی کیلئے اس کی اطاعت واجب نہیں جب یہ وصف خُلع یا طلاق کے ذریعے ختم ہو جائے۔ تب وہ شخص ایک عام شخص بن جاتا ہے جس کی کوئی اطاعت نہیں۔

امت کے لیڈر اور ریاست کے حکمرانوں کی اطاعت اس کی شخصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی حقیقت اور شرط کی وجہ سے واجب ہے۔ جب وہ شرط یا حقیقت ختم ہو جائے تو اس کی اطاعت بھی واجب نہیں۔ جب وہ حقیقت اور شرط موجود ہو تو اطاعت واجب ہے، اور جب موجود نہ ہو تو اطاعت ممنوع ہے۔ لہٰذا اطاعت دراصل ایک اور اطاعت کی وجہ سے ہے یعنی ان حکمرانوں کیلئے ہماری اطاعت دراصل اللہ اور رسول اللہ ﷺ کیلئے ان کی اطاعت کی وجہ سے ہے، ورنہ ان کی کوئی اطاعت نہیں۔ اس حوالے سے ہمیں

اطاعت کے دلائل سمجھنے چاہیئے جو کہ اس مضبوط فکر کی روشنی میں ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک فوج بھیجی اور انصار سے ایک شخص (عبداللہ بن حذیفہ بن قیس بن عدی) کو ان کا کمانڈر بنایا۔ جب وہ چلے تو انہیں اس لشکر کے لوگوں کے بارے میں کچھ ناگوار گزرا تو عبداللہ بن خذیفہ نے ان لوگوں سے کہا، "کیا ایسا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھیں میری اطاعت کا حکم دیا ہے؟" انھوں نے کہا، "ہاں"۔ اس نے کہا، "لکڑیاں اکٹھی کرو" اور پھر ان میں آگ لگانے کا کہا۔ پھر کہا، "میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اس میں داخل ہو جاؤ"۔ لوگ اس میں داخل ہونے سے ہچکچائے۔ ان میں سے ایک نوجوان نے لوگوں سے کہا، "اس آگ سے بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور ان تک پہنچنے سے پہلے نہ رکنا اور اگر وہ تمھیں اس میں داخل ہونے کا حکم دیں تو داخل ہو جاؤ"۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹے اور انہیں ماجرا بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا، **لَوْ دَخَلْتُمُوهَا مَا خَرَجْتُمْ مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ** "اگر وہ اس (آگ) میں داخل ہو جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ آتے، کیونکہ اطاعت صرف خیر و بھلائی میں ہی ہے" (احمد)۔ ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے مزید کہا، **لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق** "اللہ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں" (مسلم) یہی ابنِ ماجہ اور احمد میں حسن روایت کے ساتھ ایسے آیا ہے، **مَنْ أَمَرَكُمْ مِنْهُمْ بِمَعْصِيَةِ اللَّهِ فَلَا تُطِيعُوهُ** "تم میں سے جو کوئی تمھیں اللہ کی نافرمانی کا حکم دے، اس کی اطاعت نہ کرو"۔ ابنِ کثیر اور قرطبی سمیت ایک سے زیادہ مفسرین نے یہ حدیث اس آیت کی تفسیر میں بیان کی ہے، **وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡ** "(اطاعت کرو) اپنے میں سے بااختیار حکمرانوں کی" (النساء 59) اور انھوں نے اطاعت کو خیر تک ہی محدود کرنے کیلئے اس حدیث کو دلیل کے طور پر استعمال کیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ** "(حکمران کو) سنو اور اطاعت کرو جب تک وہ (اللہ کی) نافرمانی کا حکم نہ دے، لیکن اگر وہ (اللہ کی) نافرمانی کا حکم دے تو نہ سنو اور نہ اطاعت کرو"۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ** "ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ (حکمران کو) سنے اور اطاعت کرے، چاہے اسے پسند ہو یا ناپسند ہو، سوائے جب وہ اسے (اللہ کی) نافرمانی کا حکم دے۔ اگر وہ نافرمانی کا حکم دے تو نہ سنو نہ اطاعت کرو"۔ اس اصول کی روشنی میں ہم اطاعت سے متعلق شرعی دلائل کو سمجھتے ہیں اور ثابت شدہ محکم حکم کے مقابلے میں متشابہات کو رد کرتے ہیں۔

اب کتاب اللہ میں اس موضوع سے متعلق بنیادی دلیل کو دیکھتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا** "اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے"۔ (النساء 59) اس آیت میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ یہ آیت بغیر کسی معیار اور قید کے اللہ کی اطاعت کا حکم دیتی ہے، کیونکہ اللہ واحد ہی وہ ذات ہے جو الحاکم ہے۔ یہ آیت بغیر کسی معیار اور قید کے رسول اللہ ﷺ کی بھی اطاعت کا حکم دیتی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے پیغام پہنچاتے ہیں اور یہ ناممکن ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کے بغیر کوئی حکم دیں۔ جہاں تک حکمران کا تعلق ہے، تو آیت کے اس حصے کا متن الگ مفرد جملے کے طور پر نہیں بلکہ واؤ (و) عطف کے ساتھ ہے۔ حکمران کا بیان، اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے بیان کے برخلاف، اطاعت کے حکم کے لحاظ سے الگ مفرد نہیں آیا۔ جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ حکمران جس کی اطاعت واجب ہے، وہ صرف وہی ہے جو اتھارٹی واختیار کے معاملات میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتا ہے، خصوصاً دنیا کے معاملات کو اسلام کے مطابق چلانے کیلئے، یعنی لوگوں کے معاملات میں شریعت سے حکمرانی کے ذریعے۔ ورنہ ان کے اطاعت جائز نہیں اور ان کے لیے حکمرانی بھی جائز نہیں۔ آلوسی نے اپنی تفسیر "روح المعانی" میں کہا، "یہ فعل (اطاعت کرو) اس طرح دہرایا گیا ہے کہ رسول ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے جُڑی ہوئی ہے۔ یہ ناممکن بات ہے کہ آپ ﷺ اس سب پر نہ چلیں جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بغیر کسی قید کے ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کیلئے نہیں۔ اور پھر اطاعت کا لفظ اللہ کے اس قول میں دوبارہ نہیں آیا **(وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ)** "جو تم میں سے حاکم ہوں" (النساء 59) جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکمرانوں کی اطاعت اس طرح بغیر پابندی کے نہیں جیسے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ لہٰذا حکمران کی اطاعت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے تابع

ہے اور اس سے آزاد نہیں۔ جہاں تک گناہ میں اطاعت کی بات ہے، اہلِ علم اس پر متفق ہیں کہ گناہ میں اطاعت جائز نہیں، جیسا کہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں بیان کیا ہے۔"

اس کی مزید وضاحت یہ ہے کہ جیسے کوئی حاکمِ بالا کہے، "حاکمِ زیریں کی اطاعت کرو جب تک وہ تمھیں میری نافرمانی کا حکم نہ دے"، تو یہ حکمران کی حقیقت ہے۔ لیکن اگر کوئی کہے، "میری اطاعت کرو تاکہ تم میری نافرمانی کرو"، ایک ہی معاملے میں ایک ہی وقت ایک ہی ذات سے، تو یہ ناممکن ہے۔ جب بااختیار ذات بھی سب سے زیادہ اختیار والی ہو یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ، تو عدم امکان اس سے بھی زیادہ اور شدید ہے۔ پھر آیت کسی تنازعے کی صورت میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے قول کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتی ہے، یہ کسی بھی معاملے میں حکمران کے قول کی طرف رجوع کا حکم نہیں دیتی۔ یہ حکمران کے اقتدار کی اطاعت کو قرآن و سنت تک محدود کرنے کیلئے کافی ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ آیتِ کریمہ کسی بھی طریقے سے خواہشات کی پیروی کرنے والوں اور حکومتی علماء کیلئے کسی ایسی تاویل کا راستہ نہیں چھوڑتی جس سے وہ حکمران کو اتنا مکرم بنائیں کہ وہ اللہ کی نافرمانی میں امت کو اطاعت کا حکم دیں۔ اس آیت کے آگے آنے والی آیت جو طاغوتوں کی بات کرتی ہے، ان کی اطاعت اور ان کے نظاموں کی طرف رجوع کرنے سے منع کرتی ہے۔ معاملہ پوری طرح اللہ اور رسول اللہ ﷺ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے کہ عزت اور عقیدت صرف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ نے اس بعد والی آیت میں فرمایا، **أَلَمۡ تَرَ إِلَى ٱلَّذِينَ يَزۡعُمُونَ أَنَّهُمۡ ءَامَنُواْ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبۡلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓاْ إِلَى ٱلطَّٰغُوتِ وَقَدۡ أُمِرُوٓاْ أَن يَكۡفُرُواْ بِهِۦۖ وَيُرِيدُ ٱلشَّيۡطَٰنُ أَن يُضِلَّهُمۡ ضَلَٰلَۢا بَعِيدٗا ٦٠ وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ وَإِلَى ٱلرَّسُولِ رَأَيۡتَ ٱلۡمُنَٰفِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودٗا ٦١ فَكَيۡفَ إِذَآ أَصَٰبَتۡهُم مُّصِيبَةُۢ بِمَا قَدَّمَتۡ أَيۡدِيهِمۡ ثُمَّ جَآءُوكَ يَحۡلِفُونَ بِٱللَّهِ إِنۡ أَرَدۡنَآ إِلَّآ إِحۡسَٰنٗا وَتَوۡفِيقًا ٦٢ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ يَعۡلَمُ ٱللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمۡ فَأَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَعِظۡهُمۡ وَقُل لَّهُمۡ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ قَوۡلَۢا بَلِيغٗا ٦٣ وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذۡنِ ٱللَّهِۚ وَلَوۡ أَنَّهُمۡ إِذ ظَّلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمۡ جَآءُوكَ فَٱسۡتَغۡفَرُواْ ٱللَّهَ وَٱسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ ٱلرَّسُولُ لَوَجَدُواْ ٱللَّهَ تَوَّابٗا رَّحِيمٗا ٦٤ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيۡنَهُمۡ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيٓ أَنفُسِهِمۡ حَرَجٗا مِّمَّا قَضَيۡتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسۡلِيمٗا ٦٥** "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں جو آپ ﷺ پر نازل کی گئی ہے اور جو چیز آپ سے پہلے نازل کی گئی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ غیرُاللہ سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اسے نہ مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے (60) اور جب انہیں کہا جاتا ہے جو چیز اللہ نے نازل کی ہے اس کی طرف آؤ اور رسول ﷺ کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں (61) پھر کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے ہاتھوں سے لائی ہوئی مصیبت اُن پر آتی ہے پھر آپ کے پاس آکر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمیں تو سوائے بھلائی اور باہمی موافقت کے اور کوئی غرض نہ تھی (62) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے تو ان سے منہ پھیر لیجیے اور انہیں نصیحت کریں اوران سے ایسی بات کہیں جو ان کے دلوں میں اتر جائے (63) اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری کی جائے اور جب انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تھا آپ کے پاس آتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول ﷺ بھی اُن کی معافی کی درخواست کرتے تو یقیناً یہ اللہ کو بخشنے والا رحم کرنے والا پاتے (64) سو آپ کے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں آپ کو منصف نہ مان لیں پھر آپ کے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں (65)" (النساء– 60-65)

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا مطلب اس وجود entity کی طرف رجوع کرنا ہے جو ان دونوں کی بنیاد پر قانون جاری کرتا ہے۔ آیت کے مطابق صرف یہی رجوع تنازعات کو ختم کر سکتا ہے، اس وجود کا موجود نہ ہونا امت اور حکمران کے درمیان تنازعہ کو برقرار رکھے گا۔ ہر کوئی اپنے نقطہ نظر کو مضبوط بنانے کیلئے شرعی دلائل ہی کا سہارا لے گا، اس سے تنازعات کے خاتمے کیلئے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کا حکم کرنے والی آیت کی نفی ہو جائے گی۔ لہٰذا ایسے وجود کی موجودگی واجب ہے، تاکہ دونوں فریقین اس کی طرف رجوع کریں اور اس کے حکم پر چلیں۔ یہ معلوم ہے کہ اسلامی ریاست میں اس طرح کے تنازعہ پر قانون جاری کرنے والا ادارہ **ولاية المظالم يا قضاء المظالم** ہوتا ہے۔ یہ تب ہے جب اسلامی ریاست موجود ہو۔ جب اسلامی ریاست موجود نہ ہو، تو پھر یہ معاملہ امت کے مخلص علماء اور عقلمند فقہاء کی طرف موڑا جاتا ہے۔

صحیح اور واضح سنت "اللہ کی نافرمانی کے کام میں مخلوق کی اطاعت کی ممانعت" کے اصول کی تصدیق کرتی ہے جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **سَيَلِي أُمُورَكُمْ بَعْدِي رِجَالٌ يُطْفِئُونَ السُّنَّةَ وَيَعْمَلُونَ بِالْبِدْعَةِ وَيُؤَخِّرُونَ الصَّلاَةَ عَنْ مَوَاقِيتِهَا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ**

أَدْرَكْتُهُمْ كَيْفَ أَفْعَلُ قَالَ تَسْأَلُنِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ كَيْفَ تَفْعَلُ لاَ طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ "میرے بعد تمھارے معاملات پر ایسے ذمہ دار لوگ آئیں گے جو سنت کو بجھا دیں گے اور بدعت پر عمل کریں گے اور نماز کو مقررہ وقت سے مؤخر کریں گے"۔ میں نے کہا، "یا رسول اللہ ﷺ، اگر میں انہیں پاؤں تو کیا کروں؟" انھوں نے کہا، "تم مجھ سے پوچھتے ہو اے ابنِ ام عبد کہ تم کیا کرو؟ اس کی اطاعت نہیں جو اللہ کی نافرمانی کرے"۔ اسے ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے الفاظ حسن سند کے ساتھ ہیں۔ سنت صرف گناہ میں اطاعت سے ہی منع نہیں کرتی بلکہ وہ حکمران جو اللہ کی شریعت کے علاوہ پر عمل کرتے ہیں، ان کے جواز کو بھی ختم کرتی ہے، جیسا کہ یہ حدیث اس طرح کے حکمرانوں سے جائز سلوک کے بارے میں، کسی بھی رائے قائم کرنے کے امکان کو ختم کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **ستكونَ عليكمْ أمَرَاءُ منْ بعدِي، يأمرونكَمْ بما لا تَعرِفُونْ، ويعمَلُون بما تُنْكِرُونَ، فليسَ أولَئِكِ عليكمْ بأئمةٍ** "میرے بعد تمھارے اوپر امراء ہوں گے۔ وہ اس کا حکم دیں گے جو تمھیں قبول نہیں اور وہ عمل کریں گے جس سے تم منع کرتے ہو۔ پس وہ تمھارے لیڈر نہیں"۔ (یعنی وہ ناجائز ہیں یعنی وہ ظالم ہیں اور ان کی اطاعت نہیں، بلکہ ان کا تعلق اس حدیث سے ہے جو ظالموں سے سلوک کے بارے میں ہے)۔ (عبادہ بن صامتؓ نے روایت کیا، سیوطی نے حدیث کی خبر دی، الجامع الصغیر سے ماخوذ اور حدیث کا درجہ حسن ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **سيلي أموركم من بعدي رجال يعرفونكم ما تنكرون، وينكرون عليكم ما تعرفون، فمن أدرك ذلك منكم فلا طاعة لمن عصى الله عز وجل** "میرے بعد تمھارے معاملات پر ایسے ذمہ دار مرد آئیں گے جو اس کو اچھا کہیں گے جو تمھارے نزدیک برا ہے اور اس کو برا کہیں گے جو تمھارے نزدیک اچھا ہے۔ پس تم میں سے جو انھیں پائے تو (جان لے کہ) اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں"۔ (عبادہ بن صامتؓ نے روایت کیا، سیوطی نے حدیث کی خبر دی، الجامع الصغیر سے ماخوذ اور حدیث کا درجہ صحیح ہے)۔ جابر بن عبد اللہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہؓ سے کہا، "اللہ تمھیں جاہلوں کی قیادت سے بچائے"۔ انھوں نے پوچھا، "جاہل حکمران کون ہیں؟" آپ ﷺ نے فرمایا، **أَعَاذَكَ اللَّهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ قَالَ أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِي لاَ يَقْتَدُونَ بِهَدْيِي وَلاَ يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلاَ يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأُولَئِكَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِي** "وہ قائدین جو میرے بعد آئیں گے، میری ہدایت سے رہنمائی نہیں کریں گے اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔ جس کسی نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کی، پس وہ مجھ میں سے نہیں اور میں ان میں سے نہیں اور وہ حوض (کوثر) پر میرے ساتھ نہیں ہوں گے۔ جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور ان کے ظلم میں مدد نہیں کی، وہ مجھ میں سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں اور وہ حوض (کوثر) پر مجھ سے ملاقات کریں گے"۔ ان الفاظ کے ساتھ اسے احمد نے روایت کیا، اس کے علاوہ دارمی اور ابنِ حبان سے بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔ ابنِ حجر، البانی اور دیگر نے اسے صحیح گردانا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر مسلمان معصیت کی بنیاد پر حکومت کرنے والے ہر لیڈر اور حکمران کے سامنے جھکنے لگیں، تو پھر مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کا کیا ہو گا، جو ہر با اثر اور جابر گنہگار کے سامنے کھڑے ہوئے؟ ہم کس طرح ان کی شفاعت کے حقدار ہو سکتے ہیں اگر ہم ان کی صراطِ مستقیم کے خلاف چلتے ہیں؟ کیا زمین میں اس وجہ سے گمراہی اور فتنہ نہیں پھیل گیا کہ کمزور لوگ بااثر اور سرداروں کی اتباع کرتے ہیں؟ قیامت کے دن یہ اتباع کرنے والے اندھی تقلید کے فتنے کو یاد کریں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بھٹک کر مجرم ہو چکے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان کی آخری بات کا ذکر کیا ہے، **...وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ ٱلْقَوْلَ يَقُولُ ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟ لِلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوا۟ لَوْلَآ أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ٣١ قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوا۟ لِلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوٓا۟ أَنَحْنُ صَدَدْنَٰكُمْ عَنِ ٱلْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَآءَكُم ۖ بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ ٣٢ وَقَالَ ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا۟ لِلَّذِينَ ٱسْتَكْبَرُوا۟ بَلْ مَكْرُ ٱلَّيْلِ وَٱلنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَآ أَن نَّكْفُرَ بِٱللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُۥٓ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا۟ ٱلنَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا۟ ٱلْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا ٱلْأَغْلَٰلَ فِىٓ أَعْنَاقِ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ٣٣.** "اور کاش آپ دیکھتے جب کہ ظالم اپنے رب کے حضور میں کھڑے کیے جائیں گے ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہو گا جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایمان دار ہوتے (۳۱) جو لوگ بڑے بنتے تھے ان سے کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آ چکی تھی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے (۳۲) اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو متکبر تھے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب نے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کر دیں اور اس کے لیے شریک ٹھہرائیں ،اور دل میں بڑے پشیمان ہوں گے جب عذاب کو سامنے دیکھیں گے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالیں گے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسی کا تو بدلہ پا رہے

ہیں (۳۳)" (السباء 33-31)۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کے بعد انھیں جہنم میں جھونک دیا جائے گا، **يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا ٦٦ وَقَالُواْ رَبَّنَآ إِنَّآ أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ٦٨** "جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیے جائیں گے کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا (٦٦) اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا (٦٧)" (احزاب 67-66)۔

ان واضح دلائل کی روشنی میں ہم اللہ کے نافرمان حکمران کی اطاعت سے متعلق احادیث کے خلاف موجود شبہۃ کو رد کر سکتے ہیں۔ ہم احادیث کے رد اور تضاد سے متعلق شبہۃ کو بھی دور کر سکتے ہیں، جہاں ہمیں اس اصولی قاعدے پر چلنا ہو گا، **إعمال الدليلين خير من إعمال أحدهما وإهمال الآخر** "دونوں دلیلوں کی بنیاد پر عمل اس سے بہتر ہے کہ ایک دلیل پر عمل کیا جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے"۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں بظاہر تضاد سے متعلق تمام دلائل کو اس طرح جمع کرنا چاہیے کہ یہ تضاد ختم ہو جائے، اور حقیقت و مناط پر عمل تمام دلائل کی بنیاد پر ہو۔

حکمران کی سمع و اطاعت سے متعلق

احادیث سے متعلق شبہۃ: شرعی دلائل میں سب سے واضح وہ مشہور حدیث ہے جو صحیح مسلم نے روایت کی کہ معاویہ الیاس ابن سلم نے روایت کیا زید بن سلم سے، جنھوں نے روایت کیا ابو سلام (ممطور الحبشی) سے، جنھوں نے کہا کہ حذیفہ بن یمانؓ نے کہا، "میں نے کہا یا رسول اللہ! کوئی شک نہیں کہ ہم نے برا وقت گزارا (یعنی جاہلیت کے دنوں میں) اور اللہ نے ہمیں اچھا وقت دکھایا (یعنی اسلام کا دور) جس میں ہم آج زندگی گزار رہے ہیں۔ کیا اس اچھے دور کے بعد پھر بُرا دور آئے گا؟ آپ ﷺ نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا اس برے دور کے بعد اچھا دور آئے گا؟ آپ ﷺ نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: کیسے؟ اس پر آپ ﷺ نے کہا: **يَكُونُ بَعْدِي أَئِمَّةٌ لاَ يَهْتَدُونَ بِهُدَاىَ وَلاَ يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ** "ایسے لیڈر ہوں گے جو میری ہدایت کی پیروی نہیں کریں گے اور میری سنت پر نہیں چلیں گے۔ ان میں ایسے لوگ ہوں گے جو انسانی جسم میں شیطانی دل رکھتے ہوں گے"۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ اگر میں وہ دَور پاؤں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا، **تَسْمَعُ وَتُطِيعُ لِلأَمِيرِ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ** "اپنے امیر کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا، حتیٰ کہ اگر تمھاری کمر پر کوڑے مارے جائیں اور تمھارا مال چھین لیا جائے، تم سننا اور اطاعت کرنا"۔ الحاکم نے ایسی ہی حدیث ابو سلام سے روایت کی ہے۔

درباری علماء اور چاپلوس فقہاء، اللہ انھیں رسوا کرے، خوشی منائیں گے اگر یہ حدیث صحیح ہو۔ اگر یہ حدیث صحیح نہ ہو تو زبردستی اس کی تصدیق کر دی جائے گی، چاہے سراب کے ذریعے، دھوکے کے ذریعے یا پھر جواز بنا کر! یہ وہ حدیث ہے جس کے وہ، اٹھتے بیٹھتے گن گاتے ہیں۔ وہ اس حدیث کو راہِ فرار اختیار کرنے کے لیے بیان کرتے ہیں۔ جب بھی وہ مباحثے میں پڑتے ہیں، تو اس حدیث کو تلوار کی طرح استعمال کرتے ہوئے بحث کو کاٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اکثر وہ اس حدیث کو اپنے آپ کو چھپانے کیلئے پردے کے طور پر استعمال کرتے ہیں تاکہ ان کے بھیانک اعمال جیسے آمرانہ بادشاہوں کی چوکھٹوں سے محبت، ظالم حکمرانوں کے دستر خوانوں پر بیٹھنا اور باشندوں کے خلاف حکمرانوں کے ظلم پر مہر لگانا، ظاہر نہ ہو جائے۔ اگر پورا نہیں تو کم از کم وہ اس حدیث کو آدھا اسلام بنا کر پیش کرتے ہیں، تاکہ اکثر ان کی تقریر سے لوگ یہ سمجھیں کہ وحی کا مقصد اور ہدف حکمران کی اطاعت ہے اور اللہ کی اطاعت ظالم حکمران کی مرضی کے بعد ہی ہوتی ہے۔ پھر کیا یہ ممکن ہے کہ یہ حدیث ہمارے نبی ﷺ ہی کی طرف سے ہو جن کے ذریعے اللہ نے ظلم کے جھنڈے کو تباہ کر دیا؟ کیا انھوں نے واقعی ایسا کہا؟ کیا یہ تاویل سوچی جاسکتی ہے کہ اسلام ظالم کی اس کے ظلم میں حمایت کرتا ہے؟ اور اس سے بھی پہلے، کیا واقعی یہ روایت بنیاد سے درست ہے؟ یہ بھی واضح ہے کہ اس حدیث کے الفاظ دیگر شرعی دلائل کی قطعیت سے واضح طور پر متضاد ہیں، جیسے کعب بن عجرہ کی حدیث اور عبادہ بن صامت کی حدیث جسے ابنِ حبان نے صحیح گردانا۔

عبادہ بن صامتؓ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "اے عبادہ"، میں نے جواب دیا، "حاضر ہوں (یا رسول اللہ)"، آپ ﷺ نے کہا، **اسمع وأطع في عسرك ويسرك، ومكرهك وأثرة عليك، وإن أكلوا مالك، وضربوا ظهرك، إلا أن تكون معصية لله بواحًا** "(اپنے حکمران کو) سنو اور اطاعت کرو، آسانی میں اور مشکل میں، ناچاہتے ہوئے اور جب کوئی تمھارے اوپر ترجیح دے اور جب کوئی تمھارا مال کھائے اور جب کوئی تمھاری پیٹھ پر کوڑے مارے، سوائے اس کے کہ جب وہ تمھیں کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کا حکم دے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نافرمانی میں اطاعت نہیں۔ پیشتر اس کے کہ ہم ان الفاظ کو سمجھیں، **تَسْمَعُ وَتُطِيعُ**

لِلأَمِيرِ وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ "اپنے امیر کو سنو اور اطاعت کرو، حتی کہ اگر تمھاری کمر پر کوڑے مارے جائیں اور تمھارا مال لوٹا جائے"، اس سند کی صحت کو دیکھتے ہیں۔ ہمیں پتہ چلتاہے کہ تمام راوی اور فقہاء نے اِس حدیث میں ان الفاظ کے اضافے کو ضعیف گرداناہے۔ ان میں سب سے مشہور دارالقطنی اور دیگر ہیں۔ الحافظ ابو الحسن دارالقطنی نے اس حدیث کو یہ کہہ کر رد کیا، "میرے حساب سے یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابو سلام نے نہ تو حذیفہؓ سے نہ ہی عراق میں موجود ان کے ساتھیوں سے کچھ سنا، کیونکہ حذیفہ بن یمانؓ حضرت عثمان کے قتل کے ایک دن بعد ہی فوت ہو گئے تھے۔ اور حدیث میں درج ہے کہ **قال: قال حذيفة** جس کا مطلب ہے، "ابو سلام نے کہا کہ حذیفہ نے بیان کیا"، جس سے یہ پتہ چلتاہے کہ یہ حدیث مرسل ہے"۔

تحقیق سے یہ واضح ہوتاہے کہ ابو سلام کا نام ممطور الحبشی ہے اور ان کا تعلق دمشق سے تھا جبکہ حذیفہ بن یمانؓ مدینہ میں تھے، پھر کوفہ اور عراق میں۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ابو سلام نے حذیفہ بن یمانؓ سے کچھ نہیں سنا۔ یہ لگتاہے کہ ابو سلام نے یہ حدیث حذیفہ سے **شامی الضعیف** کے واسطے سے سُنی۔ اور یہ الفاظ "اپنے امیر کو سنو اور اطاعت کرو، حتی کہ اگر تمھاری کمر پر کوڑے مارے جائیں" جو انھوں نے بیان کیے، حدیث میں مدرج (اضافہ کیے گئے) ہیں۔

جہاں تک البانی کی "السلسلۃ الصحیحۃ" میں اس حدیث کے تذکرے کا معاملہ ہے جو طبرانی کی "الاوسط" سے لیا گیا، جو کہ عمر بن راشد الیمامی نے یحیٰ بن ابنِ کثیر سے، انھوں نے زید بن سلام سے، انھوں نے اپنے والد ابو سلام ممطور سے، انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا اور ایسا ہی سیوطی نے ابن عساکر کی روایت سے زیادہ تکمیل کے ساتھ بیان کیا، یہ فائدہ مند نہیں ہیں کیونکہ ممطور کے والد سلام کے دادا ہیں جن کا نام اور حیثیت معلوم نہیں۔ لہٰذا سند میں ان کی موجودگی ان کی عدم موجودگی جیسی ہی ہے! شیخ مقبل الوادی، جو کتاب " **الإلزامات والتتبع** " کے محقق ہیں، کہتے ہیں، "حذیفہ کی حدیث میں یہ الفاظ اضافی ہیں اور وہ حذیفہ کی حدیث میں متفقہ علیہ نہیں، **وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ** "اگر تمھاری پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں اور تمھارا مال چھین لیا جائے"، یہ ضعیف اضافہ ہے کیونکہ یہ اپنی سند میں منقطع ہے، واللہ اعلم"۔ (الحاشیہ 258)۔

بخاری نے روایت کیا کہ حذیفہ بن یمانؓ نے کہا، "لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق دریافت کرتے تھے، لیکن میں ان سے شر کے متعلق دریافت کرتا تھا اس ڈر سے کہ کہیں یہ شر مجھ پر حاوی نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ میں نے کہا، "یارسول اللہ! ہم جہالت اور شر میں تھے اور اللہ نے ہم پر یہ خیر نازل کی؛ کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہو گا؟" انھوں نے کہا، **نعم** "ہاں"۔ میں نے پوچھا، "کیا اس شر کے بعد خیر ہو گی؟" آپ ﷺ نے فرمایا، **نعم، وفيه دخن!** "ہاں اور اس پر دخن (کچھ شر) ہو گا"۔ میں نے پوچھا، "اس کا دخن کیا ہو گا؟" اپ ﷺ نے کہا، **قوم يهدون بغير هديي، تعرف منهم وتنكر!** "کچھ لوگ ہوں گے جو میری ہدایت کے علاوہ (لوگوں کی) رہنمائی کریں گے۔ تم ان کے اعمال دیکھو گے اور ان کا انکار کرو گے۔" میں نے کہا، "کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہو گا؟" اپ ﷺ نے فرمایا، **نعم، دعاة على أبواب جهنم، من أجابهم إليها قذفوه فيها** "ہاں، کچھ لوگ ہوں گے جو دوسروں کو جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دیں گے اور جو کوئی ان کی دعوت قبول کرے گا وہ (ان کی بدولت) اس میں پھینک دیا جائے گا"۔ میں نے کہا، "یارسول اللہ! ہمیں ان لوگوں کے بارے میں بتایئے"۔ آپ ﷺ نے کہا، **هم من جلدتنا، ويتكلمون بألسنتنا** "وہ ہمارے جیسے ہوں گے اور ہماری زبان بولیں گے"۔ میں نے پوچھا، "اگر ایسا میری زندگی میں ہو تو میرے لیے کیا حکم ہے؟" آپ ﷺ نے کہا، **تلزم جماعة المسلمين، وإمامهم** "مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہنا"۔ میں نے پوچھا، "اگر (مسلمانوں کا) کوئی گروہ نہ ہو اور نہ ہی کوئی امام (تو کیا کروں)؟" آپ ﷺ نے کہا، **فاعتزل تلك الفرق كلها! ولو أن تعض بأصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذلك** "ان تمام فرقوں سے الگ رہنا، حتی کہ اگر تمھیں درخت کی جڑیں (کھانے کیلئے) چبانی پڑیں یہاں تک کہ موت تمھیں آلے اور تم اسی حالت میں ہو"۔ یہ ایک مستند حدیث ہے جس کے راوی ثقہ، قابلِ اعتماد اور حدیث کی روایت میں مستند ہیں۔ اس معاملے میں سند اور خالص الفاظ کے اعتبار سے یہ مضبوط ترین حدیث ہے۔ مسلم نے بھی اسے اسی متن اور سند سے اسے روایت کیاہے۔ دیگر لوگوں میں طبرانی نے بھی اسے "مسند الشامیین" میں روایت کیاہے۔

ملاحظہ ہو کہ یہ الفاظ، **يكون بعدي أئمة، لا يهتدون بهداي، ولا يستنون بسنتي** "میرے بعد ایسے لیڈر ہوں گے جو میری ہدایت کی پیروی نہیں کریں گے اور میری سنت پر نہیں چلیں گے" جو امام مسلم کی حدیث میں آئے ہیں، ان میں یہ نوٹ کرنے کی بات ہے کہ یہ اسی حدیث کی سوا کسی اور روایت میں نہیں آئے جو اس کی تصدیق کرے۔ بلکہ تمام روایات کہتی ہیں، **تلزم جماعة**

المسلمين وإمامهم "مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہنا"۔ کسی میں ایک حرف بھی ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت سے رہنمائی کرنے کی نفی یا ان کی سنت کی پیروی نہ کرنے کو بیان کرے یا کچھ اور جیسے ظلم اور ملامت کے اوصاف۔ جو نظر آرہا ہے وہ یہ ہے کہ مطور کی ضعیف روایت اور حذیفہ کی حدیث، کعب بن عجرہ اور دیگر کی ان احادیث سے مل گئی ہے جو اسی الفاظ کے ساتھ مستند روایات میں آئیں ہیں۔ کعب بن عجرہ کی حدیث میں صحابہ کے بارے میں سبق ہے، جیسے احمد نے اپنی مسند میں، بزاز، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، الحاکم نے اپنی مستدرک میں بیان کیا۔ کہ جابر بن عبداللہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ سے کہا، **أعاذك الله يا كعب بن عجرة من إمارة السفهاء** "اے کعب، اللہ تمھیں جاہل حکمرانوں سے محفوظ رکھے"۔ انھوں نے پوچھا، "جاہل حکمران کون ہیں؟" آپ ﷺ نے کہا، **أمراء يكونون بعدي لا يهدون بهديي، ولا يستنون بسنتي، فمن صدقهم بكذبهم، أو أعانهم على ظلمهم، فأولئك ليسوا مني ولست منهم، ولا يردون عليَّ حوضي، ومن لم يصدقهم على كذبهم، ولم يعنهم على ظلمهم، فأولئك مني وأنا منهم، وسيردون عليَّ حوضي. يا كعب بن عجرة، الصوم جنة، والصدقة تطفئ الخطيئة، والصلاة قربان- أو قال: برهان- يا كعب بن عجرة إنه لا يدخل الجنة لحم نبت من سحت أبدًا، النار أولى به، يا كعب بن عجرة الناس غاديان، فمبتاع نفسه فمعتقها، أو بائعها فموبقها** "وہ قائدین جو میرے بعد آئیں گے، میری ہدایت سے رہنمائی نہیں کریں گے اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے۔ جس کسی نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کی، پس وہ مجھ میں سے نہیں اور میں ان میں سے نہیں اور وہ حوض (کوثر) پر میرے ساتھ نہیں ہوں گے۔ جس نے ان کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور ان کے ظلم میں مدد نہیں کی، وہ مجھ میں سے ہیں اور میں ان میں سے ہوں اور وہ حوض (کوثر) پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ اے کعب بن عجرہ! روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہ ختم کرتا ہے، نماز قربان (قربانی یا واضح دلیل) ہے۔ اے کعب بن عجرہ! حرام پر پلنے والا گوشت کبھی جنت میں نہیں جائے گا اور جہنم اس کیلئے زیادہ موزوں ہے۔ اے کعب بن عجرہ! لوگ صبح شروع ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو (جہنم سے) حفاظت میں خرید لیتے ہیں یا (جہنم کے) خطرے میں بک جاتے ہیں"۔ اس کی سند حسن ہے، حاکم نے اسے صحیح بتایا ہے اور ذھبی نے متفقہ علیہ کہا ہے۔ الارنووط نے صحیح ابن حبان کی تعلیق میں کہا ہے، "یہ مسلم کی شرط پر صحیح ہے"۔

لہٰذا مندرجہ بالا اضافی الفاظ سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں اور متن کے اعتبار سے منکر ہیں۔ اس اضافے کی سند منقطع اور ضعیف ہے اور اس کے الفاظ مستند دلائل سے متضاد ہیں اور اس سے جو مسلم نے اس اضافے کے بغیر روایت کیا۔ یہی اضافہ ان احادیث میں بھی ہے جو کہتی ہیں، **يستنون بغير سنتي...** "جو میری سنت پر نہیں چلیں گے"۔ لیکن یہ احادیث حکمران کی اطاعت کا حکم نہیں دیتی بلکہ ان کی نافرمانی کا حکم دیتی ہیں جیسے کعب بن عجرہ کی حدیث میں جو کہتی ہے، **فمن صدقهم بكذبهم، أو أعانهم على ظلمهم، فأولئك ليسوا مني ولست منهم، ولا يردون عليّ حوضي** "جس کسی نے ان کے جھوٹ کی تصدیق کی اور ان کے ظلم میں ان کی مدد کی، پس وہ مجھ میں سے نہیں اور میں ان میں سے نہیں اور وہ حوض (کوثر) پر میرے ساتھ نہیں ہوں گے"۔

اگر ایسا ہی ہے تو پھر ہم اس اضافے کے لحاظ سے وہ سب جو صحیح مسلم میں آیا ہے، اسے کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ روایت کی یہ سند امام مسلم لائے ہیں جو اس کے مطابق ہے جو امام نووی نے کہا۔ لیکن وہ اسسند کو اس کی خامی بیان کرنے کیلئے لائے ہیں۔ یہ بعید ہے کہ امام مسلم سے یہ چیز مخفی رہی کہ ابو سلام نے حذیفہ سے نہیں سنا۔ امام مسلم نے اپنی (کتاب) صحیح (مسلم) کے تعارف میں اپنا طریقہ بیان کیا ہے: "جہاں تک پہلی قسم کا تعلق ہے، ہم نے کوشش کی کہ وہ سند پیش کریں جو باقیوں کے مقابلے میں محفوظ تر ہے۔۔۔ لہٰذا ہم نے اسناد کو لوگوں کی تعریف کے حساب سے پرکھا، ہمیں ایسی احادیث بھی ملیں جن کی اسناد میں ایسے لوگ تھے کہ یاداشت اور درستی جن کا خاصا نہیں تھا، جیسے ان سے پہلے کچھ لوگ تھے۔۔۔" قاضی عیاض اور امام نووی نے کہا کہ مسلم نے اپنی صحیح میں اس شرط کا لحاظ رکھا۔ یہ وجہ کی تشریح اور وضاحت کے حوالے سے ہے نہ کہ اس کے برعکس کہ یہ تو بس کتاب مکمل کرنے سے پہلے ان کی نیت تھی کہ جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ امام نووی نے صحیح مسلم کی تشریح میں باب "حج کا دورانیہ" میں اس کی وضاحت کی ہے۔ مُعلمی نے الانوار الکاشفۃ میں صفحہ 230 میں کہا، "اپنی صحیح میں مسلم کا طرز یہ تھا کہ جب وہ متفقہ روایات لکھتے تو سب سے مستند روایات لکھتے۔ کبھی کبھار بعد والی روایات میں کچھ غلطی ہوتی جو پہلی روایات کے ذریعے واضح ہو جاتی"۔ لہٰذا امام مسلم نے یہ اضافے والی حدیث بیان کی، اس کا فرق اور رد واضح کرنے کیلئے نہ کہ اسے صحیح گرداننے کیلئے، خصوصاً جبکہ اس حدیث کی سند مرسل اور منقطع ہے۔ سنن اور مسانید کے دیگر لوگوں نے بھی اس حدیث کی دیگر روایات بیان کی ہیں، جس میں ان تمام روایات کو

ضعیف گردانا گیا ہے۔ یہ روایات ایک دوسرے کو تقویت نہیں دیتیں۔

ڈاکٹر خالد الحايك نے اس کے نقائص ایک ویب سائٹ پر موجود اپنی ریسرچ میں واضح کیے ہیں، جس کا عنوان "'اگر تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے جائیں اور تمھارا مال چھینا جائے' کے اضافے کا مکمل رد **(القطع بنكارة زيادة وَإِنْ ضرِبَ ظَهْرُكَ أخذَ مَالكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ)**" ہے۔ یہ اضافہ قابلِ رد ہے کیونکہ یہ شر کو رد کرنے کے اصول کے خلاف ہے۔ یہ اصول اس امت کو بہترین امت بناتا ہے جو انسانیت کیلئے لائی گئی ہے۔ یہ اضافہ لوگوں پر سے ظلم کو ختم کرنے سے بھی ٹکراتا ہے۔ یہ شریعت ہی ہے جو قوموں کے فساد کو ظلم کی موجودگی سے جوڑتی ہے۔ یہ شریعت ہی ہے جو مظلوم مگر ظلم کے حامی کو اسی درجے پر رکھتی ہے جو ظلم کرنے والے کا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا، **وَإِذۡ يَتَحَآجُّونَ فِي ٱلنَّارِ فَيَقُولُ ٱلضُّعَفَٰٓؤُاْ لِلَّذِينَ ٱسۡتَكۡبَرُوٓاْ إِنَّا كُنَّا لَكُمۡ تَبَعٗا فَهَلۡ أَنتُم مُّغۡنُونَ عَنَّا نَصِيبٗا مِّنَ ٱلنَّارِ ٤٧ قَالَ ٱلَّذِينَ ٱسۡتَكۡبَرُوٓاْ إِنَّا كُلّٞ فِيهَآ إِنَّ ٱللَّهَ قَدۡ حَكَمَ بَيۡنَ ٱلۡعِبَادِ** " اور جب دوزخی آپس میں جھگڑیں گے پھر کمزور سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم تمہارے پیرو تھے پھر کیا تم ہم سے کچھ بھی آگ دور کر سکتے ہو (۴۷) سرکش کہیں گے ہم تم سبھی اس میں پڑے ہوئے ہیں بے شک اللہ اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے (۴۸)" (الغافر 48-47)

کیا یہ کہنا عقلی ہے کہ شریعت نے اس کی اجازت دی جبکہ رسول اللہ ﷺ نے کہا، **إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمْ اللَّهُ بِعِقَابٍ مِنْهُ** "جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اسے ہاتھ سے نہ روکیں تو عنقریب اللہ انھیں ایک عذاب میں مبتلا کرے گا" (ترمذی)۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امت کو صدیوں سے ذلیل کیا جاتا رہا ہے۔ اور پھر اس کو کیسے سمجھیں کہ بہترین صحابہ اور رسول اللہ ﷺ کا خالص ترین خاندان جنھوں نے غاصب کے حکم کو نہ تو سنا اور نہ ہی اطاعت کی، جیسا کہ عبداللہ بن زبیرؓ اور نبی ﷺ کے نواسے حسینؓ نے کیا؟ بلکہ انھوں نے بغاوت کی اور ان کے خلاف لڑے، ایسا عمل جسے انھوں نے اللہ کے وحی اور شریعت کے دفاع کیلئے بہترین سمجھا۔ ابو بکرؓ کی بات کے بارے میں کیا کہیں، **أطيعوني ما أطعت الله فيكم، فإن عصيته فلا طاعة لي عليك** "میری اطاعت کرو جب تک میں تم پر اللہ کی اطاعت کروں، اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو میری اطاعت نہ کرنا"، اور عمرؓ کا لوگوں سے یہ کہنا کہ وہ انھیں سیدھا کر دیں اگر وہ ان میں ٹیڑھا پن دیکھیں، جب وہ لوگوں کو خلافت کی بیعت دے رہے تھے۔ ایسا اس لیے تھا کہ اسلام کی پہلی نسل دین کو اس کی خالص حالت میں جانتی تھی۔ سلمان الفارسیؓ عمر بن الخطابؓ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان کے کپڑوں کے بارے میں پوچھا، "آپ نے یہ کہاں سے لیے؟ وگرنہ ہم نہ آپ کو سنیں گے نہ اطاعت کریں گے"۔ ابوذرؓ عثمانؓ کے سامنے کئی مرتبہ کھڑے ہوئے۔ صحیح مسلم کے مطابق عبداللہ بن عمروؓ نے اپنے بندے اکٹھے کیے، اسلحہ وغیرہ تاکہ طائف میں معاویہ کے والی (ان کے بھائی، **عنبسة بن ابو سفیان)** سے مقابلہ کر سکیں، جب انھیں معلوم ہوا کہ معاویہ ان کے ملکیتی علاقے کو پامال کرنا چاہتا ہے۔ خالد بن العاص کو معاملے کا علم ہوا تو مکہ سے طائف سفر کیا۔ پھر وہ عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے پاس گئے اور انھیں پر امن رہنے اور عنبسة کے آگے ہتھیار ڈالنے کا کہا، کیونکہ وہ حکمران تھا اور اس کا بھائی سلطان تھا یعنی بااختیار حکمران۔ عبداللہ بن عمروؓ نے جواب دیا، "کیا تمھیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا: **مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ** "وہ جو اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہوا وہ شہید ہے"۔

اس سب کے بعد میں کہتا ہوں کہ اس متنازعہ اضافے کی مضبوطی کو تھوپتے ہوئے وہ بنیاد بھول جاتے ہیں جو کہ عادل مسلم حکمران کی اطاعت کرنا اور اس پر صبر کرنا ہے۔ اگر ہم اس اصولی قاعدے کی عمل کریں، **الجمع أولى من الترجيح** " نصوص کو ملانا ترجیح سے بہتر ہے" اور **إعمال الدليلين أولى من إهمال أحدهما** " دو دلائل کی بنیاد پر عمل اس سے بہتر ہے کہ ایک دلیل پر عمل کیا جائے اور دوسری کو چھوڑ دیا جائے"، تو اس کو ایسے سمجھا جا سکتا ہے، کسی کی دولت چھیننا جائز نہیں اگر قانون کے مطابق ہے، اور پیٹھ پر کوڑے مارنا بھی، اگر یہ ایک سزا ہے، جیسا کہ ابن حزم نے اپنی " **الفصل في الملل والأهواء والنحل**" میں کہا۔

جہاں تک رسول اللہ ﷺ کے حکم کا تعلق ہے کہ مال کے چھینے جانے اور پیٹھ پر کوڑے مارنے پر صبر کرو، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ صرف تب ہے جب امام اسے لینے میں حق بجانب ہو اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہمیں اس پر صبر کرنا چاہیے۔ اگر وہ اسے باطل بنیاد پر لیتا ہے، اللہ نہ کرے کہ ہم یہ سوچیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر صبر کا حکم دیا ہے۔ یہ اللہ کے اس فرمان میں واضح ہے، **وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ** "اور اچھائی اور نیکی میں تعاون کرو اور گناہ اور برائی میں تعاون مت کرو" (المائدہ 2) یہی معنی ابنِ حبان کی حدیث سے واضح ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے پیٹھ پر کوڑے مارنے پر خاموشی

کے حکم کو قانونی تک محدود کر دیا، اگر ایسا معصیت کے حکم کی وجہ سے ہو تو خاموشی نہیں۔ ابنِ حبان سے روایت ہے، عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "اے عبادہ"، میں نے جواب دیا، "حاضر ہوں (یا رسول اللہ)"، آپ ﷺ نے کہا، **اسمع وأطع في عسرك ويسرك، ومكرهك وأثرة عليك، وإن أكلوا مالك، وضربوا ظهرك، إلا أن تكون معصية لله بواحًا** "(اپنے حکمران کو) سنو اور اطاعت کرو، آسانی میں اور مشکل میں، نہ چاہتے ہوئے اور جب وہ تمھارے اوپر ترجیح دیں اور جب وہ تمھارا مال کھائیں اور جب تمھاری پیٹھ پر کوڑے ماریں، سوائے اس کے کہ جب وہ تمھیں کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں"۔ اس کا مطلب ہے کہ گناہ میں کوئی اطاعت نہیں۔

یہ الفاظ **لا يستنون بسنتي** "وہ میری سنت پر نہیں چلیں گے" یہ ظاہر کرتے ہیں کہ فسق صرف حکمران تک محدود ہے اور نظام تک نہیں جس کے ذریعے حکومت کی جاتی ہے۔ یہ الفاظ **تسمع وتطيع للأمير، وإن ضرب ظهرك، وأخذ مالك** "تم اپنے امیر کو سنو اور اطاعت کرو حتی کہ وہ تمھاری پیٹھ پر کوڑے مارے اور تمھارا مال چھین لے" اس سوچ سے واضح طور پر ٹکراتے ہیں "اگر وہ تم پر کفر سے حکومت کرے"۔ ایک شخص کو صبر کرنا چاہیے جب حکمران اس کے کچھ حقوق ساقط کر دے اور معاف کرنا چاہیے جب کچھ معاملہ اس کے حق میں نہ آئے جیسے اگر حکمران نے فیصلہ کرنے میں جلدی کی اور اس شخص کو اپنے دلائل سامنے رکھنے اور اچھی طرح دفاع کا موقع نہ دیا۔ اس معاملے میں ہم اسے صبر کرنے اور اطاعت کرنے کا کہیں گے۔ لیکن ہمیں یہ قابلِ قبول نہیں کہ ہم چپ رہیں جب ہم حکمران کو اللہ کی شریعت کو معطل کرتا دیکھیں، اللہ کے دشمنوں سے حلیف بنتا اور کفر کے نظام سے حکومت کرتا دیکھیں۔ حدیث کے الفاظ میں یہ شامل نہیں اور اس کا یہ مطلب بالکل نہیں۔

دیگر نے اس کی تشریح ایک فرد کے صبر کے معنی میں کی ہے، نہ کہ امت کے صبر کے معنی میں۔

خلاصہ یہ کہ حدیث، **وإن ضرب ظهرك وأخذ مالك** "اگر وہ تمھاری پیٹھ پر کوڑے مارے اور تمھارا مال چھین لے" دونوں متن اور سند کے اعتبار سے رد ہے۔ اسے سرکاری علماء نے حکمران کی اطاعت، اس کے اقتدار کی مضبوطی اور طوالت، شہریوں کو امت کے احیاء سے روکنے اور حالات کو تبدیل کرنے کی سوچ سے دور رکھنے کیلئے استعمال کیا۔ انھوں نے اس حدیث کی غلط سمجھ سے شریعت کے قوانین بنائے، حکمرانوں پر فیصلہ سنانے کی بجائے امت پر فیصلہ سنا دیا۔ جبکہ اللہ کی شریعت امت اور حکمران دونوں پر فیصلہ سنانے کیلئے ہے۔ یہ سب خواہشات پر چلنے والے لوگ کرتے ہیں اور وہ بھی اس طرح کہ دیگر واضح اور صریح شرعی دلائل میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ شروع اور آخر کے تمام معاملات اللہ ہی کے ہیں۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 31 سے

اگر پاکستان کی 50 فیصد بر آمدات ترقی یافتہ ممالک پر منحصر ہیں، جن کے متعلق یہ توقع ہے کہ وہ کساد بازاری کا شکار ہونے جا رہے ہیں اور ان کی معیشت سکڑنے کا امکان ہے جبکہ دوسری طرف پاکستانی حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے بر آمدات کی کاروباری لاگت بھی بڑھ گئی ہے تو ہم کس طرح ڈالرز کما سکیں گے جبکہ ہمارے تعلیم یافتہ وزراء، رضا باقر اور حفیظ شیخ نے آئی ایم ایف کو تین سال میں قرضے کی ادائیگی کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا ہے؟ یا پھر کھیل مزید گھناؤنا ہے کہ جان بوجھ کر ملک کی صنعتی بنیادیں کو قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے تاکہ مہنگی صنعتی اشیا درآمد کی جاتی رہیں اور بر آمدات میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہو سکے یوں ہم ہمیشہ آئی ایم ایف پر انحصار کرتے رہیں؟ یا تو ہمارے دونوں تعلیم یافتہ معیشت دان بیوقوف ہیں یا یہ پاکستان کی بجائے آئی ایم ایف کے "اکنامک ہِٹ مین" ہیں۔

ختم شد

بقیہ صفحہ 33 سے

وہ یہ کہ افواج پاکستان جہاد کے ذریعے اسے بھارتی قبضے سے آزادی دلائیں۔ ہم پر بحیثیت فرد یا سیاسی جماعتوں کے اراکین یا حمایتیوں کے طور پر پر لازم ہے کہ ہم زبانی سیاست کے ذریعے افواج پاکستان سے مطالبہ کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مقبوضہ کشمیر کے اپنے بہن بھائیوں کی حمایت میں حرکت میں آئیں۔ اور ہمیں چاہیے کہ ریاست کا احتساب کریں اور اسے اس بات پر مجبور کریں کہ وہ کشمیر کی آزادی کے لے جہاد کے عمل کو انجام دے جس کا کرنا اس وقت ضروری ہو چکا ہے۔ ہمیں ریاست کی جانب سے باتیں اور اخلاقی لیکچر کی نہیں کشمیر پر عمل کی ضرورت ہے!

ختم شد

کثیر الملکی اشتراک (Multilateralism) ریاستی خودمختاری پر حملہ ہے اور اسلام سے متصادم ہے

تحریر: انجینئر معیز، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کثیر الملکی اشتراک (Multilateralism) کی سوچ کے بارے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ سوچ مختلف ریاستوں کی قومی پالیسیوں کو اس انداز میں مربوط کرتی ہے جو کم از کم تصوراتی طور پر ایک ایسی عالمی حاکمیت کو جنم دے گی جس سے تمام ریاستیں فائدہ حاصل کریں گی۔ کثیر الملکی شریک اداروں Multilateral institutions کے ذریعے قومیں اپنے مفادات کی اس انداز میں ترجمانی کریں گی جو دیگر ریاستوں کے مفادات کے ساتھ موافقت رکھتا ہو تا کہ ایک متفقہ عالمی نظم و نسق ابھرے جو تمام ریاستوں کے حالات کی بہتری کیلئے کام کرے۔ یہ سوچ دوطرفہ معاہدوں کی سوچ کے خلاف ابھری جو دنیا میں معروف تھی، جہاں ریاستیں ایک وسیع عالمی اتفاق consensus کی بنیاد پر خارجہ پالیسی بنانے کی بجائے ایک ریاست دوسری ریاست سے انفرادی اور مخصوص انداز میں خارجہ پالیسی تعلقات بنانا مفید سمجھتی تھی۔ لہٰذا کثیر الملکی اشتراک کیلئے متفقہ رائے لازمی امر ہے، اور یہاں سے کثیر الملکی اشتراک کا ملکی خودمختاری سے پہلا اختلاف شروع ہوتا ہے۔ فطری طور پر کثیر الملکی اشتراک یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس میں حصہ دار ممالک اپنے قومی مفادات پر لچک دکھاتے ہوئے عالمی متفقہ رائے کے حق میں اپنے مفادات کا تشریح کریں۔ دوسرے الفاظ میں ریاستوں کو عمومی عالمی اتفاق کو ملحوظِ خاطر رکھنے کیلئے اپنے قومی مفادات کی تشریح کرتے ہوئے اپنی خودمختاری پر کچھ سمجھوتا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے اس اشتراک میں شریک ممالک کی ثقافت، معاشرت اور سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا کثیر الملکی مشترکہ حاکمیت

فطری طور پر کثیر الملکی اشتراک یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس میں حصہ دار ممالک اپنے قومی مفادات پر لچک دکھاتے ہوئے عالمی متفقہ رائے کے حق میں اپنے مفادات کا تشریح کریں۔ دوسرے الفاظ میں ریاستوں کو عمومی عالمی اتفاق کو ملحوظِ خاطر رکھنے کیلئے اپنے قومی مفادات کی تشریح کرتے ہوئے اپنی خودمختاری پر کچھ سمجھوتا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے اس اشتراک میں شریک ممالک کی ثقافت، معاشرت اور سیاست پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

Multilateral governance کی روح عمومی عالمی اتفاق ہے۔ اس امر سے نکلنے والا ایک سوال یہ ہے کہ قومی اور عالمی اہمیت کے متعدد معاملات پر متفقہ رائے کیسے قائم ہو گی؟ اس مقصد کیلئے عالمی طاقتوں نے جدید کثیر الملکی مشترکہ ادارے قائم کیے جن کے بارے میں یہ سوچ دی گئی کہ ان اداروں کے ذریعے دنیا کے معاملات کو چلانے سے متعلق اتفاقِ رائے قائم کیا جائے گا۔ آئی ایم ایف اس سوچ پر بنایا گیا کہ یہ ادارہ عالمی سطح پر مالیاتی استحکام قائم رکھنے کے ذریعے عالمی تجارت میں مدد دے گا۔ عالمی بینک اس سوچ پر بنایا گیا کہ یہ ادارہ دنیا میں ترقیاتی ایجنڈا لے کر چلے گا اور اقوامِ متحدہ اس سوچ پر بنائی گئی کہ یہ ادارہ دنیا میں سیاسی تنازعات کو حل کرنے میں مدد دے گا۔

لیکن "عمومی اتفاق" consensus کی اصطلاح گمراہ کن ہے۔ اس کے مطابق تمام ریاستوں کی حقیقی مشاورت اور اس مشاورت میں شمولیت کا حقیقی طریقہ موجود ہونا چاہیے۔ لیکن سچ چھپ نہیں سکتا۔ جب ان کثیر الملکی مشترکہ اداروں کے فیصلہ سازی سے متعلق ڈھانچے سامنے آئے، تو لفظ "عمومی اتفاق" کا مطلب کثیر الملکی اشتراک میں یہ نکلا کہ یہ وہ اتفاق ہے جو عالمی طاقتوں کی درجہ بندی کے مطابق ان ہی کی ترجمانی کرتا ہے۔ مثال کے طور پر آئی ایم ایف میں ووٹ کا حصہ ممبر ریاستوں کی معیشت کے حجم اور فنڈ میں ان کے مالی چندے کے مطابق ہے، جو دراصل آئی ایم ایف کے فیصلوں میں امریکہ کو ویٹو کی طاقت دیتا ہے کیونکہ امریکہ دنیا کی سب سے بڑی معیشت اور فنڈ کا سب سے بڑا مالی معاون ہے۔ اسی طرح اقوام متحدہ میں ویٹو کی طاقت رکھنے والے ممبران ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ اس دور کی عالمی طاقتیں ہی اثرورسوخ کی حامل اور سیاسی طور پر بھاری ہیں۔

لہٰذا کثیر الملکی اشتراک (Multilateralism) فطری انداز میں عالمی اتفاق

بنانے کیلئے کم اور عالمی طاقتوں کے دنیا کے معاملات اور عالمی حاکمیت سے متعلق پہلے سے طے شدہ اتفاق کو ترویج دینے اور نافذ کرنے کیلئے زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد دنیا میں قائم ہونے والا ورلڈ آرڈر اس کی ٹھیک ٹھیک عکاسی کرتا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد کی دنیا کو اکثر لبرل ورلڈ آرڈر کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی اقدار مغربی تہذیب سے لی گئی تھیں، اگرچہ اس نئے عالمی نظام کے قیام کے وقت دنیا میں اس کے متبادل آئیڈیالوجی موجود تھیں جو مغربی تہذیب کی مدِ مقابل تھیں ۔ اس سے کثیر الملکی اشتراک کے بارے میں مزید سمجھ ملتی ہے کہ یہ دراصل مغربی تہذیب و ثقافت کو غالب کرنے کا مغربی منصوبہ ہے جس میں کثیر الملکی اداروں کے ذریعے سیاست، اقتصادیات اور انسانی معاشروں کی تنظیم کے مغربی افکار کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اس نے مغرب کو اپنی اقدار کو عالمی بنانے میں مدد دی اور کثیر الملکی اشتراک کے ذریعے ریاستیں اس امر پر مجبور ہوئیں کہ اپنے ملکی مفادات کی تشریح اس عالمی متفقہ آرا کے مطابق کریں جس کی تشکیل خالصتاً مغربی ثقافت، مغربی اقدار اور قومی مفادات کے متعلق مغربی نقطہ نظر پر کی گئی ہے۔ اس سے مغربی ریاستوں، خصوصاً امریکہ کو دیگر ریاستوں کے معاملات پر زبردست طاقت اور اثرورسوخ مل گیا کیونکہ اب دنیا کی زیادہ تر ریاستیں اپنے قومی مفادات کو اس عالمی اتفاق سے جوڑ کر دیکھنے لگیں جس کی وہ حکم عدولی نہیں کر سکتی تھیں۔

کثیر الملکی اشتراک کو اکثر ایک سیاسی امر کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو سیاسی اقدامات تک محدود ہے، جبکہ اصل میں یہ ریاست کے اعمال کو عالمی اتفاق کے مطابق ایک خاص انداز میں ڈھالتا ہے جس سے سیاسی اعمال جنم لیتے ہیں، لیکن اس کا ثقافت پر بھی اتنا ہی اثر ہے جتنا سیاست پر ہے۔ یہ اس کثیر الملکی اشتراک کا ریاستی اور معاشرتی خودمختاری پر ایک اور حملہ ہے جہاں قومی مفادات کی کسی بھی ایسی تعبیر کو رد کر دیا جاتا ہے کہ جو مغربی کلچر کے علاوہ کسی اور کلچر سے نکلی ہو۔ اس کی واضح مثال توہینِ رسالت کا معاملہ ہے جسے مذہبی معاشرے مذہبی تقدس کی پامالی کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ مغرب اسے خالصتاً آزادئ رائے کی نظر سے دیکھتا ہے اور متعدد کثیر الملکی اداروں کے ذریعے اپنے "آزادی رائے" کے نظریے کو توہینِ رسالت کے معاملے میں معیار کے طور پر پیش کرتا ہے۔ پس کثیر الملکی اشتراک مقامی اور اصل ثقافتوں پر حملہ کرتا ہے تاکہ وہ ثقافت ریاست کی پالیسی کی بحث سے الگ ہو جائے اور اس طرح معاشرے اپنے کلچر کی روشنی میں ملکی مفادات طے کرنے کے حق اور خودمختاری سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

یہ اس کثیر الملکی اشتراک کا ریاستی اور معاشرتی خودمختاری پر ایک اور حملہ ہے جہاں قومی مفادات کی کسی بھی ایسی تعبیر کو رد کر دیا جاتا ہے کہ جو مغربی کلچر کے علاوہ کسی اور کلچر سے نکلی ہو۔ اس کی واضح مثال توہینِ رسالت کا معاملہ ہے جسے مذہبی معاشرے مذہبی تقدس کی پامالی کی نظر سے دیکھتے ہیں جبکہ مغرب اسے خالصتاً آزادئ رائے کی نظر سے دیکھتا ہے اور متعدد کثیر الملکی اداروں کے ذریعے اپنے "آزادی رائے" کے نظریے کو توہینِ رسالت کے معاملے میں معیار کے طور پر پیش کرتا ہے۔

آئی ایم ایف کے ساتھ پاکستان کے موجود پروگرام کو ہی دیکھ لیں۔ پاکستان کیلئے اور عموماً دنیا کیلئے آئی ایم ایف کے نسخے ایسی پالیسیاں ہیں جن کی جڑیں ترقی کیلئے فری مارکیٹ کے متعلق نیولبرل معاشی نقطۂ نظر میں پیوست ہیں۔ قرضوں کے انتظام سے لے کر شرح مبادلہ تک اور شعبہ توانائی سے لے کر زراعت تک، اس نقطۂ نظر کے مطابق منڈی کا اتار چڑھاؤ معیشت کے کسی بھی شعبے میں وسائل مختص کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں اور منڈی یا مارکیٹ سے متعلق اصلاحات کے ذریعے مارکیٹ کو آزاد کر دینا ہی ابھرتی معیشتوں کیلئے ترقی کا واحد راستہ ہے۔ بحر اوقیانوس کے دونوں جانب سرمایہ دارانہ اشرافیہ کی یہی نظریاتی سوچ ہے، خصوصاً امریکہ اور برطانیہ میں، اور جسے بدنامِ زمانہ واشنگٹن اتفاقِ رائے "Washington Consensus" کہا جاتا ہے۔ لیکن آئی ایم ایف نے بطور کثیر الملکی ادارے کے پاکستان جیسے مسلم ملک میں، جس کی مضبوط اسلامی ثقافت آئی ایم ایف کی پالیسیوں کو رد کرتی ہے، اس میں بھی واشنگٹن اتفاقِ رائے کی پالیسیاں نافذ کروا دیں۔ لہٰذا آئی ایم ایف پاکستان کی معیشت کو ایسے نقطہ نظر سے چلانے پر اصرار کرتا ہے جو پاکستانی عوام کے عقائد اور نظریات کے خلاف ہے۔ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اسلام میں سودی قرضوں کی قطعی ممانعت ہے اور پاکستان میں یہ ادراک ہے کہ ملکی و غیر ملکی سودی قرضوں کی وجہ سے پاکستان قرضوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے جبکہ آئی ایم ایف صرف پاکستان کو قرضہ دینے والوں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے۔ اس ادراک کی وجہ سے کہ اسلام پبلک اور نجی شعبوں میں سرمایہ کاری کیلئے سودی قرضوں سے منع کرتا ہے، پاکستان میں آئی ایم ایف

پروگرام کے خلاف ایک بھرپور مخالفت پیدا ہوئی۔ اس کے باوجود کثیر الملکی اشتراک نے پاکستانی ریاست کو مجبور کیا کہ وہ ایسی پالیسیوں کو قبول کرے جو پاکستانی معاشرے کے عقائد کے برخلاف ہیں۔ یہ کثیر الملکی اشتراک کا خود مختاری پر سب سے بڑا حملہ ہے جہاں کثیر الملکی اشتراک عوام اور ریاست کے درمیان فطری ربط کو کمزور کر کے ریاست کو مجبور کرتا ہے کہ وہ عوام کی بجائے عالمی اشرافیہ کے تصورات، عقائد اور معیار پر مبنی پالیسیاں اپنائے جو بالآخر عوام کو ان کے معاملات پر کنٹرول سے بے دخل کر دیتی ہیں۔

آئی ایم ایف کے ساتھ پاکستان کا حالیہ پروگرام اور فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (FATF)، جو پیسے کی غیر قانونی ترسیل پر نظر رکھتا ہے، کے ساتھ مسئلے مسائل کثیر الملکی اشتراک کے ایک اور انداز سے پردہ اٹھاتے ہیں؛ یعنی اس کا انداز زبردستی۔ اگرچہ آئی ایم ایف کے ادارے کے قیام کا مقصد دنیا میں مالی استحکام کو فروغ دینا تھا، اس نے ترقی پذیر ممالک کی بڑی منڈیوں میں مالیاتی مارکیٹ کے مفادات کی چوکیداری کا کام شروع کر دیا ہے۔ عالمی کریڈٹ ریٹنگ ایجنسیوں اور عالمی بینک و ایشیائی ترقیاتی بینک جیسے دیگر کثیر الملکی اداروں کے ساتھ مل کر جب آئی ایم ایف ایک ملک کی معیشت اور مالیاتی انتظام کو عدم اعتماد کی سند دیتا ہے تو اس کا مطلب عالمی سرمائے تک اس ملک کی پہنچ کو کم کرنا اور عالمی تجارت میں روڑے اٹکانا ہے۔ اس طرح کی زبردستی اکثر کثیر الملکی اشتراک کے سامنے کمزور ملک کو گھٹنے ٹیکنے اور معاشی خود مختاری کو کثیر الملکی اداروں کے سامنے قربان کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جس کے بعد اس ملک کا معاشی انتظام ان اداروں کے پاس چلا جاتا ہے۔ پچھلی کچھ دہائیوں میں کثیر الملکی اشتراک نے اقتصادی، فوجی اور سفارتی پابندیوں کے ذریعے زبردستی کا انداز استعمال کیا جو اکثر عالمی طاقتیں عالمی معاشرے کے نام پر اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ کثیر الملکی اشتراک کی یہی زبردستی کی صفت ہی ہے جسے اکثر جدید استعماریت کہا جاتا ہے، کثیر الملکی اشتراک اس جدید استعماریت کا سب سے کارآمد ہتھیار ہے۔

لہٰذا اسلام مسلمانوں کو ایسے اداروں اور معاملات میں داخل ہونے سے روکتا ہے جہاں خود مختاری کسی اور کے پاس ہو یا مسلمانوں کو دوسری اقوام کو خود مختاری میں شریک کرنا پڑے۔ علاوہ ازیں اسلام کا خود مختاری پر ایک جامع نظریاتی نقطہ نظر ہے۔ جہاں اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے معاملات مسلم حکمران ہی طے کریں، یعنی صرف مسلمان ہی ریاست میں حکمرانی کے عہدے پر فائز ہو سکتے ہیں، وہاں اسلام یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ حکمرانی صرف اور صرف اللہ کے نازل کردہ احکامات سے ہی ہو سکتی ہے، لہٰذا اختیار تو مسلمانوں کے پاس ہے لیکن حاکمیتِ اعلیٰ شریعت کے پاس ہے۔

اسلام کثیر الملکی اشتراک کو خود مختاری پر حملے کی وجہ سے صراحتاً رد کرتا ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسلام کے علاوہ کسی اور کے سامنے مطیع بننے سے منع فرمایا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾** "اور اللہ نے مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ کفار کو اپنے معاملات میں غلبہ فراہم کریں" (النساء، 4:141)۔ لہٰذا اسلام مسلمانوں کو ایسے اداروں اور معاملات میں داخل ہونے سے روکتا ہے جہاں خود مختاری کسی اور کے پاس ہو یا مسلمانوں کو دوسری اقوام کو خود مختاری میں شریک کرنا پڑے۔ علاوہ ازیں اسلام کا خود مختاری پر ایک جامع نظریاتی نقطہ نظر ہے۔ جہاں اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے معاملات مسلم حکمران ہی طے کریں، یعنی صرف مسلمان ہی ریاست میں حکمرانی کے عہدے پر فائز ہو سکتے ہیں، وہاں اسلام یہ بھی مطالبہ کرتا ہے کہ حکمرانی صرف اور صرف اللہ کے نازل کردہ احکامات سے ہی ہو سکتی ہے، لہٰذا اختیار تو مسلمانوں کے پاس ہے لیکن حاکمیتِ اعلیٰ شریعت کے پاس ہے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا﴾** "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اس چیز پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی ہے اور جو چیز آپ سے پہلے نازل کی گئی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اپنا فیصلہ شیطان سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اسے نہ مانیں اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دور جا ڈالے" (النساء 4:60)۔ لہٰذا اسلام مغرب اور دوسری اقوام کے مقابلے میں خود مختاری کے بارے میں ایک بالکل مختلف اور منفرد تصور دیتا ہے۔ جہاں مغرب خود مختاری کو عوام کی مرضی پر منحصر کرتا ہے جس کا عملی مظہر نمائندہ ادارے جیسے پارلیمنٹ ہوتے ہیں،

وہاں اسلام اس خود مختاری کو قانونِ الٰہی پر منحصر کرتا ہے جس کا عملی مظہر خلیفہ ہوتا ہے جو صرف قانونِ الٰہی کو ریاستی قانون کے طور پر نافذ کرنے کا پابند ہوتا ہے۔ خود مختاری کی جانب اس طرح کا نظریاتی طرزِ عمل عوام کی دیکھ بھال پر ریاستی معاملات میں کچھ پابندیاں عائد کرتا ہے۔ غیر ملکی ریاستوں یا اداروں سے اختیار بانٹے بغیر یا غیر ملکی طاقت کے آگے جھکے بغیر بھی اسلام کا خود مختاری کا تصور حقیقت نہیں بنتا جب تک کہ حکمرانی خالصتاً اسلام سے نہ ہو۔ یہ امر اسلام اور اسلامی ریاست کو کثیر الملکی اشتراک کا مزید گہرا دشمن بناتا ہے کیونکہ اسلام کا کثیر الملکی اشتراک سے اختلاف صرف یہ نہیں کہ معاملات کا سیاسی کنٹرول دوسرے ریاستوں یا اداروں کے پاس چلا جاتا ہے بلکہ اسلام غیر اسلامی بنیادوں پر قائم اقدار، افکار اور حل کی بنیاد پر عالمی اتفاق کو سختی سے رد کرتا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسلامی ریاست عالمی اتفاق سے فائدہ نہیں اٹھاتی، بلکہ یہ اس اتفاق کو ایک مختلف زاویے سے دیکھتی ہے۔ اپنے مفادات کو اس قائم شدہ عالمی اتفاق کے مطابق ڈھالنے اور نتیجتاً اس کے سامنے جھکنے کی بجائے اسلامی ریاست اسے اسلام کے مطابق تبدیل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ عالمی سطح پر اسلامی ریاست کو کسی غیر طاقت کے سامنے سرنگوں ہونے سے بچاتے ہوئے خلافت اپنی خارجہ پالیسی اور دوسرے ریاستوں سے تعلقات دوطرفہ معاہدوں استوار کرتی ہے جو نسبتاً لچکدار ہوتے ہیں اور ریاست کے یہ معاہدے مخصوص اور اسلام کی اُن حدود کے اندر ہوتے ہیں جو اسلام نے اسلامی ریاست کیلئے دوسری ریاستوں سے تعلقات کے معاملے میں متعین کی ہیں۔ اسلام کے حوالے سے بین الاقوامی اداروں پر ایک اور تشویش بھی ہے۔ ریاستِ خلافت کی خارجہ پالیسی کا مقصد تمام انسانیت تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ ریاستِ خلافت اس مقصد کو غیر ملکی معاشروں کو اسلام کے پیغام کی طرف دعوت سے پورا کرتی ہے جس کا طریقہ ان معاشروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے ریاست کے اختیار کے نیچے لانا ہے۔ اس سے ان معاشروں کو اسلام کے نیچے زندگی گزارنے اور تجربے

غیر ملکی ریاستوں یا اداروں سے اختیار بانٹے بغیر یا غیر ملکی طاقت کے آگے جھکے بغیر بھی اسلام کا خود مختاری کا تصور حقیقت نہیں بنتا جب تک کہ حکمرانی خالصتاً اسلام سے نہ ہو۔ یہ امر اسلام اور اسلامی ریاست کو کثیر الملکی اشتراک کا مزید گہرا دشمن بناتا ہے کیونکہ اسلام کا کثیر الملکی اشتراک سے اختلاف صرف یہ نہیں کہ معاملات کا سیاسی کنٹرول دوسرے ریاستوں یا اداروں کے پاس چلا جاتا ہے بلکہ اسلام غیر اسلامی بنیادوں پر قائم اقدار، افکار اور حل کی بنیاد پر عالمی اتفاق کو سختی سے رد کرتا ہے۔

اور فکر کی بنیاد پر اسلام کے پیغام کی حقانیت کو پہچاننے کا موقع ملتا ہے۔ لہٰذا بین الاقوامی ادارے اسلام کی اس بنیادی خارجہ پالیسی کی راہ میں رکاوٹ ہیں جس کا مقصد غیر ملکی معاشروں کو اسلام کی دعوت کے ذریعے اسلام کے اقتدار میں لانا ہے۔ کیونکہ ایسا ادارہ موجودہ دنیا کی ریاستوں کو قانونی جواز فراہم کرے گا اور ریاستِ خلافت کی کسی بین الاقوامی ادارے میں شمولیت صرف ان کے قانونی جواز کو مضبوطی دے گی، جبکہ ریاستِ خلافت کی علاقوں کو ضم کرنے کی پالیسی تقاضا کرتی ہے کہ ایسے تمام ریاستی ڈھانچوں اور غیر اسلامی بنیادوں پر استوار اداروں سے عالمی سطح اور ملکی سطح پر قانونی جواز چھین لیا جائے۔ یہاں اسلام کثیر الملکی اشتراک کے بارے میں ایک مختلف سوچ دیتا ہے جو دراصل نہ صرف ملکی خود مختاری کو کمزور کرتا ہے بلکہ یہ اشتراک ویسٹ فیلین westphalian خود مختاری کی حفاظت کا یقین دلاتا ہے۔

اسلام کا دنیا کے بارے میں تصور اس بنیاد پر ہے کہ تمام انسانیت کے معاملات کو ایک حکومت کے نیچے چلایا جائے۔ دنیا نے صدیوں تک اس ماڈل کی عظیم کامیابی دیکھی جب ریاستِ خلافت کی حکومت تین براعظموں تک جا پہنچی اور ایک متنوع اور کثیر آبادی پر شرعی قوانین کے ذریعے حکومت کی گئی۔ اس پالیسی کے تسلسل اور اسلامی نظام کی برتری نے مل کر کروڑوں لوگوں کی زندگیوں کو بہتر بنایا اور دنیا کی آبادی میں ایک اطمینان اور انصاف کی فضا قائم کی۔ کثیر الملکی اشتراک، جو عالمی حکمرانی کو متعدد دائرہ اختیارات اور زبردستی کے سمجھوتے کے ایک پیچیدہ نظام کے ذریعے چلانے کی کوشش کرتا ہے اور کمزور نتائج دیتا ہے، کے مقابلے میں اسلام کا انسانی معاملات کو ایک حکومت تلے چلانے کا ماڈل زیادہ مؤثر اور طاقتور ہے کیونکہ اس سے درست نتائج اور مؤثر عالمی حاکمیت جنم لیتے ہیں۔ یہی وہ ملکی اور عالمی حکومت کا بہترین ماڈل ہے جس پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے، اس کی دعوت دینی چاہیے اور دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے اس کو نافذ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾

" بھلا وہ نہیں جانتا جس نے (سب کو) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین خبر دار ہے" (الملک 67:14)

ختم شد

سفید فام نسل پرستی کی تاریخ اور ٹرمپ کا "سب سے پہلے امریکہ" کا نعرہ

تحریر: عثمان عادل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

3 جولائی کو امریکہ میں ایک اور سفید فام نسلپرستانہ حملہ white supremacist attack ہوا جس میں 22 لوگ مارے گئے اور دو درجن سے زیادہ زخمی ہوئے۔ یہ واقعہ امریکہ کی ریاست ٹیکساس کے ایک سپر سٹور میں پیش آیا جہاں ہسپانوی نسل کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد بستی ہے۔ اس سے ایک ہفتہ قبل امریکہ میں ہی ایک اور ایسا واقعہ رونما ہوا تھا جس میں تین لوگ مارے گئے تھے۔ جبکہ مارچ 2019 میں نیوزی لینڈ میں ایک مسجد پر ہونے والے حملے کے اندوہ ناک واقعے میں 51 افراد سفید فام نسل پرستی کا نشانہ بنے تھے۔ یہ واقعات مغربی ممالک میں سفید فام نسل پرستانہ جذبات میں شدت اور اضافے کی عکاسی کرتے ہیں۔

سفید فام نسل پرستی کے تصور کے مطابق سفید نسل محض رنگ کی وجہ سے باقی تمام نسلوں سے اعلیٰ و برتر ہے اور اسے باقی تمام انسانی نسلوں پر غلبے کا حق حاصل ہے۔ یہ تصور نیا نہیں ہے بلکہ پچھلی تین صدیوں سے یورپی اقوام میں یہ تصور وسیع پیمانے پر موجود ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ مغرب نے اس تصور کو سائنسی بنیاد فراہم کرنے کی کوشش کی۔ جب ڈارون نے انسانی ارتقا کے متعلق یہ سوچ پیش کی کہ انسان جانوروں کی ہی ارتقائی شکل ہے تو اس کے نتیجے میں کالی نسل کے لوگوں کے متعلق یہ کہا گیا کہ کالے لوگ گوروں کی بنسبت جانوروں سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ارتقا evolution کی سیڑھی میں سفید فام لوگوں سے نیچے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ نیگرو نسل کے لوگوں کے دماغ چھوٹے ہوتے ہیں اور خون کی نالیاں

سفید فام نسل کے اعلیٰ و برتر ہونے کے تصور کو استعماری طاقتوں کی طرف سے غلاموں کی تجارت کے لیے توجیح کے طور پر استعمال کیا گیا، یہ غلام افریقہ کے علاقوں سے پکڑ پکڑ کر امریکہ اور یورپ کے ممالک میں فروخت کیے جاتے تھے جہاں ان سے سخت مشقت والے کام کروائے جاتے تھے، تاکہ یہ اقوام کم قیمت پر مال تیار کر کے زیادہ سے زیادہ مالی نفع حاصل کر سکیں۔ اور جب یہ کالے افریقی اس اندھے ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لیے بھاگنے کی کوشش کرتے تو اسے ظلم کا ردِ عمل سمجھنے کی بجائے دماغی بیماری قرار دیا گیا۔

تنگ ہوتی ہیں جس کی وجہ سے ان میں فطری طور پر سستی اور بربریت کا رجحان ہوتا ہے، یوں انہیں غیر مہذب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ سفید فام نسل کے اعلیٰ و برتر ہونے کے تصور کو استعماری طاقتوں کی طرف سے غلاموں کی تجارت کے لیے توجیح کے طور پر استعمال کیا گیا، یہ غلام افریقہ کے علاقوں سے پکڑ پکڑ کر امریکہ اور یورپ کے ممالک میں فروخت کیے جاتے تھے جہاں ان سے سخت مشقت والے کام کروائے جاتے تھے، تاکہ یہ اقوام کم قیمت پر مال تیار کر کے زیادہ سے زیادہ مالی نفع حاصل کر سکیں۔ اور جب یہ کالے افریقی اس اندھے ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لیے بھاگنے کی کوشش کرتے تو اسے ظلم کا ردِ عمل سمجھنے کی بجائے دماغی بیماری قرار دیا گیا۔ 1851 میں امریکی ڈاکٹر Samuel A. Cartwright نے Medical Association of Louisiana کے سامنے ایک رپورٹ پیش کی جس میں اس

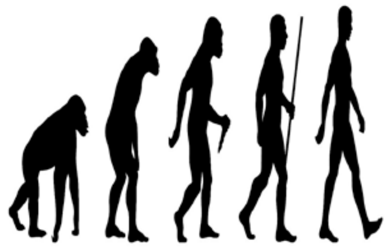

نے بیان کیا کہ وہ کالے غلام جو بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں دراصل وہ یہ اقدام ایک دماغی بیماری کے تحت کرتے ہیں جس کا نام اس نے Dreptomania تجویز کیا۔ 1937 میں برطانوی وزیر اعظم ونسٹن چرچل نے فلسطین کے رائل کمیشن کے سامنے کہا: "مثال کے طور پر میں یہ تسلیم نہیں کرتا کہ امریکہ کے ریڈ انڈین لوگوں یا آسٹریلیا کے کالے لوگوں کے ساتھ کچھ بہت برا کیا گیا۔ میں اس حقیقت کی بنا پر یہ تسلیم نہیں کرتا کہ ان لوگوں کے ساتھ کچھ برا کیا گیا کہ ایک زیادہ مضبوط نسل، ایک زیادہ اعلیٰ نسل یا یوں کہا جائے کہ ایک دنیا کے لحاظ سے زیادہ عقلمند نسل آئی اور اس نے ان کی جگہ لے لی"۔

بے شک ایک مسلمان جو کہ اسلام کے اعلیٰ تصورات پر ایمان رکھتا ہے، کے لیے یہ باتیں انتہائی عجیب

اور کراہت آمیز ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا دین رنگ و نسل کے بتوں کو مکمل طور پر مسمار کر دیتا ہے۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے حبشی نسل کے کالے غلام حضرت بلالؓ کو یہ شرف بخشا کہ وہ دنیا کے سب سے حرمت والے گھر بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں ۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے پیروکاروں کے سب سے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا: **((يا أيها الناس ألا إن ربكم واحد وإن أباكم واحد ألا لا فضل لعربي على أعجمي ولا لعجمي على عربي ولا لأحمر على أسود ولا أسود على أحمر إلا بالتقوى))** "اے لوگو! جان لو کہ تم سب کا رب ایک ہے اور تم سب کا باپ (حضرت آدم علیہ سلام) بھی ایک ہی ہے، جان لو کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت نہیں ، ماسوائے کہ جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے "(مسند احمد)۔

اسلام نے رنگ و نسل کی تفریق کو آج سے 14 صدیاں قبل ختم کر ڈالا، جبکہ یورپ نے اس پر باقاعدہ پابندی انیسویں صدی میں عائد کی۔ 1833 میں برطانیہ میں جبکہ 1865 میں امریکہ میں غلامی پر قانونی پابندی کے ذریعے کالے لوگوں کو ریلیف فراہم کیا گیا مگر رنگ و نسل کی تفریق آج بھی مغرب کے جسم میں خون کی طرح دوڑتی ہے، یہ موجود ہے، یہ کبھی ختم نہیں ہوئی۔ مغرب میں رہنے والا کوئی بھی شخص اس تفریق کو واضح طور پر محسوس کر سکتا ہے۔

ماضی میں مغرب نے جس سفید فام نسل پرستی کو استعماری تسلط کے جواز کے طور پر استعمال کیا آج ٹرمپ اسے "سب سے پہلے امریکہ "کی پالیسی کو تقویت دینے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ ٹرمپ اور اس کے حامیوں کے مطابق چین اور روس جیسی قوتیں لبرل ورلڈ آرڈر خاص طور پر آزاد تجارت کی پالیسی اور گلوبلائزیشن کو استعمال کر کے امریکہ کے سٹریٹیجک مفادات کو نقصان پہنچا رہی ہیں، خاص طور پر چین جو کہ معیشت کے میدان میں امریکہ کا نمایاں ترین حریف ہے۔ چنانچہ امریکہ کے بطور سپر پاور برقرار رہنے کے لیے ضروری ہے کہ ان پالیسیوں کو تبدیل کیا جائے۔

> حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے پیروکاروں کے سب سے بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نبی آخر الزماں ﷺ نے ارشاد فرمایا : "اے لوگو! جان لو کہ تم سب کا رب ایک ہے اور تم سب کا باپ (حضرت آدم علیہ سلام) بھی ایک ہی ہے، جان لو کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فوقیت نہیں، ماسوائے کہ جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے "(مسند احمد)۔ اسلام نے رنگ و نسل کی تفریق کو آج سے 14 صدیاں قبل ختم کر ڈالا، جبکہ 1833 میں برطانیہ میں جبکہ 1865 میں امریکہ میں غلامی پر قانونی پابندی کے ذریعے کالے لوگوں کو ریلیف فراہم کیا گیا مگر رنگ و نسل کی تفریق آج بھی مغرب کے جسم میں خون کی طرح دوڑتی ہے، یہ موجود ہے، یہ کبھی ختم نہیں ہوئی۔

حالانکہ ماضی میں یہ امریکہ ہی تھا کہ جس نے آزاد تجارتی پالیسی کو فروغ دیا تھا اور اس کے ذریعے ابھرتی ہوئی معیشتوں پر دباؤ ڈالا تاکہ ان معیشتوں پر ریاستی کنٹرول کو کمزور کیا جا سکے تاکہ امریکہ ان ممالک کی معیشتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔ امریکہ نے آزاد تجارت کی پالیسی کو چین کی معیشت کو رفتہ رفتہ سوشلسٹ ماڈل سے سرمایہ دارانہ ماڈل میں بدلنے کے لیے بھی استعمال کیا۔ تاہم آج جب چین معاشی لحاظ سے ماضی کے مقابلے میں بہت مضبوط ہو چکا ہے اس حد تک کہ اس کا جی ڈی پی امریکہ سے بڑھ چکا ہے تو چین کے ساتھ آزاد تجارت امریکہ کے مفاد میں نہیں، جس کا توازن برے طریقے سے چین کے حق میں ہے۔ 2018 میں چین نے امریکہ کو 557 بلین ڈالر کی اشیا برآمد کیں جبکہ امریکہ کی چین کو برآمدات صرف 179 بلین ڈالر تھیں۔ چین کے علاقائی اثر ورسوخ کو محدود کرنے کی امریکی پالیسی کو بھی ناکامی کا سامنا ہے۔ دوسری طرف عراق اور افغانستان کی مہنگی جنگیں لڑ کر امریکہ کا بجٹ خسارہ بہت بڑھ چکا ہے۔ فروری 2018 میں پینٹا گان نے نئی قومی دفاع سٹریٹیجی شائع کی جس نے واضح کیا کہ اب دہشت گردی کی بجائے بڑی طاقتوں کے درمیان مسابقت امریکی کی قومی سلامتی کا محور ہے ۔ رپورٹ کا اہم خلاصہ یہ تھا: "امریکہ کی خوشحالی اور سیکیورٹی کے لیے مرکزی چیلنج اس طویل مدتی سٹریٹیجک مسابقت کا دوبارا نمودار ہونا ہے جسے نیشنل سیکیورٹی سٹریٹیجی دوبارا اٹھنے والی طاقتیں revisionist powers کے طور پر گروپ کرتی ہے۔ یہ واضح تر ہوتا جارہا ہے کہ چین اور روس دنیا کو

اس انداز سے تشکیل دینا چاہتے ہیں جو ان کے آمرانہ ماڈل سے مطابقت رکھتی ہو – وہ دوسری اقوام کے معاشی، سفارتی اور سلامتی فیصلوں پر ویٹو کا اختیار حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ چین اور روس کے ساتھ سٹریٹیجک مسابقتیں اس ڈیپارٹمنٹ کی بنیادی ترجیحات ہیں اور اس میں زیادہ اور مسلسل قوتیں خرچ کرنے کی ضرورت ہے، اس کی وجہ ان خطرات کا حجم ہے جو آج امریکہ کی سلامتی اور خوشحالی کو درپیش ہیں اور یہ خطرات مستقبل میں پھیلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں"۔ پینٹاگان کی یہ دفاعی سٹریٹیجی رپورٹ اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ دنیا اب طاقتوں کے الائنس کے ماڈل کی بجائے بڑی طاقتوں کی باہمی کشمکش اور مسابقت کے ماڈل کی طرف بڑھ رہی ہے۔یعنی دوسری جنگِ عظیم سے قبل کی صورتِ حال کہ جس میں دنیا میں مختلف طاقتیں آزادانہ طور پر ایک دوسرے سے مسابقت کرتی تھیں۔ پس آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ "سب سے پہلے امریکہ "کا نعرہ لگا کر ٹرمپ چین کے علاوہ جنوبی امریکہ اور یورپ کے ساتھ معاہدات کو بھی اپنے مفادات کے مطابق دوبارا طے کر رہا ہے، شمالی امریکہ آزاد تجارتی معاہدہ NAFTA اب 'United States-Mexico-Canada Agreement.' بن چکا ہے، امریکہ چین سے ہونے والی درآمدات پر مسلسل پابندیاں بڑھا رہا ہے، اور یورپ کے ساتھ نیٹو الائنس اب امریکہ کو معاشی لحاظ سے بوجھ محسوس ہوتا ہے ۔ یہ سب آزاد تجارت، کثیر جہتی اور گلوبلائزیشن کی پالیسی کے خلاف ہے۔ تاہم ٹرمپ انتظامیہ کے مطابق آج امریکہ کے قومی مفاد کے تحفظ کے لیے یہ اقدامات ضروری ہیں ۔1980 کی دہائی میں گلوبلائزیشن اور آزاد تجارت کی پالیسی کے تحت امریکہ نے اشیاء کی تیاری کے کارخانوں کو بڑے پیمانے پر بیرون ملک منتقل کر دیا تھا۔ امریکی پالیسی سازوں کے نزدیک ایسا کرنا امریکی معیشت کے لیے بہتر تھا کیونکہ مہنگے ڈالر کی وجہ سے امریکی اشیا کی لاگت زیادہ تھی جس کی وجہ سے بین الاقوامی منڈی میں امریکی اشیاء less competitive تھیں چنانچہ امریکی کمپنیوں کے مینو فیکچرنگ پراجیکٹس کو امریکہ سے باہر منتقل کر کے کیا گیا، تاکہ سستی لیبر کے ذریعے کم قیمت پر اشیاء تیار کی جا سکیں۔ گویا جو کام اٹھارویں اور انیسویں صدی میں افریقہ کے کالے غلاموں سے کروایا گیا، یعنی سستی لیبر سے خام مال سے اشیاء کی تیاری، بیسویں صدی Neo-colonialism کے دور میں یہ کام گلوبلائزیشن کی پالیسی کے ذریعے کیا گیا۔ البتہ اس کے نتیجے میں بہت سی (غیر کلیدی) نوکریاں امریکی عوام کی بجائے تیسری دنیا کے ہاتھ میں چلی گئیں۔ جبکہ دوسری طرف آزاد تجارت اور نرم ویزا پالیسی کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ غیر امریکی اقوام کے افراد نے امریکہ کے اندر سہولیات (services) کی بہت سے نوکریاں حاصل کر لیں ، یوں امریکہ میں غیر ملکی تارکین وطن immigrants کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو گیا۔ سفید فام نسل پرست اس مسئلے کو نمایاں کرتے ہیں، ان کے مطابق یہ غیر سفید اقوام امریکہ کی سفید فام نسل کی حق تلفی کر رہی ہیں، جس کا ازالہ ضروری ہے۔ حتیٰ کہ انتہائی دائیں بازو کے نسل پرست یہ تصور کرتے ہیں کہ غیر سفید فام تارکین وطن اور پناہ گزین invaders (حملہ آور لوگ) ہیں اور وہ سفید نسل کی بقا کے لیے خطرہ ہیں۔ اس بنا پر امریکہ کے سفید فام نسل پرست گلوبلائزیشن کی پالیسی کے خلاف ہیں اور امریکہ کی موجودہ پالیسی بھی گلوبلائزیشن کے مخالف سمت میں چل رہی ہے، یوں سفید نسل پرستی اور ٹرمپ کے "سب سے پہلے امریکہ "کے دھارے آپس میں مل جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو تقویت فراہم کرتے ہیں۔ یاد دہانی کے طور پر اس بات کا ذکر ہو جائے کہ 8 نومبر 2016 کو امریکی الیکشن کے اگلے دن جب امریکی صدر ٹرمپ کی اکثریت واضح ہو گئی تو گارڈین اخبار کے opinion صفحے کی ایک سرخی کچھ یوں تھی: گلوبلائزیشن کی موت واقع ہو گئی ہے اور سفید فام نسل پرستی جیت گئی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے کچھ ناقدین کے مطابق صدر ٹرمپ کے تجارتی اقدامات اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی ناکام ہو رہی ہے تاہم چونکہ سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی میں مفادات کا حصول ہی بنیادی پیمانہ ہے اور اس بنا پر (مفادات کے حصول کے لیے) سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی میں اپنے تصورات پر کسی قدر سمجھوتہ کرنے کی گنجائش موجود ہے لہٰذا ان سمجھوتوں کے ذریعے سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی اپنی زندگی کو طویل کر لیتی ہے اور اس کی ناکامی پوری طرح واضح نہیں ہو پاتی ۔ یہ آئیڈیالوجی اس وقت ہی مکمل طور پر ناکام ہو کر تاریخ کے کوڑے دان میں ڈالی جائے گی جب ایک عادلانہ آئیڈیالوجی پر مبنی مضبوط ریاست اس آئیڈیالوجی کو بھرپور انداز میں چیلنج کرے گی ۔ چین وہ ریاست نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بھی اب اسی سرمایہ دارانہ آئیڈیالوجی کا محافظ بن چکا ہے خاص طور پر اس کے معاشی تصورات کا۔ یہ آئیڈیالوجی صرف اور صرف اسلام ہے جو پوری دنیا کو ایک یکسر مختلف انداز میں ترتیب دینا چاہتا ہے اور اس کے پاس بین الاقوامی سیاست اور قوانین کے متعلق متبادل اور جامع تصورات موجود ہیں۔

ختم شد

ڈاکٹر رضا باقر اور ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ پاکستان کی معیشت کے قاتل (Economic Hitman)

تحریر: خالد صلاح الدین، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے گورنر اور پاکستان کے وزیر خزانہ کی تعلیمی کوائف اور تجربے پر مبنی دستاویز (سی وی) ان کے مغرب سے سند یافتہ ہونے کے بارے میں بہت کچھ بتاتی ہیں۔ دونوں کے پاس مشہور و معروف اعلیٰ تعلیمی اداروں کی ڈگریاں ہیں اور انہوں نے بہت سے ترقی پذیر ممالک میں کام کیا ہے۔ لیکن ان کی تحقیقی تصانیف کے باوجود ایک شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ ان سے پوچھے کہ انہوں نے آج تک کون سے ترقی پذیر ممالک کو ترقی یافتہ بنایا ہے؟ وہ کون سے ممالک ہیں جنہیں انہوں نے ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے؟ ان کے پاس قابلیت اور آگاہی کا ہونا یا نہ ہونا، ان کی پیش کردہ پالیسیوں اور جس صورتحال میں یہ پالیسیاں نافذ ہوتی ہیں کو پرکھنے سے ہوسکتا ہے جن کی وہ وکالت کرتے ہیں۔

سادہ الفاظ میں، پاکستان کے پاس جس چیز کی قلّت ہے وہ ہیں ڈالر۔ چاہے ہماری ریاست کی معاشی صورتحال جیسی بھی ہو، ہمیں استعمال کی اشیاء کی درآمد (import) کے لئے ڈالرز کی ضرورت ہوتی ہے، جسے ہم خود چھاپ نہیں سکتے۔ ڈالرز صرف اشیاء کی برآمد (export) کے ذریعے ہی حاصل ہوسکتے ہیں۔ یہ بہت آسان سانکتہ ہے۔ چنانچہ ان دونوں معیشت دانوں کی پالیسیوں کو جانچنا کوئی مشکل کام نہیں۔

پہلی بات، بجٹ بنیادی طور پر مالی خسارے کو متوازن بنانے کے لئے ترتیب دیا جاتا ہے، یعنی ہمارے ملک کی آمدنی بمقابل اخراجات۔ تو سوال یہ ہے کہ عوام کی دولت پر ٹیکسوں کے بوجھ کو بڑھانے سے کس طرح ڈالر پیدا ہوں گے؟ یا دوسری طرح دیکھیں تو حکومت زیادہ روپیہ اکھٹا کرنے سے کس طرح اتنے ڈالر پیدا کر سکتی ہے کہ جس سے درآمدات کی ضروریات پوری ہوسکیں؟

دوسری بات، ٹیکسوں اور توانائی کی قیمتوں میں اضافہ برآمدی صنعتوں (export industries) کے ذریعے ڈالرز کی فراہمی بڑھانے میں کس طرح مفید ثابت ہوسکتا ہے؟ یہ پالیسیاں تو الٹا بنیادی پیداوار کی لاگت کو بڑھاتی ہیں اور برآمدی اشیاء (export goods) کے لئے بین الاقوامی منڈی میں مقابلہ سخت کردیتی ہیں۔ تو اس پالیسی سے کس طرح ڈالرز کی مانگ کو پورا کیا جاسکتا ہے؟ اور اس تمام گفتگو میں تو ابھی ان پالیسیوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے افراط زر اور بے روزگاری کے اثرات کو شامل نہیں کیا گیا۔

حاصل کلام یہ کہ صرف برآمدات سے ہی ڈالر حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ شائع شدہ معلومات کے مطابق ہماری کم از کم 50 فیصد برآمدات مغربی ممالک کو ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہماری برآمدات میں اضافے کا دارومدار ان ترقی یافتہ ممالک کی معیشت پر ہے۔

اب ہم ترقی یافتہ ممالک کی صورتِ حال کا جائزہ لیتے ہیں: پچھلے ہفتے کے شروع میں، جرمنی کے حکومتی بانڈ (debt investment) کی شرح منافع کا گراف پہلی بار گر کر منفی ہوگیا، جس کا مطلب ہے کہ اب سرمایہ کار الٹا حکومت کے بانڈ رکھنے کے عوض رقم ادا کرے گا جس سے وہ اپنی سرمائے کی مالیت کھوتا جائے گا۔ رائٹرز کی رپورٹ کے مطابق امریکہ، یورپ اور ایشیا میں صنعتی سرگرمیاں گزشتہ مہینے سے کم ہوگئی ہیں جس کی وجہ واشنگٹن اور بیجنگ کے درمیان ہونے والی تجارتی جنگ ہے اور جس نے عالمی معیشت کے متعلق تشویش پیدا کردی ہے۔ امریکہ-چائنا تجارتی جنگ نے گاڑیوں کی فروخت کم کردی جبکہ برطانیہ کے یورپین یونین سے اخراج نے پچھلے مہینے برطانیہ کی پیداوار کو متاثر کیے رکھا۔ امریکی ترقی کی سست روی کا خطرہ اب اور زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے کیونکہ 2017 کے ٹیکس قانون کے ذریعے معیشت کو متحرک کرنے کا عمل اپنی تاثیر کھو چکا ہے۔ لارنس سمرز، جس نے 2008 کے معاشی بحران سے نکلنے کی کوششوں میں امریکہ کی قیادت کی تھی، وہ بحران کہ جس نے عالمی معیشت کو گھٹنوں کے بل گرا دیا تھا، نے 5 اگست 2019 کو ایک بیان میں کہا، "امریکہ اور چین کے مابین موجودہ صورتِ حال کے جنم لینے کے نتیجے میں ہم شاید 2009 کے معاشی بحران کے بعد سب سے خطرناک موڑ پر ہوسکتے ہیں"۔

بقیہ صفحہ 23 پر

معاشرے کی قوتِ نافذہ

تحریر: انجینئر معیز، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ریاست ایک عمل یا کارروائی کرنے والا ادارہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مختلف معاملات پر کارروائی کرنی ہوتی ہے۔ ریاست درحقیقت عمل میں معاشرے کی ترجمانی کرتی ہے۔ لہٰذا ریاست عمل میں معاشرے کی ایجنٹ یا وکیل ہوتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ معاشرے کو ایک ایسے ادارے کی ضرورت ہے جو اجتماعی طور پر معاشرے کی نمائندگی کرتے ہوئے عمل یا کارروائی کرسکے۔ معاشرے میں مختلف افراد موجود ہوتے ہیں اور اگر ہر فرد اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق معاشرے کے ایجنٹ یا وکیل کے طور پر عمل کرنا شروع کردے تو معاشرے میں افراتفری پیدا ہو جائے گی۔ یہ ممکن ہے کہ مختلف افراد معاشرے کے مفادات کو مختلف نظر سے دیکھتے ہوں ۔ اسی طرح مختلف گروہوں کے نزدیک معاشرے کے مفادات کا تعین مختلف ہوسکتا ہے۔ معاشرے کے مفادات کے حوالے سے اس اختلاف کی وجہ مختلف افراد اور گروہوں کے ذاتی مفادات ہوسکتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ اس اختلاف کی وجہ معاشرے کے مفادات کے متعلق لوگوں کے نقطہ نظر میں اختلاف ہو۔ چاہے وجہ کچھ بھی ہو لیکن ریاست کی موجودگی اس مسئلے یعنی اختلاف کو ختم کردیتی ہے۔ یہی ریاست کی خاصیت اور کردار ہے یعنی قوتِ نافذہ۔ معاشرے کی طرف سے عمل کی انجام دہی۔ ریاست حکمرانی کے حوالے سے معاشرے میں موجود ایک عمومی اتفاق رائے کو نافذ کرتی ہے ۔ یہی وہ معاملہ ہے ،یعنی ریاست کی جانب سے عمل، جہاں بیانیے، عوامی رائے عامہ کی تشکیل،

ریاست ایک عمل یا کارروائی کرنے والا ادارہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مختلف معاملات پر کارروائی کرنی ہوتی ہے۔ ریاست درحقیقت عمل میں معاشرے کی ترجمانی کرتی ہے۔ لہٰذا ریاست عمل میں معاشرے کی ایجنٹ یا وکیل ہوتی ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ معاشرے کو ایک ایسے ادارے کی ضرورت ہے جو اجتماعی طور پر معاشرے کی نمائندگی کرتے ہوئے عمل یا کارروائی کرسکے۔ معاشرے میں مختلف افراد موجود ہوتے ہیں اور اگر ہر فرد اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق معاشرے کے ایجنٹ یا وکیل کے طور پر عمل کرنا شروع کردے تو معاشرے میں افراتفری پیدا ہو جائے گی۔

اتفاق رائے کو پیدا کرنا اور عوام کے لیے کیا اچھا ہے کے حوالے سے تمام بحثیں جنم لیتی ہیں۔ مختلف افراد اور گروہ معاشرے کو اس حوالے سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس کے مفادات کیا ہیں۔ اس کے بعد اتفاق رائے جنم لیتا ہے اور ریاست اسے نافذ کرتی ہے۔ یہ ہے ریاست۔ عمل درآمد یا کارروائی کرنے والا ادارہ۔

سیاست امت کے مفادات کی نگہبانی کرنے کا نام ہے۔ یہ نگہبانی زبانی اور عملی دونوں طور پر ہوتی ہے۔ افراد سیاست زبانی طور پر کرتے ہیں یعنی وہ امت کے مفادات کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ کیسے ان مفادات کی حفاظت کی جاسکتی ہے۔ سیاسی جماعتیں بھی سیاست زبانی طور پر کرتی ہیں جب وہ امت کے مفادات کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کرتی ہیں اور یہ بتاتی ہیں کہ کیسے ان مفادات کی حفاظت اور تشکیل کی جاسکتی ہے۔ ان دونوں صورتوں میں زبانی سیاست کا ہدف ایک ہی ہوتا ہے: ریاست۔ کیونکہ وہ معاشرے کے ایجنٹ کا کردار ادا کرتے ہوئے اس کے behalf پر عمل یا کارروائی کرتی ہے۔ اس طرح ریاست معاشرے کا وہ بازو ہوتا ہے جو عمل یا کارروائی کرتا ہے۔ ریاست کبھی کبھی زبانی سیاست بھی کرتی ہے۔ کچھ مخصوص حالات میں ریاست اپنی رائے اور ارادے کا اظہار کرتی ہے کہ وہ کیسے امت کے امور کو منظم کرے گی یا یہ کہ امت کے امور کو منظم کرنے کے حوالے سے حکمرانوں کی سوچ کیا ہے۔ لیکن ریاست کی جانب سے ادا کیے جانے والے الفاظ کو اس نظر سے دیکھا جاتا ہے کہ یہ الفاظ مستقبل میں عمل کی شکل اختیار کرسکتے ہیں کیونکہ ریاست ایک عمل یا کارروائی کرنے والا ادارہ ہے یا دوسرے الفاظ میں وہ معاشرے کا وہ بازو ہے جو

کارروائی یا عمل کرتا ہے۔ لہٰذا ریاست کی جانب سے زبانی سیاست افراد یا سیاسی جماعتوں کی جانب سے کی جانے والی زبانی سیاست سے مختلف ہوتی ہے۔ ریاست کے اہلکاروں کی جانب سے ادا ہونے والے الفاظ کو ایسے دیکھا یا سمجھا جاتا ہے کہ جلد ہی ان الفاظ کے مطابق کارروائی ہو گی یا جلد ہی یہ الفاظ عمل کی شکل اختیار کرلیں گے۔ تو اصلاً ریاست معاشرے کا وہ بازو ہوتا ہے جو عمل درآمد یا کارروائی کرتا ہے۔

بھارت کی جانب سے مقبوضہ کشمیر کو ضم کرنے کے بعد پاکستان کی حکومت کی کشمیر کے حوالے سے پالیسی حیران کُن ہے۔ پاکستانی ریاست کا بھارتی عمل پر محض زبانی مذمت کرنا جس میں کسی منہ توڑ جواب کی دھمکی تک موجود نہ ہو ایسے ہی ہے کہ ریاست زبانی سیاست کررہی ہے جبکہ اسے اس وقت عملی سیاست کرنی چاہیے جو کہ ریاست کی فطرت ہے۔ ریاست کی جانب سے محض زبانی مذمت جس میں ریاست کی طرف سے عمل کرنے کا کوئی اشارہ نہ ہو کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کچھ بھی نہیں کرے گی۔ ریاست کی جانب سے زبانی سیاست کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ اور آج ریاست پاکستان کا مسئلہ بھی یہی ہے۔ اپنے اوصاف اور مزاج میں یہ ایک استعماری ریاست ہے۔ اس ریاست کو برطانوی استعمار نے اس لیے تعمیر نہیں کیا تھا کہ وہ عمل میں مقامی معاشرے کی نمائندگی کرے۔ لہٰذا یہ ریاست ضرورت کے وقت میں پاکستان کے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ جب امت کے مفادات کی حفاظت کا معاملہ درپیش ہوتا ہے تو یہ ریاست ایک فرد یا سیاسی جماعت جیسا کردار ادا کرنا شروع کردیتی ہے جو کہ زبانی سیاست کرنا ہے جبکہ اسے اس وقت ایک ریاست کی طرح کا کردار ادا کرنا چاہیے یعنی معاشرے کا بازو بن کر عملی کارروائی کرنی چاہیے۔ دوسری جانب پاکستان کی ریاست اس وقت اپنا حقیقی کردار ادا کرنا شروع ہو جاتی

> پاکستان اپنے اوصاف اور مزاج میں ایک استعماری ریاست ہے۔ اس ریاست کو برطانوی استعمار نے اس لیے تعمیر نہیں کیا تھا کہ وہ عمل میں مقامی معاشرے کی نمائندگی کرے۔ لہٰذا یہ ریاست ضرورت کے وقت میں پاکستان کے مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لیے کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ جب امت کے مفادات کی حفاظت کا معاملہ درپیش ہوتا ہے تو یہ ریاست ایک فرد یا سیاسی جماعت جیسا کردار ادا کرنا شروع کردیتی ہے جو کہ زبانی سیاست کرنا ہے جبکہ اسے اس وقت ایک ریاست کی طرح کا کردار ادا کرنا چاہیے یعنی معاشرے کا بازو بن کر عملی کارروائی کرنی چاہیے۔ دوسری جانب پاکستان کی ریاست اس وقت اپنا حقیقی کردار ادا کرنا شروع ہو جاتی ہے جب معاملہ غیر ملکی طاقتوں کے مفادات کے حصول کو یقینی بنانا ہو یعنی ایسے معاملات میں پاکستانی ریاست استعمار کے لیے اعمال کرنے والا بازو بن جاتی ہے۔

ہے جب معاملہ غیر ملکی طاقتوں کے مفادات کے حصول کو یقینی بنانا ہو یعنی ایسے معاملات میں پاکستانی ریاست استعمار کے لیے اعمال کرنے والا بازو بن جاتی ہے۔ لہٰذا کشمیر کے معاملے پر پاکستانی ریاست کی جانب سے زبانی سیاست کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کشمیر کے معاملے پر کچھ نہیں کرنا چاہتی کیونکہ ریاست کا کام اخلاقی لیکچر دینا نہیں بلکہ عملی اقدام اٹھانا ہے۔

افراد اور سیاسی جماعتیں زبانی سیاست، سیاست برائے سیاست کے لیے نہیں کرتیں بلکہ اس زبانی سیاست کا ایک ہدف ہوتا ہے۔ زبانی سیاست کا ہدف معاشرے کا بازو یعنی ریاست ہوتا ہے ۔ لہٰذا افراد اور سیاسی جماعتوں کا ہدف ریاست ہوتی ہے۔ باالفاظ دیگر افراد اور سیاسی جماعتیں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ ریاست کو کیا عمل کرنا چاہیے یا یہ کہ وہ ایک مخصوص عمل کرنے کے لیے ریاست کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس طرح سے ریاست اور معاشرے کا تعلق کام کرتا ہے۔ زبانی سیاست کا مقصد اس بات کو واضح کرنا ہوتا ہے کہ ریاست کو کیا عمل کرنا چاہیے اور پھر ریاست معاشرے کی جانب سے وہ عمل انجام دیتی ہے۔ بھارت نے قوت کے زور پر کشمیر کو ضم کیا ہے اور قوت کے استعمال کے بغیر کوئی دوسرا عمل بھارت کے قبضے کو ختم نہیں کرسکتا۔ پاکستان کے سیاست دان ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ کشمیر پر مذاکرات یا بات چیت کا مطلب ہے کہ ہم کشمیر کے کچھ حصے سے دستبرداری کو قبول کرلیں۔ ریاستوں کے درمیان بات چیت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مفادات پر سودے بازی کی جائے گی۔ اسلام ہم مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو ظالم کے حوالے کردیں یا کفار کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے مسلم سرزمین سے دستبردار ہو جائیں۔

مسئلہ کشمیر کا صرف ایک ہی حل ہے اور

بقیہ صفحہ 23 پر

مقبوضہ کشمیر کی مسلم سرزمین کو مودی کی گرفت سے نجات دلانے کے لیے افواجِ پاکستان کے شیروں کو کھلا چھوڑ دو تا کہ وہ سرینگر پر خلافت کا جھنڈا لہرا دیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرنے والے، پاک سرزمین کے مسلمانو!

یہودی ریاست کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہندو ریاست نے مقبوضہ کشمیر کی پاکیزہ اسلامی سرزمین پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے اقدامات کیے ہیں، وہ سرزمین کہ جس پر ہندو ریاست کا کوئی حق نہیں ہے اور جسے گذشتہ کئی دہائیوں سے شہیدوں نے اپنے خون سے سیراب کیا ہے۔ 5 اگست 2019ء کو ہندو ریاست نے صدارتی آرڈیننس کے ذریعے کشمیر کی مخصوص خودمختار حیثیت ختم کرنے کا اعلان کیا اور متوقع مزاحمت کا سامنا کرنے کے لیے مزید افواج کو کشمیر میں تعینات کر دیا، مواصلاتی رابطوں کو کاٹ ڈالا اور مزاحمتی تحریک کی شدت والے علاقوں کو نشانہ بنایا۔ ہندو ریاست نے اپنے آئین کی شق 370 اور 35-A کو واپس لے کر کشمیر میں ہندوؤں کی آبادکاری کے دروازے کھول دیے ہیں۔ اس طرح ہندو ریاست نے مغربی استعماری طاقتوں کی محتاط نگرانی میں مقبوضہ کشمیر کی زمینی حقیقت کو تیزی سے تبدیل کر دیا ہے تا کہ کشمیر پر ہندو بالادستی کو یقینی بنایا جا سکے، یہ وہی گھٹیا حربے ہیں جو یہودی وجود فلسطین میں اختیار کیے ہوئے ہے۔ یقیناً ہندو ریاست نے ایک بار پھر یہ ثابت کیا ہے کہ دھوکہ دہی اور چال بازی ہندو مشرک اشرافیہ کے خون میں رچی بسی ہے، اور وہ مسلمانوں کے ساتھ دشمنی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا "تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ دشمنی میں یہودی اور مشرک سب سے شدید ہیں" (المائدہ 5:82)۔**

> ہندو ریاست ایک ایسے وقت میں کشمیر پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہے جب اس کی افواج ایسے مرد و خواتین کا مسلسل سامنا کرتے کرتے تھک چکی ہیں جنہیں موت کا کوئی خوف نہیں اور وہ جذبۂ شہادت سے سرشار ہیں، جب کہ دوسری طرف ہندو ریاست کی افواج کو تعصب اور ذات پات کا نظام مفلوج کیے ہوئے ہے، اس کے فوجی جوان خودکشیاں کر رہے ہیں یا ذہنی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ہندو ریاست کشمیر پر ایک ایسے وقت میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہے جب ہندو ریاست کی کمزوری مزید واضح ہو گئی تھی جب اِس سال کے آغاز میں مودی نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی فاش اور غیر محتاط غلطی کی جس کا ہماری افواج نے ایک محدود مگر مضبوط جواب دیا۔

اے اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرنے والے ،پاک سرزمین کے مسلمانو!

ہندو ریاست نے ہماری سرزمین پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے، یہ قدم ایسے وقت میں اٹھایا گیا ہے جب پچھلے چند سالوں کے دوران مقبوضہ کشمیر میں اٹھنے والی شدید اور بھرپور عوامی تحریک نے کشمیر پر ہندو ریاست کی گرفت کی کمزوری کو واضح کر دیا تھا، اور برہان وانی (اللہ اسے جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے) کی شہادت نے اس تحریک میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ ہندو ریاست ایک ایسے وقت میں کشمیر پر اپنی گرفت کو مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہے جب اس کی افواج ایسے مرد و خواتین کا مسلسل سامنا کرتے کرتے تھک چکی ہیں جنہیں موت کا کوئی خوف نہیں اور وہ جذبۂ شہادت سے سرشار ہیں، جب کہ دوسری طرف ہندو ریاست کی افواج کو تعصب اور ذات پات کا نظام مفلوج کیے ہوئے ہے، اس کے فوجی جوان خودکشیاں کر رہے ہیں یا ذہنی بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور ہندو

ریاست کشمیر پر ایک ایسے وقت میں اپنی گرفت مضبوط کرنے کی کوشش کر رہی ہے جب ہندو ریاست کی کمزوری مزید واضح ہو گئی تھی جب اِس سال کے آغاز میں مودی نے پاکستان کی فضائی حدود کی خلاف ورزی کی فاش اور غیر محتاط غلطی کی جس کا ہماری افواج نے ایک محدود مگر مضبوط جواب دیا۔ ہمارے شیروں نے کامیابی کے لیے صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے بزدل ہندو افواج کو ایسا منہ توڑ جواب دیا جس نے ان پر خوف طاری کر دیا اور ان کی صفوں میں افرا تفری پیدا کر دی، جس کے اثرات آج بھی باقی ہیں۔

جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے تو بجائے یہ کہ یہ حکمران فوری طور پر فوجی طاقت کا جواب فوجی طاقت سے دیتے ان جرأت سے عاری حکمرانوں نے عرب حکمرانوں کی مانند قابض ہندو ریاست کے لیے راہ ہموار کی تاکہ کشمیر پر اُس کی گرفت مضبوط ہو جائے۔ باجوہ-عمران حکومت نے ایسا اپنے آقا، جابر و مغرور ٹرمپ، کے احکامات کی اطاعت میں کیا اور یقیناً یہ حکومت اللہ کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی کرتی ہے۔ ہندو ریاست کی کشمیر پر گرفت کو مضبوط بنانے کے لیے اس گھٹیا حکومت نے مقبوضہ کشمیر کی اصولی مسلح مزاحمت کو ہتک آمیز انداز میں "دہشت گردی" قرار دیا جس پر مودی نے خوشی کے شادیانے بجائے، جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے ، **وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ** **" اور (جو تم سے لڑتے ہیں) انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو اور جہاں سے انہوں نے تمھیں نکالا ہے وہاں سے تم بھی انھیں نکال دو "(البقرة 2:191)**۔ کشمیر کی مسلح مزاحمت کو دبانے کی خاطر اِس گھٹیا حکومت نے کشمیر کے قابلِ قدر مجاہدین کی مالی مدد کے تمام ذرائع کا گلہ گھونٹ دیا جو انہیں مسلح قوت کی تیاری کے لیے درکار ہیں، اور یوں یہ حکومت مغربی استعماری طاقتوں کے "دہشت گردی کی مالی معاونت" کے خاتمے کے مطالبے کے سامنے جھک گئی ،اگرچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے، **وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ** **"اور تم ان کے خلاف بھرپور تیاری کرو، قوت اور پلے ہوئے گھوڑوں سے، جن سے تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں پر ہیبت بٹھا سکو اور ان لوگوں پر بھی جنھیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے "(الانفال 8:60)**۔ اور بجائے یہ کہ مودی کی طرف سے لائن آف کنٹرول کی مسلسل خلاف ورزی، شدید گولہ باری اور ہولناک کلسٹر بموں کے استعمال کا منہ توڑ جواب دیا جاتا اور ہماری افواج کے شیروں کو حرکت میں لایا جاتا، باجوہ-عمران حکومت نے ہماری افواج کو "تحمل"(Restraint) اختیار کرنے کا حکم جاری کیا اور مودی سے بار بار امن کی التجائیں کیں یہاں تک کہ مغرور ٹرمپ سے درخواست کی کہ وہ ثالث کا کردار ادا کرے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ، **فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ** **"تو تم ہمت نہ ہارو اور (دشمنوں کو) صلح کی درخواست نہ کرو۔ تم ہی غالب رہنے والے ہو۔ اللہ تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا"(محمد 47:35)**۔

جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے تو بجائے یہ کہ یہ حکمران فوری طور پر فوجی طاقت کا جواب فوجی طاقت سے دیتے ان جرأت سے عاری حکمرانوں نے عرب حکمرانوں کی مانند قابض ہندو ریاست کے لیے راہ ہموار کی تاکہ کشمیر پر اُس کی گرفت مضبوط ہو جائے۔ باجوہ-عمران حکومت نے ایسا اپنے آقا، جابر و مغرور ٹرمپ، کے احکامات کی اطاعت میں کیا اور یقیناً یہ حکومت اللہ کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی کرتی ہے۔ ہندو ریاست کی کشمیر پر گرفت کو مضبوط بنانے کے لیے اس گھٹیا حکومت نے مقبوضہ کشمیر کی اصولی مسلح مزاحمت کو ہتک آمیز انداز میں "دہشت گردی" قرار دیا جس پر مودی نے خوشی کے شادیانے بجائے۔

اے افواج پاکستان کے شیرو!

وہ اللہ رب العزت کہ جس کے ہاتھ میں آپ کی جان ہے، وہ ذاتِ باری تعالیٰ کہ جو شہداء کی روحوں کو جنت کے پرندوں میں منتقل کر دیتی ہے جو اس کے عرش کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں، اس نے اعلان کیا ہے، **وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَـذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا "اور تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں اس شہر سے نکال لے کہ جس کے لوگ ظالم ہیں "(الانفال 4:75)**۔ اور محمد ﷺ، وہ اعلیٰ ترین فوجی کمانڈر کہ جس کی پیروی کرتے ہوئے آپ کو حرکت میں آنا چاہیے، نے فرمایا، **((مَا تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ إِلاَّ ذُلُّوا))** "کوئی بھی قوم جو جہاد کو ترک کرتی ہے وہ ذلیل و رسوا ہو جاتی ہے"(مسند احمد)۔ تو آپ کی وہ کون سی مبارک بٹالین ہو گی جو سب سے پہلے سرینگر میں تکبیر کا نعرہ لگا کر اس بات کا اعلان کرے گی کہ ہماری وادیٔ کشمیر پر مودی اور ہندو ریاست کے قبضے کا خاتمہ ہو گیا ہے!؟

وہ اللہ رب العزت کہ جس کے ہاتھ میں آپ کی جان ہے، وہ ذاتِ باری تعالیٰ کہ جو شہداء کی روحوں کو جنت کے پرندوں میں منتقل کر دیتی ہے جو اس کے عرش کے گرد چکر لگاتے رہتے ہیں، اس نے اعلان کیا ہے: **"اور تمھیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور اُن بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمیں اس شہر سے نکال لے کہ جس کے لوگ ظالم ہیں** "(الانفال 4:75)۔ اور محمد ﷺ، وہ اعلیٰ ترین فوجی کمانڈر کہ جس کی پیروی کرتے ہوئے آپ کو حرکت میں آنا چاہیے، نے فرمایا **"کوئی بھی قوم جو جہاد کو ترک کرتی ہے وہ ذلیل و رسوا ہو جاتی ہے** "(مسند احمد)۔ تو آپ کی وہ کون سی مبارک بٹالین ہو گی جو سب سے پہلے سرینگر میں تکبیر کا نعرہ لگا کر اس بات کا اعلان کرے گی کہ ہماری وادیٔ کشمیر پر مودی اور ہندو ریاست کے قبضے کا خاتمہ ہو گیا ہے!؟

آپ فوری طور پر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ (عسکری مدد) فراہم کریں تا کہ ایک ایسا حکمران اقتدار کی باگ ڈور سنبھال لے جو صرف اور صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی کرتے ہوئے ہمیں فتح و کامیابی سے ہمکنار کرے۔ یہ صرف مسلمانوں کی ریاستِ خلافت ہی ہو گی جو بھارتی ہائی کمیشن کو بند اوراس کے عملے کو ملک بدر کرے گی اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے افواج کو حرکت میں لائے گی۔ صرف ہماری خلافت ہی مسلمانوں میں وہ جذبہ بھر دے گی کہ وہ بھوک، تکلیف، جان و مال کے نقصان کی پرواہ کیے بغیر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رضا کی خاطر جہاد فی سبیل اللہ کے لیے گھروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ صرف خلافت ہی ہو گی جو حصول کشمیر کی جنگ کو مقبوضہ کشمیر تک محدود رکھنے کے لیے ایٹمی ہتھیاروں کو نصب کرے گی۔ یہ خلافت ہی ہو گی جو مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو مسلح کرے گی اور پاکستان کے خواہش مند نوجوانوں کو ہنگامی بنیادوں پر فوجی تربیت فراہم کرے گی تا کہ وہ آپ کے شانہ بشانہ حرکت میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ خلافت آپ کو حکم دے گی کہ محدود جوابی کاروائی اور مصنوعی جنگ کے تصور کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہوئے مقبوضہ کشمیر کی حتمی آزادی کے لیے پوری قوت سے نکل کھڑے ہوں۔ یقیناً اب آپ کی باری ہے کہ آپ کامیابی اور شہادت کی آرزو کے ساتھ نکلیں اور سرینگر پر خلافت کا جھنڈا لہرادیں، پس آگے بڑھیں اور اس مقصد کو گلے لگا لیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ قَاتِلُواْ الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُواْ فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ "اے ایمان والو! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ انہیں تمہاری سختی معلوم ہو جائے۔ اور جان رکھو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے "(التوبۃ 9:123)۔**

حزب التحریر

ولایہ پاکستان

6ذی الحج1440ہجری

7اگست2019ء

ختم شد

سوال وجواب: کسی ضرورت کے لئے مال جمع کرنے کی اجازت زکوٰۃ کے فرض کو ساقط کرنے کی دلیل نہیں ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اگر جمع کئے ہوئے سونے پر سالوں سے زکوٰۃ ادا نہ کی ہو، تو کیا وہ زکوٰۃ ہر سال کے لئے الگ ادا کی جائے گی یا ایک ہی بار؟ اور کیا رقم کی جگہ اتنی مالیت کی چیز دے کر زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے؟ شکریہ

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

1۔ اس سے پہلے کہ میں سوال کے جواب کی طرف آؤں، یہ یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ بغیر کسی خاص ضرورت کے سونا، چاندی یا پیسے کو جمع کرنا اسے ذخیرہ کرکے خزانہ بنانا (hoarding) کہلاتا ہے چاہے اس پر زکوٰۃ ہی کیوں نہ دی گئی ہو۔ اور دولت کو خزانہ بنا کر رکھنا حرام ہے، جس کے دلائل کچھ یوں ہیں:

«وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ»

"اور جو لوگ سونے چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں، اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انھیں ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔"
(سورۃ التوبہ 34-35)

احمد نے صحیح سند کے ساتھ ابو امامہ سے یہ حدیث روایت کی ہے: **{{تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الصُّفَّةِ، فَوُجِدَ فِي مِئْزَرِهِ دِينَارٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «كَيَّةٌ»، قَالَ: ثُمَّ تُوُفِّيَ آخَرُ فَوُجِدَ فِي مِئْزَرِهِ دِينَارَانِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَيَّتَانِ»}}** "اہل صفاء کے ایک شخص کا انتقال ہوا جس کے کپڑوں سے ایک دینار نکلا۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "وہ شخص (آگ میں) جلے گا۔" پھر ایک اور شخص کا انتقال ہوا جس کے پاس سے دو دینار نکلے تو فرمایا، "وہ شخص (آگ میں) دوبار جلے گا۔"

طبری نے بھی ابو امامہ الباھلي کی اسی روایت کو نقل کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ سونا اور چاندی کو ذخیرہ کرنا حرام ہے اگرچہ ایک دینار ہی کیوں نہ ہو۔ اس کا مطلب بلا ضرورت پیسہ جمع کرنا ممنوع ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان دو اشخاص کے بارے میں اس لئے فرمایا کیونکہ وہ صدقات کے مال پر گزارہ کر رہے تھے لیکن پھر بھی ان کے پاس سونے کے ٹکڑے موجود

سونا، چاندی یا پیسے کو جمع کرنا اسے ذخیرہ کرکے خزانہ بنانا (hoarding) کہلاتا ہے چاہے اس پر زکوٰۃ ہی کیوں نہ دی گئی ہو۔ اور دولت کو خزانہ بنا کر رکھنا حرام ہے، جس کے دلائل کچھ یوں ہیں:
"اور جو لوگ سونے چاندی کو خزانہ بنا کر رکھتے ہیں، اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے، انھیں ایک دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، (اور کہا جائے گا کہ) یہ ہے وہ خزانہ جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا، اب چکھو اس خزانے کا مزہ جو تم جوڑ جوڑ کر رکھا کرتے تھے۔"
(سورۃ التوبہ 34-35)

تھے۔ آپ ﷺ نے «**كَيَّةٌ**» اور «**كَيَّتَانِ**» کہا اوراس آیت کی طرف اشارہ کیا، { **يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ** } "جس دن اس دولت کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور ان کی کروٹیں اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔" (سورة التوبة: 35) جو کہ ذخیرہ کرنے کے متعلق اس آیت کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا یہ ذخیرہ کرنے کی مکمل ممانعت کی دلیل ہے، چاہے اس مال پر نصاب کے مطابق زکوٰۃ واجب ہو یا نہ ہو، یا چاہے اس پر زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو، ہر طرح کا ذخیرہ کرنا حرام ہے۔

جہاں تک ضروریات کے لئے جمع کرنے کا تعلق ہے، تو اس کی اجازت ہے کیونکہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت کی دلیل کا اس پر اطلاق نہیں ہوتا۔ ذخیرہ کرنا اور ضروریات کے لئے پیسہ جمع کرنے میں یہ فرق ہے کہ ذخیرہ بلا مقصد پیسہ جمع کرنے کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے پیسہ مارکیٹ (یعنی خرید و فروخت کے معاملات) سے دور رہتا ہے جبکہ گھر خریدنے، نکاح، کاروبار یا صنعت وغیرہ کی تعمیر کے لئے پیسہ اکٹھا کرنا، ضروریات کے لئے جمع کرنا کہلاتا ہے۔

2۔ اگر ایک شخص بلا ضرورت سونا جمع کرتا ہے تو یہ گناہ ہے، کیونکہ سونا وغیرہ ذخیرہ کرنا حرام ہے۔ چنانچہ جو سونا اس نے بلا ضرورت جمع کیا اس پر زکوٰۃ ضرور عائد ہو گی کیونکہ ذخیرہ کرنا، اگرچہ حرام ہے لیکن یہ عمل زکوٰۃ کے فرض کو نہیں ٹالتا۔ یہی معاملہ ضروریات کے لئے جمع کرنے پر بھی ہے کہ یہ اگرچہ حرام نہیں، لیکن اس کے مالک پر زکوٰۃ کا حکم ضرور لگے گا، اگر جمع کیا ہوا مال نصاب سے زیادہ ہو اور اسے ایک سال گزر چکا ہو۔

اگر ایک شخص بلا ضرورت سونا جمع کرتا ہے تو یہ گناہ ہے، کیونکہ سونا وغیرہ ذخیرہ کرنا حرام ہے۔ چنانچہ جو سونا اس نے بلا ضرورت جمع کیا اس پر زکوٰۃ ضرور عائد ہو گی کیونکہ ذخیرہ کرنا، اگرچہ حرام ہے لیکن یہ عمل زکوٰۃ کے فرض کو نہیں ٹالتا۔ یہی معاملہ ضروریات کے لئے جمع کرنے پر بھی ہے کہ یہ اگرچہ حرام نہیں، لیکن اس کے مالک پر زکوٰۃ کا حکم ضرور لگے گا، اگر جمع کیا ہوا مال نصاب سے زیادہ ہو اور اسے ایک سال گزر چکا ہو۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ضروریات کے لئے مال جمع کرنے کی اجازت زکوٰۃ کے حکم کو ساقط نہیں کرتی۔

یہ اس وجہ سے ہے کہ ضروریات کے لئے مال جمع کرنے کی اجازت زکوٰۃ کے حکم کو ساقط نہیں کرتی۔

3۔ زکوٰۃ کا فرض ہجری سال کے مطابق سالانہ عائد ہوتا ہے۔ اگر مال مثلاً سونا نصاب سے زیادہ ہو اور اس کو ایک سال گزر گیا ہو تو دسویں حصے کا ایک چوتھائی حصہ یعنی 2.5 فیصد زکوٰۃ کی صورت میں دینا ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر ایک شخص سال گزرنے پر اتنا ادا کر دیتا ہے تو فرض پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کی ادائیگی میں دیر کرتا ہے تو اگلے سال اس پر سے یہ فرض نہیں ٹلتا بلکہ اگر نصاب کی شرائط موجود ہوں، تو ہر گزرتے سال اس پر زکوٰۃ کا فرض عائد ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جس نے پانچ ہجری سال تک سونا جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی اور سونا پہلے سال کے شروع سے ہی نصاب سے زیادہ تھا تو اس کو پانچ سال کی اکٹھی زکوٰۃ پانچویں سال کے اختتام پر دینی ہو گی اگر اس نے پہلے زکوٰۃ نہ دی ہو، کیونکہ ہر سال کی زکوٰۃ کا فرض اس کی گردن پر موجود رہے گا جس کو ادا کرنا لازم ہے۔ لہٰذا اس شخص کو جمع کئے گئے سونے پر پانچ سال کی زکوٰۃ 2.5 فیصد کے حساب سے ادا کرنی ہو گی۔ البتہ اس پر لازم نہیں کہ وہ دوسرے سال کی زکوٰۃ سونے کی اس مالیت پر دے جس پر اس نے پہلے سال زکوٰۃ ادا کی تھی بلکہ اس پر اب 97.5 فیصد بقیہ جمع سونے پر 2.5 فیصد زکوٰۃ دینی ہو گی، اور اسی طرح اگلے سالوں کے لئے بھی کہ وہ زکوٰۃ کے بعد بقیہ حصے پر زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اسی طرح یہ معلوم ہو گا کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے اس کی دولت میں پچھلے سالوں میں ہر سال کمی آئی ہے۔

4۔ جہاں تک پیسے کی جگہ اتنی مالیت کی چیز کو زکوٰۃ کے طور پر دینے کا تعلق ہے تو اس کی اجازت ہے۔ لہٰذا ایک شخص سونے کے بجائے چاندی، پیسہ یا کسی اور ایسی

چیز کو زکوٰۃ کے طور پر دے سکتا ہے۔ کتاب "ریاست خلافت کے اموال" کے صفحہ 132 (اردو) پر صدقات کے اموال کے موضوع کے ضمن میں درج ہے:[رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی سنت میں بھی یہ ملتا ہے کہ مال میں جو حق واجب ہو جائے اس کو تبدیل کیا جاسکتا ہے جس کا ادا کرنا زکوٰۃ دینے والے کے لیے اصل مال کی ادائیگی سے زیادہ آسان ہو۔اس کی دلیل یمن میں جزیہ کے بارے میں معاذؓ کو لکھی گئی تحریر ہے کہ: **«أن على كل حَالِمٍ ديناراً أو عِدْلَه من المعافر»** "ہر بالغ آدمی پر ایک دینار یا اس کی قیمت کے برابر المعافر(ایک قسم کا کپڑا) ہے۔" اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔ نبی ﷺ نے اصل کی جگہ سامان لے لیا،یعنی سونے کی جگہ کپڑا لے لیا۔اسی طرح اہلِ نجران کو لکھا کہ:**«أنّ عليهم ألفي حلة في كل عام، أو عدلها من الأواقي»** "ان پر ہر سال دو ہزار جوڑے(کپڑوں کے) یا ان کے برابر سونا چاندی ہے۔" اس کو ابو عبیدؒ نے روایت کیا ہے،جبکہ ابن قدامہ نے المغنی میں ذکر کیا ہے کہ عمرؓ جزیہ میں سونا چاندی کے بدلے اونٹ لیا کرتے تھے،علیؓ سونے چاندی کے بدلے چھوٹی سوئیاں،رسّی اور عمارتی ستون لیا کرتے تھے"۔]

اور 'ریاستِ خلافت کے اموال ' کے صفحہ 139 پر درج ہے: [سونے کی زکوٰۃ میں چاندی دی جاسکتی ہے، قائم مقام کرنسی یا اعتمادی کرنسی بھی دی جاسکتی ہے،اسی طرح چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی، قائم مقام کاغذی کرنسی یا اعتمادی کاغذی کرنسی دی جاسکتی ہے

اور 'ریاستِ خلافت کے اموال' کے صفحہ 139 پر درج ہے: [سونے کی زکوٰۃ میں چاندی دی جاسکتی ہے، قائم مقام کرنسی یا اعتمادی کرنسی بھی دی جاسکتی ہے،اسی طرح چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی، قائم مقام کاغذی کرنسی یا اعتمادی کاغذی کرنسی دی جاسکتی ہے ،اسی طرح سونے کی زکوٰۃ میں چاندی یالازمی کاغذی کرنسی یا چاندی کی زکوٰۃ میں سونا یالازمی کاغذی کرنسی دی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ سب نقدی اور قیمتیں ہیں اس لیے ایک دوسرے کے لیے کافی ہیں اور ان کو مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک دوسرے کی جگہ ادا کرنا جائز ہے۔ فصلوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کے باب میں اس مال کی جنس کے بدلے، جس میں زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو،اس کی قیمت لینے کے دلائل گزر چکے ہیں۔]

،اسی طرح سونے کی زکوٰۃ میں چاندی یالازمی کاغذی کرنسی یا چاندی کی زکوٰۃ میں سونا یالازمی کاغذی کرنسی دی جاسکتی ہے، کیونکہ یہ سب نقدی اور قیمتیں ہیں اس لیے ایک دوسرے کے لیے کافی ہیں اور ان کو مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک دوسرے کی جگہ ادا کرنا جائز ہے۔ فصلوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کے باب میں اس مال کی جنس کے بدلے ،جس میں زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو،اس کی قیمت لینے کے دلائل گزر چکے ہیں۔]

اوپر دی گئی معلومات سے واضح ہے کہ سونا اور چاندی پر زکوٰۃ،مارکیٹ میں سونا وچاندی کی قیمت کا حساب لگا کر،رقم کی صورت میں بھی دی جاسکتی ہے۔

امید ہے کہ یہ جواب کافی ہو گا۔

آپ کا بھائی

عطابن خلیل ابوالرَشتہ

یکم رمضان المبارک 1440ھ

بمطابق 2019/05/06ء

ختم شد

سوال وجواب: علاقے میں امریکہ اور ایران کے درمیان تناؤ کی حقیقت

(ترجمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امریکہ نے یکایک ایران اور اس کے حواریوں کی طرف سے اپنی افواج کو لاحق خطرات اور خلیج میں اپنے مفادات کے تحفظ کا اعلان کیا۔ اس نے اپنی تیاری اور چوکس ہونے میں اضافہ کر دیا اور طیارہ بردار بحری جہاز اور لڑاکا بحری جہاز روانہ کر دیے، حتیٰ کہ خلیج میں ممکنہ جھڑپ کے پیش نظر ایک بحری اسپتال بھی روانہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ نے ایرانی تیل درآمد کرنے والے ممالک کے لیے چھوٹ کی پالیسی ختم کر دی تاکہ ایرانی تیل کی برآمدات کو روکا جا سکے۔ ایران نے آبنائے ہرمز کو خلیج کے ممالک کی تیل کی برآمدات کیلئے بند کر دینے کی دھمکی دی اور نتیجتاً علاقے میں مسلسل تناؤ ہے! کیا یہ علاقے میں امریکہ کی طرف سے جنگ شروع کرنے کی ابتداء ہے؟ یا اس کا کوئی اور مقصد ہے؟ جزاک اللہ خیراً

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معاملے کو واضح کرنے کے لیے آئیں مندرجہ ذیل معاملات کا جائزہ لیتے ہیں:

1۔ بے شک، علاقے میں تناؤ میں کافی اضافہ ہوا ہے، جیسا کہ آپ نے امریکہ کی طرف سے بحری جہاز بھیجنے کا ذکر کیا جس میں لنکن طیارہ بردار بحری جہاز شامل ہے جو 90 لڑاکا طیاروں کے ساتھ سب سے بڑا طیارہ بردار بحری جہاز ہے، اور B-52 (بمبار طیاروں) کا ایک سکواڈرن خلیجی علاقے میں موجود اڈوں پر بھیجا گیا، جس سے علاقے میں موجود اس کی افواج خبردار ہوئیں اور بغداد میں موجود سفارت خانے سے غیر ضروری عملے کو نکال لیا گیا۔ اس کے فوراً بعد ایران کو دی گئی دھمکیاں ان الفاظ میں سامنے آئیں: "امریکہ نے ایک طیارہ بردار بحری جہاز مشرق وسطیٰ کی جانب روانہ کیا ہے تاکہ ایران کو ایک واضح اور غلطی سے پاک پیغام دے سکے۔ ملکی سلامتی کے مشیر جان بولٹن نے کہا کہ ان کا ملک کثیر تعداد میں موجود مسائل ، بڑھتی ہوئی کشیدگی اور انتباہ کے اشاروں کے جواب میں کاروائی کر رہا ہے۔ رائٹرز کے مطابق، جس نے نام ظاہر کیے بغیر ایک امریکی عہدے دار کو نقل کیا: خلیج کی جانب جنگی جہاز بھیجنے کے بعد امریکی افواج پر ممکنہ حملے کی اطلاعات مل رہی ہیں۔۔۔ بولٹن نے ایک بیان میں کہا کہ، امریکہ یو ایس ایس ابراہم لنکن طیارہ بردار بحری جہاز اور ایک بمباری کرنے والی ٹاسک فورس کو امریکی سنٹرل کمانڈ کے علاقے میں بھیج رہا ہے تاکہ ایرانی حکومت یہ واضح اور غلطی سے پاک پیغام دے سکے کہ امریکہ یا اس کے اتحادیوں کے مفادات پر کسی بھی قسم کے حملے کا جارحانہ جواب دیا جائے گا" (BBC 6/5/2019)۔ دراصل طیارہ بردار جہاز سویز کینال میں 9/5/2019 کو ہی داخل ہو گیا تھا اور پھر 14/5/2019 کو عرب کے سمندری پانیوں میں داخل ہو گیا۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق امریکہ علاقے

امریکہ نے یکایک ایران اور اس کے حواریوں کی طرف سے اپنی افواج کو لاحق خطرات اور خلیج میں اپنے مفادات کے تحفظ کا اعلان کیا۔ اس نے اپنی تیاری اور چوکس ہونے میں اضافہ کر دیا اور طیارہ بردار بحری جہاز اور لڑاکا بحری جہاز روانہ کر دیے، اس کے ساتھ ہی امریکہ نے ایرانی تیل درآمد کرنے والے ممالک کے لیے چھوٹ کی پالیسی ختم کر دی تاکہ ایرانی تیل کی برآمدات کو روکا جا سکے۔ ایران نے آبنائے ہرمز کو خلیج کے ممالک کی تیل کی برآمدات کیلئے بند کر دینے کی دھمکی دی اور نتیجتاً علاقے میں مسلسل تناؤ ہے! کیا یہ علاقے میں امریکہ کی طرف سے جنگ شروع کرنے کی ابتداء ہے؟ یا اس کا کوئی اور مقصد ہے؟

میں ایک لاکھ بیس ہزار فوجی بھیجنا چاہتا ہے جس کی امریکی صدر ٹرمپ نے ابھی اجازت نہیں دی، مگر قائم مقام وزیر دفاع پیٹرک شاناہن نے یہ پلان ٹرمپ کو پیش کر دیا ہے۔۔۔ (RT 14/5/2019، نیویارک ٹائمز کو نقل کرتے ہوئے) ۔ یہ سب ممکنہ ایرانی خطرے کے پیشِ نظر ہے ۔7 مئی کو CNN نے اپنے ذرائع کے توسعت سے کہا کہ امریکی حکومت کو خفیہ ذرائع سے اطلاع ملی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایران خلیج میں موجود ان کے چھوٹے جہازوں پر اپنے کم فاصلے تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائلوں سے حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ (RT 14/5/2019)

2۔ ماحول میں جس چیز نے امریکی پریشانی کو فقط بیانات سے بڑھا دیا وہ یو اے ای (متحدہ عرب امارات) میں فجیرہ بندر گاہ کے قریب 4 تجارتی جہازوں کے ساتھ ہونے والا واقعہ اور تیل کی اہم سعودی تنصیبات پر حملہ ہے، اور اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

الف۔ اتوار کو امارات کی وزارتِ خارجہ کے بیان کے مطابق امارات کے علاقائی پانیوں کے قریب 4 تجارتی جہازوں کو سبوتاژ کیا گیا جس میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ یہ تب ہوا جب ایران پر امریکی دباؤ بڑھ رہا ہے، جس کے متعلق صدر حسن روحانی نے پچھلے دنوں اقرار کرتے ہوئے کہا کہ ان کا ملک مشکل حالات سے گزر رہا ہے (Middle East Online 12/5/2019)۔ب۔ بروز منگل، یمنی گروہ "انصار اللہ" نے اہم سعودی تنصیبات پر ڈرون کے ذریعے حملے کا اعلان کیا۔۔۔ المصیرۃ چینل نے فوجی ذرائع کو نقل کرتے ہوئے تصدیق کی کہ "7 ڈرون طیاروں نے اہم سعودی تنصیبات پر حملے کیے"، ذرائع

> لیکن خلیج میں اس تمام تناؤ کے باوجود، جو دروازے پر دستک دیتی جنگ کا اشارہ دیتے ہیں، دونوں اطراف یعنی امریکہ اور ایران کے بیانات ایک اور تصویر پیش کرتے ہیں جس میں جنگ موجود نہیں! ان بیانات میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔
> - بروز جمعرات وائٹ ہاوس میں، ٹرمپ نے ایک سوال، کہ کیا امریکہ ایران پر جنگ مسلط کرنا چاہتا ہے، کے جواب میں بیان دیا: "میں امید کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو"۔
> (RT 16/5/2019)
> - امریکی کانگریس کی سپیکر نینسی پلوسی نے جمعرات کو کہا: مشرق وسطیٰ میں بڑھتی کشیدگی کے پیش نظر ٹرمپ انتظامیہ کے پاس کانگریس کی طرف سے ایران پر جنگ مسلط کرنے کا مینڈیٹ موجود نہیں۔
> (رائٹرز 16/5/2019)

نے اشارہ کیا کہ "یہ بڑے پیمانے پر ہونے والا فوجی آپریشن ہمارے لوگوں پر مسلسل ظلم اور محاصرے کا جواب ہے"، مزید بیان کیا کہ "انصار اللہ اس کے لیے تیار ہیں کہ اگر مسلسل زیادتی اور ظالمانہ محاصرہ جاری رہتا ہے تو وہ مزید خاص اور سنگین حملے کریں"۔ (Sputnik Russian Agency 14/5/2019)۔ ان دو واقعات کے بعد امریکی بیانات خلیج میں ایک واضح خطرے کے بیانیے میں ڈھل گئے جنھیں مضبوط جواز حاصل ہو گیا، اور امریکی پریشانی اور خلیج میں حالات کی تازہ کشیدگی ماضی کے اسی طرح کے واقعات سے مختلف ہے۔

3۔ لیکن خلیج میں اس تمام تناؤ کے باوجود، جو دروازے پر دستک دیتی جنگ کا اشارہ دیتے ہیں، دونوں اطراف یعنی امریکہ اور ایران کے بیانات ایک اور تصویر پیش کرتے ہیں جس میں جنگ موجود نہیں! ان بیانات میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

- بروز جمعرات وائٹ ہاوس میں، ٹرمپ نے ایک سوال، کہ کیا امریکہ ایران پر جنگ مسلط کرنا چاہتا ہے، کے جواب میں بیان دیا: "میں امید کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو"۔(RT 16/5/2019)

- امریکی کانگریس کی سپیکر نینسی پلوسی نے جمعرات کو کہا: مشرق وسطیٰ میں بڑھتی کشیدگی کے پیش نظر ٹرمپ انتظامیہ کے پاس کانگریس کی طرف سے ایران پر جنگ مسلط کرنے کا مینڈیٹ موجود نہیں۔ پلوسی نے صحافیوں کو بتایا کہ جمعرات کو ریپبلیکن انتظامیہ بند کمرے کے اجلاس میں Gang of Eight کو ایران پر بیانیہ دے گی (رائٹرز 16/5/2019)۔

-دی نیویارک ٹائمز نے جمعرات کو بغیر نام لیے امریکی انتظامیہ کے عہدہ داروں کو نقل کیا: صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے قائم مقام وزیر دفاع پیٹرک شاناہن کو بتایا کہ وہ ایران سے جنگ نہیں چاہتے۔ اخبار کے مطابق صدر نے بروزبدھ شاناہن سے یہ کہا(رائٹرز 16/5/2019)۔

- ایران کے سربراہ علی خامنہ ای نے کہا کہ امریکہ سے جنگ نہیں ہو گی۔ ریاستی میڈیا اور سوشل میڈیا نیٹ ورک پر اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ پر بیانات میں آیت اللہ علی خامنہ ای نے کہا: "ہم جنگ نہیں چاہتے، نہ ہی وہ چاہتے ہیں"(BBC 14/5/2019)

-امریکی قائم مقام وزیر دفاع پیٹرک نے ایک نیوز کانفرنس میں بتایا کہ عرب خلیج میں امریکی انتظامیہ کا اپنی فوجی موجودگی کو مضبوط کرنے کا مقصد دفاعی روک تھام ہے، جنگ کرنا نہیں"۔ (فرانس 24، 22/5/2019)

یہ امریکی اور ایرانی بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ میڈیا جو امریکہ ایران جنگ کے بارے میں خبر دے رہا ہے وہ غیر یقینی ہے۔ ایرانی لیڈر کا اپنے عوام کو بیان کہ نہ ایران جنگ چاہتا ہے نہ امریکہ چاہتا ہے، مضبوط ترین ہے۔ یعنی جنگ سے متعلق بیانات کے مطابق خلیج میں امریکی جہازوں پر حملہ امکانی نہیں ۔ اور بعید از امکان حالات میں اگر فوجی کاروائی ہوتی بھی ہے تو وہ دونوں فریقین کی عزت بچانے تک ہی محدود ہو گی۔ امریکی عہدہ داروں کے بیانات تسلسل سے ہیں کہ وہ حکومت کی تبدیلی نہیں چاہتے۔ امریکی ملکی سلامتی کے مشیر جان بولٹن نے کہا: "ہماری پالیسی ایرانی حکومت کی تبدیلی نہیں ہے، لیکن ہم ایرانی حکومت پر سخت دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں تا کہ وہ اپنا رویہ تبدیل کرے"۔ (الدستور ویب سائٹ 3/10/2018)

چونکہ امریکہ کی شیل تیل نکالنے کی ٹیکنالوجی کامیاب ہوئی اور امریکہ نے اسے برآمد کرنے کے قابل بنایا جبکہ وہ خود تیل درآمد بھی کرتا ہے اور چین امریکہ کا تیل درآمد کر کے اس کا تجارتی خسارہ کم کر رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ امریکہ خلیجی ممالک کے سستے حکمرانوں سے سستے داموں تیل درآمد کرتا ہے، خصوصاً سعودی عرب، جس کے تیل کا پیسہ امریکہ میں جمع ہو رہا ہے جسے وہ ضرورت کے علاوہ نکال بھی نہیں سکتا، لہٰذا وہ قرض لیتا ہے اور اس کے پیسے کو امریکہ کے علاوہ کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس حقیقت کے مطابق امریکہ کا ایران پر دباؤ اور تیل کی برآمد پر پابندی دنیا میں تیل کی قیمت کو بڑھا دے گی جس سے امریکہ کو فائدہ ہو گا، کیونکہ تیل کی قیمت کا بڑھنا شیل تیل کے پیداواری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے موزوں ہے۔

4۔ تو پھر علاقے میں کشیدگی اور تناؤ کی وجوہات کیا ہیں؟ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی وجوہات تین ہیں:

پہلی وجہ تیل کی عالمی منڈی ہے: آج امریکہ کا تیل کے معاملے پر نقطہ نظر اس سے مختلف ہے جو ایک دہائی پہلے تھا۔ چونکہ امریکہ کی شیل تیل نکالنے کی ٹیکنالوجی کامیاب ہوئی اور امریکہ نے اسے برآمد کرنے کے قابل بنایا جبکہ وہ خود تیل درآمد بھی کرتا ہے اور چین امریکہ کا تیل درآمد کر کے اس کا تجارتی خسارہ کم کر رہا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ امریکہ خلیجی ممالک کے سستے حکمرانوں سے سستے داموں تیل درآمد کرتا ہے، خصوصاً سعودی عرب، جس کے تیل کا پیسہ امریکہ میں جمع ہو رہا ہے جسے وہ ضرورت کے علاوہ نکال بھی نہیں سکتا، لہٰذا وہ قرض لیتا ہے اور اس کے پیسے کو امریکہ کے علاوہ کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس حقیقت کے مطابق امریکہ کا ایران پر دباؤ اور تیل کی برآمد پر پابندی دنیا میں تیل کی قیمت کو بڑھا دے گی جس سے امریکہ کو فائدہ ہو گا، کیونکہ تیل کی قیمت کا بڑھنا شیل تیل کے پیداواری اخراجات کو پورا کرنے کے لیے موزوں ہے۔ عالمی ادارہ برائے توانائی نے "تیل کی ترسیل میں کنفیوژن " میں اضافے پر بات کی ہے اور اس نے امریکہ کی ایران اور وینزویلا کی تیل کی برآمدات میں کمی کو پورا کرنے کی صلاحیت کی بات کی ہے۔"عالمی ادارہ برائے توانائی نے بدھ کے روز کہا اس سال دنیا کو OPEC سے بہت کم وافر تیل کی ضرورت ہو گی کیونکہ امریکی پیداوار کی واپسی ایران اور وینزویلا کی برآمدات میں کمی کو پورا کر دے گی" (رائٹرز

(15/5/2019)۔ اس کے علاوہ "عالمی ادارہ برائے توانائی نے کہا کہ 7 بڑے ذرائع سے امریکی تیل کی پیداوار جون میں ریکارڈ 8.49 ملین بیرل یومیہ تک پہنچ جائے گی"۔ (رائٹرز 17/5/2019)، یعنی امریکی تیل کی کمپنیاں خلیجی تناؤ کے چکر میں مزید تیل نکال رہی ہیں اور ایران کی پیداوار کو پابندیوں کے ذریعے پیچھے دھکیل رہی ہیں۔

اہم ترین یہ کہ جیسے جیسے امریکی تناؤ کی وجہ سے تیل کے ٹینکروں اور تیل کی تنصیبات کو سبوتاژ کرنے کا خطرہ بڑھ رہا ہے، تیل کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ "تیل کے معاہدوں کی قیمت بروز بدھ مشرق وسطیٰ کی بڑھتی کشیدگی کے باعث بڑھ گئی جس سے تیل کی عالمی ترسیل کو نقصان پہنچا، جس نے امریکی خام تیل میں غیر متوقع یک دم اضافے کو دبا دیا۔Brent خام تیل کے فیوچرز کی قیمت میں 53 امریکی سینٹ اضافہ ہوا اور یہ بڑھ کر 71.77 ڈالر ہو گئی جبکہ امریکی خام تیل کے "فیوچرز کے سودے" 62.02 ڈالر فی بیرل پر ہوئے، یعنی 24 سینٹ یا 0.4٪ اوپر۔ تیل کی قیمتیں کا تعین تب ہوا جب بروز منگل سعودی عرب نے کہا کہ متحدہ عرب امارات کے قریب تیل کے ٹینکروں پر سبوتاژ حملوں کے دو دن بعد تیل کی دو تنصیبات پر ڈرون سے بمباری کی گئی (رائٹرز 15/5/2019)۔

لہٰذا یہ واضح ہے کہ امریکہ ایران کے متعلق ماحول میں کشیدگی سے تیل کی اونچی قیمتوں کا فائدہ اٹھا رہا ہے اور اپنی شیل تیل کی پیداوار کو بڑھا سکتا ہے اور جتنی تیل کی قیمت زیادہ ہو گی، امریکی کمپنیاں شیل تیل کی پیداوار کو کہیں زیادہ بڑھانے کے لیے اتنا ہی بھاگیں گی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ

> ایران کے ساتھ نیا جوہری معاہدہ قلمبند کرنا امریکی کمپنیوں کو ایرانی منڈی میں بڑا حصہ دینے کی یقین دہانی ہے۔
> امریکی صدر نے کہا: "جو انھیں کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ مجھے کال کریں، ہم بیٹھیں اور ایک معاہدہ کر سکیں، ایک منصفانہ معاہدہ"، ٹرمپ نے کہا: "ہم بس یہ نہیں چاہتے کہ ان کے پاس جوہری ہتھیار ہوں۔ یہ بہت بڑا مطالبہ تو نہیں ہے۔ اور ہم انھیں اچھی حالت میں لانے میں مدد دیں گے، ہم ایران کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے"۔ ٹرمپ نے صحافیوں کو بیان دیتے ہوئے وائٹ ہاؤس میں کہا: "میں چاہتا ہوں کہ وہ مضبوط اور عظیم ہوں اور عظیم معیشت ہو۔ لیکن انھیں کال کرنی چاہیے اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو ہم ان سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

یہ کشیدگی اس کی تیل کی کمپنیوں کے فائدے میں ہے، خصوصاً اس کاروباری سوچ کے لحاظ سے جو ٹرمپ انتظامیہ پر حاوی ہے۔

دوسری وجہ: ایران کے ساتھ نیا جوہری معاہدہ قلمبند کرنا امریکی کمپنیوں کو ایرانی منڈی میں بڑا حصہ دینے کی یقین دہانی ہے۔

یہ سب جانتے ہیں کہ امریکہ ایران کے ساتھ ایک نیا جوہری معاہدہ کرنے کے لیے کھُل کر کھیل کھیل رہا ہے، جس میں اس کا میزائل پروگرام اور علاقے میں اثر و رسوخ شامل ہے۔ جب امریکی وزیر خارجہ نے عراق کا دورہ کیا تو جو پمپیو نے عبدالمہدی کو بتایا، وہ اس ملاقات کی تفصیلات کو جاننے والے ذرائع کے مطابق بہت مختلف بات تھی اور حتیٰ کہ عراقی وزیر اعظم بھی پومپیون کے لہجے پر حیران ہوا۔ پومپیو نے اسے کہا کہ وہ تہران کو پیغام دے کہ امریکہ کی جنگ میں دلچسپی نہیں اور ٹرمپ صرف ایک نیا جوہری معاہدہ کرنا چاہتا ہے، ایک معاہدہ جسے وہ اپنی کاوش قرار دے سکے۔۔۔ (نون پوسٹ 15/5/2019، British Middle East Eye کو نقل کرتے ہوئے)۔ اور امریکی صدر اس مقصد کو چھپاتا نہیں ہے: امریکی صدر نے ایرانی لیڈروں سے رابطے کی خواہش کا اظہار کیا تاکہ بحران کو حل کیا جا سکے، جو مزید نازک ہوتا جا رہا ہے، اور اس کی انتظامیہ نے اس کا ٹیلی فون نمبر سوئس حکام کو دیا تاکہ اگر ایرانی مذاکرات کرنا چاہیں تو رابطہ کر سکیں۔ امریکی صدر نے کہا: "جو انھیں کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ مجھے کال کریں، ہم بیٹھیں اور ایک معاہدہ کر سکیں، ایک منصفانہ معاہدہ"، ٹرمپ نے کہا: "ہم بس یہ نہیں چاہتے کہ ان کے پاس جوہری ہتھیار ہوں۔ یہ بہت بڑا مطالبہ تو نہیں ہے۔ اور ہم انھیں اچھی حالت میں لانے میں مدد دیں

گے، ہم ایران کو تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے"۔ ٹرمپ نے صحافیوں کو بیان دیتے ہوئے وائٹ ہاؤس میں کہا: "میں چاہتا ہوں کہ وہ مضبوط اور عظیم ہوں اور عظیم معیشت ہو۔ لیکن انھیں کال کرنی چاہیے اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو ہم ان سے بات کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

وائٹ ہاؤس نے ایک فون نمبر سوئس حکام کو دیا جو امریکہ کے ساتھ سفارتی تعلقات میں ایران کی نمائندگی کرتا ہے، تاکہ وہ رابطے کا ذریعہ بن سکے اگر تہران واشنگٹن سے مذاکرات کرنا چاہتا ہے (CNN 11/5/2019)۔ اسی طرح جو RT نے 15/5/2019 کو خبر دی کہ امریکی صدر ٹرمپ نے کہا ہے کہ اسے یقین ہے کہ ایران مذاکرات کرنا چاہے گا۔ اسی سیاق و سباق میں، اصلاح پسندوں سے قربت رکھنے والی ایرانی سائٹ، "انتخاب" نے بروز منگل عمانی وزیر خارجہ یوسف بن علاوی کے دارالحکومت تہران کے دورے کے مقاصد آشکار کیے۔ سائٹ نے 21/5/2019 کو ایک رپورٹ میں کہا کہ "دورے کا مقصد امریکہ اور ایران میں ثالثی کروانا اور بغداد میں امریکی سفارت خانے کو نشانہ بنانے کے موضوع پر بات کرنا اور دیگر علاقائی معاملات پر بات کرنا تھا۔۔۔"۔ سائٹ نے مزید بتایا کہ "عمانی وزیر یوسف علاوی اپنے غیر متوقع دورہ تہران میں امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی طرف سے ایک پیغام بھی لے کر گئے" جس کی تفصیلات نہیں دی گئیں۔

تیسری اور سب سے اہم وجہ ایران کے خلاف ایک امریکی عرب اتحاد بنانے کا عمل ہے جس میں یہودی وجود بھی شامل ہو گا۔

علاقے میں امریکی پالیسی مقاصد کی تعداد اور علاقائی پوزیشن کو دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ آج امریکہ کے لیے ایران کے ساتھ کشیدگی بڑھانے کی سب سے اہم وجہ اس اتحاد کو بنانا اور اسے باقاعدہ باہر لے آنا ہے، یعنی علاقے میں اسرائیلی ظلم اور فلسطین کی پاک زمین پر قبضہ، کہ جسے لڑ کر ختم کرنا چاہیے اور فلسطین کو واپس دارالاسلام بنانا چاہیے، کے تنازعے کو ایران کے ساتھ علاقے میں ایک فرقہ واریت پر مبنی تنازعے میں تبدیل کر دیا جائے! دوسرے الفاظ میں یہودی ریاست کو علاقے کا ایک جزوِلاینفک بنایا جائے۔ یہ مقصد جو امریکہ اور برطانیہ دہائیوں سے حاصل نہیں کر پائے، وہ آج غدار حکمرانوں کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں، خصوصاً خلیج کے حکمران جو امریکی ایجنڈے "ایران کاڈر" کے تحت یہودی وجود کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لیے دوڑے جا رہے ہیں۔

سب سے اہم وجہ ایران کے خلاف ایک امریکی عرب اتحاد بنانے کا عمل ہے جس میں یہودی وجود بھی شامل ہو گا۔ آج امریکہ کے لیے ایران کے ساتھ کشیدگی بڑھانے کی سب سے اہم وجہ اس اتحاد کو بنانا اور اسے باقاعدہ باہر لے آنا ہے، یعنی علاقے میں اسرائیلی ظلم اور فلسطین کی پاک زمین پر قبضہ، کہ جسے لڑ کر ختم کرنا چاہیے اور فلسطین کو واپس دارالاسلام بنانا چاہیے، کے تنازعے کو ایران کے ساتھ علاقے میں ایک فرقہ واریت پر مبنی تنازعے میں تبدیل کر دیا جائے! دوسرے الفاظ میں یہودی ریاست کو علاقے کا ایک جزوِلاینفک بنایا جائے۔ یہ مقصد جو امریکہ اور برطانیہ دہائیوں سے حاصل نہیں کر پائے، وہ آج غدار حکمرانوں کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہیں، خصوصاً خلیج کے حکمران جو امریکی ایجنڈے "ایران کاڈر" کے تحت یہودی وجود کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کے لیے دوڑے جا رہے ہیں۔

یہ یہودی وجود کی پوزیشن میں بالکل واضح ہے:

خلیج کے تناؤ کے پیش نظر، یہودی ریاست کے وزیر اعظم نے امریکی سفارتکار فریڈمین کی موجودگی میں کہا: "ایک نئی بہار ہے، ایک نئے دور کا آغاز ہے ان تعلقات کے لیے جو ہمارے اور ہمارے عرب ہمسایوں اور کچھ غیر عرب مسلم ممالک کے درمیان ہیں۔ ہم ایرانی جارحیت کو روکنے کی خواہش میں اکٹھے ہیں۔ اسرائیل اور علاقے کے تمام ممالک اور دیگر تمام ممالک جو دنیا میں امن کے خواہاں ہیں، انھیں امریکہ کے ساتھ مل کر ایرانی جارحیت کے خلاف کھڑا ہونا چاہیے۔ ہمیں اسرائیل کی ریاست کو مضبوط کرتے رہنا ہے اور امریکہ کے ساتھ ناگزیر اتحاد کو مضبوط کرتے رہنا ہے"۔ (RT 14/5/2019)۔ ایرانی جارحیت کو روکنے کے لیے یہودی ریاست کا عرب اور شاید

اسلامی ممالک کے ساتھ اور امریکہ کے ساتھ کھڑا ہونا یہ اشارہ دیتا ہے کہ امریکہ کی کشیدگی منصوبے کی بات ایران کے خلاف ایک اتحاد کھڑا کرنے سے متعلق ہے جس کی قیادت امریکہ کرے گا اور اس میں یہودی وجود بھی شامل ہے۔ کشیدگی، شعلہ بیانات اور کچھ عسکری کاروائیاں جیسے فوجیرہ میں اور ارامکو تنصیبات پر ہونے والی کاروائیاں ، یہ علاقائی نیٹو پیدا کرنے کا عمل ہے اور اسے ترتیب دینے کا عمل ابھی بھی جاری ہے۔ اس کی ابتدا پیر 6/4/2019 کو ریاض کی عرب امریکی ملاقات کی مہمان نوازی ہے جس میں قطر نے مشرق وسطیٰ اسٹریٹیجک اتحاد (Middle East Strategic Alliance) کو منظر عام پر لانے کی تیاریوں میں حصہ لیا، جو میڈیا میں "عرب نیٹو" سے جانا جاتا ہے۔ سعودی خبر رساں ایجنسی نے خبر دی: اس اجلاس میں جن ملکوں کے اعلیٰ سطح کی شرکت تھی ان میں سعودی عرب، امریکہ، متحدہ عرب امارات، بحرین، کویت، عمان، قطر اور اردن شامل ہیں"۔ مزید وضاحت کی کہ یہ اجلاس "اتحاد کو شروع کرنے کے عمل کی جانب اہم قدم ہے، جس کا مقصد علاقے اور دنیا میں امن اور استحکام بڑھانا ہے"۔ (RT 10/4/2019)۔ لہٰذا اس فوجی اتحاد کو بنانے کا عمل زوروں پر ہے۔ ایران کے خلاف عرب اور (اسلامی) ممالک کے ساتھ سیکیورٹی تعاون پر یہودی وجود کی خوشی کا مطلب ہے کہ یہودی وجود ان حکمرانوں کے ساتھ امریکی کاروائیوں میں شامل ہے، اگرچہ اس کا باضابطہ اعلان نہیں کیا گیا۔ اس کا اعلان شاید امریکی امن منصوبے کے بعد تک متاخر رہے گا، جس میں سب سے اہم معاملہ خلیج کے غدار حکمرانوں کا یہودی وجود سے تعلقات استوار کرنا ہے۔

حالات کی خرابی اور کشیدگی امریکہ اور ایران کے درمیان ایک باقاعدہ جنگ کا اشارہ نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے تین مندرجہ بالا معاملات ہیں۔ لیکن یہ اس امر میں مانع نہیں ہے کہ دونوں فریقین اپنی عزت رکھنے کے لیے چھوٹے درجے کے محدود حملے کریں، تاکہ وہ اپنی شعلہ بیانیوں، دہشت آمیز بیانات، دھمکیوں، دفاعی روک تھام اور رویوں کے تبدیلی پر شرمندگی سے بچ سکیں۔ یہ تکلیف دہ ہے کہ اگرچہ امریکہ اپنے بیانات اور دھمکیوں میں اپنے مقاصد چھپاتا نہیں، ہمارے ممالک کے حکمران، خصوصاً خلیجی علاقے کے، امریکی غرور اور علاقے پر اس کی چودھراہٹ کے ایسے جواز پیش کرتے ہیں جیسے وہ بہرے، اندھے اور بیوقوف ہیں اور سمجھتے نہیں، اور یوں اپنی دنیا اور آخرت تباہ کرتے ہیں۔

اختتامیہ:

1۔ حالات کی خرابی اور کشیدگی امریکہ اور ایران کے درمیان ایک باقاعدہ جنگ کا اشارہ نہیں ہے لیکن اس کے پیچھے تین مندرجہ بالا معاملات ہیں۔ لیکن یہ اس امر میں مانع نہیں ہے کہ دونوں فریقین اپنی عزت رکھنے کے لیے چھوٹے درجے کے محدود حملے کریں، تاکہ وہ اپنی شعلہ بیانیوں، دہشت آمیز بیانات، دھمکیوں، دفاعی روک تھام اور رویوں کے تبدیلی پر شرمندگی سے بچ سکیں۔

2۔ یہ تکلیف دہ ہے کہ اگرچہ امریکہ اپنے بیانات اور دھمکیوں میں اپنے مقاصد چھپاتا نہیں، ہمارے ممالک کے حکمران، خصوصاً خلیجی علاقے کے، امریکی غرور اور علاقے پر اس کی چودھراہٹ کے ایسے جواز پیش کرتے ہیں جیسے وہ بہرے، اندھے اور بیوقوف ہیں اور سمجھتے نہیں، اور یوں اپنی دنیا اور آخرت تباہ کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حق بیان کیا:

﴿وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلاً﴾

"اور جو کوئی اس (دنیا) میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راستے سے مزید بھٹکا ہوا"

(الاسراء72)

19 رمضان 1440 ہجری

CE 24/5/2019

ختم شد

سوال وجواب: بحرین کانفرنس اور اس صدی کا سودا

(ترجمہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کُشنر (امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے داماد) کے زیر انتظام آج بحرین اقتصادی کانفرنس کا اختتام ہوا۔ اس نے بحرین کے دارالحکومت مناما میں اپنے ابتدائی خطاب میں کہا: "یہ بحرین ورکشاپ اس صدی کا سودا نہیں بلکہ اس صدی کا موقع ہے۔۔۔" (Sputnik Arabic site, 26/6/2019)۔ کیا یہ کانفرنس اس صدی کے سودے کا حصہ ہے؟ یا یہ ایک الگ منصوبہ ہے، جیسا کہ کُشنر نے کہا؟ اور اس نے اس سودے کی تفصیلات کیوں نہیں بتائیں؟ کیا اس معاملے کے متعلق خبریں لِیک ہوئی ہیں؟ اس کی کامیابی کے کیا امکانات ہیں؟ جزاک اللہ خیراً

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب کو واضح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل معاملات پر نظر ڈالنا ضروری ہے۔

بحرین کی کانفرنس اول:

1۔ وائٹ ہاؤس نے کل اعلان کیا کہ وہ مناما میں، جو بحرین کا دارالحکومت ہے، اگلے ماہ ایک اقتصادی ورکشاپ منعقد کرے گا، جو صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے مشرق وسطیٰ امن منصوبے کے معاشی پہلو کا اعلان ہے۔ (Middle East website 20/5/2019)

2۔ بحرین ورکشاپ سے پہلے 22جون 2019 کو کشنر نے امن منصوبے کے اقتصادی پہلو کا انکشاف کیا۔ اس منصوبے میں فلسطینی معیشت اور ہمسایہ عرب ممالک کی معیشتوں کو ترقی دینے کے لیے 50 ارب ڈالر کی عالمی سرمایہ کاری فنڈ کا قیام ہے، اس کے علاوہ غزہ کی پٹی کو مغربی کنارے سے جوڑنے کے لیے 5 ارب ڈالر مالیت کی نقل و حمل کی راہداری بنانا بھی شامل ہے۔(France 24, 24/6/2019)

3۔ 25 جون 2019 کو مانا اور واشنگٹن کی جانب سے بلائی گئی بحرین کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ اسے فلسطینی علاقے میں سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کے لیے "امن سے خوشحالی تک ورکشاپ" کے طور پر جانا جاتا ہے۔ (BBC Arabic Website 25/6/2019)

4۔ جیرڈ کشنر نے، جو صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا مشیر اور داماد ہے، مناما میں بحرین ورکشاپ منعقد کی جو فلسطین کے لیے ایک ترقیاتی اقتصادی فورم ہے۔ کشنر نے غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے میں 50 ارب ڈالر کے امریکی ترقیاتی منصوبے کی کچھ تفصیلات بتائیں، یہ اشارہ دیتے ہوئے کہ یہ ممکن ہے کہ فلسطینی GDP کو دوگنا کیا جائے اور نوکریاں مہیا کی جائیں۔ (RT agencies 25/6/2019)

5۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے مشیر جیرڈ کشنر نے کہا: "واشنگٹن ایک سیاسی حل کے منصوبے کا اعلان کرے گا جب وہ تیار ہو گا"۔

کشنر نے بدھ کو ایک بیان میں کہا: "بحرین کانفرنس یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے کو

بحرین ورکشاپ سے پہلے 22جون 2019 کو کشنر (امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے داماد) نے امن منصوبے کے اقتصادی پہلو کا انکشاف کیا۔ اس منصوبے میں فلسطینی معیشت اور ہمسایہ عرب ممالک کی معیشتوں کو ترقی دینے کے لیے 50 ارب ڈالر کی عالمی سرمایہ کاری فنڈ کا قیام ہے، اس کے علاوہ غزہ کی پٹی کو مغربی کنارے سے جوڑنے کے لیے 5 ارب ڈالر مالیت کی نقل و حمل کی راہداری بنانا بھی شامل ہے۔
(France 24, 24/6/2019)

کشنر نے بدھ کو ایک بیان میں کہا: "بحرین کانفرنس یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے کو معاشی طور پر حل کیا جاسکتا ہے"، جیسے کہ اس کا دعویٰ ہے۔۔۔

معاشی طور پر حل کیا جا سکتا ہے،"، جیسے کہ اس کا دعویٰ ہے۔۔۔ اس نے یہ بیانات بحرین اقتصادی ورکشاپ کی تکمیل پر دیے، جو بحرین کے دارالحکومت منامامیں منگل کو شروع ہوئی اور آج بھی جاری رہی۔۔۔ (Al-Alam TV website 26/6/2019)

6۔ آخری بیانیہ میں درج تھا: "امن سے خوشحالی تک ورکشاپ" کے شرکاء نے بدھ کی شام معاشی خوشحالی حاصل کرنے کے لیے فلسطینی لوگوں کے فائدے کی خاطر ترقی اور سرمایہ کاری کو فروغ دینے کی بات کی۔۔۔ بیانیے میں کہا گیا کہ ورکشاپ "فلسطینی لوگوں کے فائدے کے لیے معاشی ترقی اور سرمایہ کاری کے لیے انتہائی اچھی امید" پر ختم ہوئی۔ آخری دن کی بحث کا مرکز خواتین کی بااختیاری کے ذریعے مزدور طبقے کی ترقی اور بڑھتی ہوئی بیروزگاری کا سامنا کرنے والے نوجوانوں سے موئثر رابطے کی اہمیت پر تھا۔ وہ معاشی منصوبہ جو کشنر نے منگل کو سامنے رکھا، اس کا ہدف فلسطینی علاقوں میں 28ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرنا اور اردن، مصر اور لبنان میں، جن میں فلسطینی پناہ گزین موجود ہیں،(امداد اور باسہولت قرضے کی شکل میں) 22 ارب ڈالر کی اضافی سرمایہ کاری کرنا ہے۔ (Anadolu Agency 27/6/2019)

لہٰذا کانفرنس، اس صدی کے سودے کو منظور کروانے کے ماحول کو تیار کرنے کی شروعات ہے، جب اس کا اعلان کیا گیا۔ دوسرے الفاظ میں یہ، ٹرمپ کے طریقے کے مطابق، علاقے کے عرب اور غیر عرب غداروں کے لیے پیسوں کی رشوت ہے تاکہ وہ ٹرمپ کی مہلک ڈیل (سودا) اپنے ممالک لے جائیں۔۔۔ کیا وہ نہیں سمجھتے؟!

دوم: اس صدی کا سودا اور اس سے متعلق پھیلائی گئی خبریں:

> امریکہ نے 1959 سے دو ریاستی حل کو اختیار کیا ہوا ہے، جب آئزن ہاور امریکی صدر تھا جس نے یہ منصوبہ شروع کیا تھا۔ اور اس نے عبدالناصر کو اس کے نفاذ کے لیے متحرک کیا۔ امریکہ نے اس کے ذریعے احمد الشکیری کی قیادت میں 1964 میں PLO کا قیام کیا۔ 1967 کی شکست کے بعد جب شکیری تنظیم چھوڑ گیا، تو برطانیہ اپنے ایجنٹ شاہ حسین اور خلیجی ریاستوں کی مدد سے 1968 میں یاسر عرفات کو PLO کا سربراہ بنانے میں کامیاب ہو گیا، جس نے برطانوی حل کی وکالت کی، یعنی ایک سیکولر فلسطینی ریاست کا منصوبہ۔ لیکن اس نے امریکی ایجنٹوں، مصر میں انور سادات اور شام میں حافظ اسد، کے دباؤ میں آ کر برطانوی حل چھوڑ دیا اور امریکی حل اپنا لیا اور 1974 میں عرب لیگ نے تنظیم کو فلسطینی لوگوں کا واحد اور قانونی نمائندہ تسلیم کر لیا اور اسے اقوام متحدہ نے بھی تسلیم کر لیا اور ایک مبصر کے طور پر شامل کر لیا۔ 1988 میں عرفات نے سرکاری طور پر یہودی وجود کی موجودگی کو اور اس کے 80 فیصد فلسطین پر قبضے کو تسلیم کر لیا، جب اس نے فلسطین کی ریاست کے قیام کا اعلان کیا اور رسمی طور پر امریکی منصوبے کو یہ کہہ کر تسلیم کیا، "دو طرح کے لوگوں کے لیے فلسطین میں دو ریاستیں"۔

1۔ امریکہ نے 1959 سے دو ریاستی حل کو اختیار کیا ہوا ہے، جب آئزن ہاور امریکی صدر تھا جس نے یہ منصوبہ شروع کیا تھا۔ اور اس نے عبدالناصر کو اس کے نفاذ کے لیے متحرک کیا۔ امریکہ نے اس کے ذریعے احمد الشکیری کی قیادت میں 1964 میں PLO کا قیام کیا۔ 1967 کی شکست کے بعد جب شکیری تنظیم چھوڑ گیا، تو برطانیہ اپنے ایجنٹ شاہ حسین اور خلیجی ریاستوں کی مدد سے 1968 میں یاسر عرفات کو PLO کا سربراہ بنانے میں کامیاب ہو گیا، جس نے برطانوی حل کی وکالت کی، یعنی ایک سیکولر فلسطینی ریاست کا منصوبہ جب یاسر عرفات نے 1965 میں ان ایجنٹوں کی مدد سے الفتح بنائی۔ لیکن اس نے امریکی ایجنٹوں، مصر میں انور سادات اور شام میں حافظ اسد، کے دباؤ میں آ کر برطانوی حل چھوڑ دیا اور امریکی حل اپنا لیا اور 1974 میں عرب لیگ نے تنظیم کو فلسطینی لوگوں کا واحد اور قانونی نمائندہ تسلیم کر لیا اور اسے اقوام متحدہ نے بھی تسلیم کر لیا اور ایک مبصر کے طور پر شامل کر لیا۔ 1988 میں عرفات نے سرکاری طور پر یہودی وجود کی موجودگی کو اور اس کے 80 فیصد فلسطین پر قبضے کو تسلیم کر لیا، جب اس نے فلسطین کی ریاست کے قیام کا اعلان کیا اور رسمی طور پر امریکی منصوبے کو یہ کہہ کر تسلیم کیا، "دو طرح کے لوگوں کے لیے فلسطین میں دو ریاستیں"۔

اوسلو معاہدے پر 1993 میں دستخط کیے گئے اور PLO کی قیادت میں فلسطینی اتھارٹی قائم کی گئی جس کا مقصد 1999 تک ایک فلسطینی ریاست کا قیام تھا۔ اس کے باوجود کلنٹن کے پورے دور تک امریکہ اسے نافذ نہ کر سکا۔ جب جارج بش جونیئر آیا، تو عرب لیگ نے 2002 میں "سعودی اقدام"

اپنایا، جسے عرب اقدام Arab Initiative کہا گیا۔ اس میں کہا گیا کہ عرب ریاستیں یہودی وجود کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں اگر وہ اپنے پہلو میں ایک فلسطینی ریاست کو تسلیم کرلے۔ اس کے بعد 2003 میں امریکہ نے ایک مستقبل کا منصوبہ جاری کیا، جس میں 2005 تک ایک فلسطینی ریاست کے قیام کا پلان تھا، چنانچہ مشرق وسطیٰ کے لیے ایک چار رکنی گروہ بنایا مگر پھر بھی امریکہ ریاست قائم نہ کرسکا۔ جب 2009 میں اور 2013 میں دو مرتبہ مذاکرات دوبارہ شروع کیے گئے تو صدر اوباما نے دو ریاستی حل نافذ کرنے کے لیے اپنا سارا وزن ڈالا مگر ناکامی ہوئی، یہاں تک کہ ٹرمپ آگیا۔ امریکہ نے اپنا دو ریاستی حل نافذ کرنے کی نااہلیت دیکھ لی اور اسے تبدیل یا ٹھیک کرنا چاہا۔ 1995 میں امریکی کانگرس نے ایک قرارداد منظور کی تھی جس میں یروشلم کو یہودی وجود کے دارالحکومت کے طور پر تسلیم کیا گیا تھا، لیکن یہ فیصلہ صدر پر لازمی نہیں قرار دیا تھا، تاکہ مستقبل میں آنے والا کوئی صدر اپنے اختیار سے اسے جب چاہے نافذ العمل کرے۔

2۔ ٹرمپ حلف اٹھانے کے بعد اس راستے پر چل پڑا۔ اس نے ایک تقریر میں کہا کہ دو ریاستی حل اسرائیلی فلسطینی تنازعے کو ختم کرنے کا واحد راستہ نہیں، اور کہا کہ وہ متبادل آپشنز کے لیے تیار ہے اگر وہ امن کی راہ پر ہیں۔ ٹرمپ نے کہا: "میں دو ریاستوں اور ایک ریاست کو دیکھ رہا ہوں، اور مجھے وہ پسند ہے جو دونوں فریقین کو پسند ہے"۔۔۔ "اگر اسرائیلی اور فلسطینی ایک ریاست چاہتے ہیں، تو مجھے یہ منظور ہے،" اس نے کہا۔ "اگر وہ دو ریاستیں چاہتے ہیں تو مجھے یہ منظور ہے، اگر وہ خوش ہیں تو میں بھی خوش ہوں"۔ (Al-Jazeera 16/2/2017)۔ پھر ٹرمپ کی ڈگر کے اشارے آنے لگے۔ ستمبر 2017 میں اس نے امریکی سفارت خانہ تل ابیب سے یروشلم منتقل کردیا، جس کا مطلب ہے کہ ٹرمپ نے اپنی حمایت کا اعلان

ستمبر 2017 میں اس نے امریکی سفارت خانہ تل ابیب سے یروشلم منتقل کردیا، جس کا مطلب ہے کہ ٹرمپ نے اپنی حمایت کا اعلان کردیا کہ ٹرمپ منصوبے میں یروشلم یہودی وجود کا حصہ ہوگا۔ پھر ٹرمپ نے آخری سودے یا اس صدی کے سودے کے ذریعے فلسطین اور یہودی وجود کے درمیان تنازعے پر پیش قدمی کی بات کی۔۔۔ پھر جیرڈ کُشنر Jared Kushner جو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا داماد اور مشیر اعلیٰ ہے، اور جیسن گرین بلاٹ جو مشرق وسطیٰ کے لیے صدر کا خاص ایلچی ہے، دونوں نے اس صدی کے سودے کی تشہیر شروع کی۔۔۔ کشنر نے فروری 2019 میں منصوبے کی حمایت حاصل کرنے کے لیے کئی ملکوں کا دورہ کیا، سعودی ولی عہد محمد بن سلمان سے ملا، 27 اپریل 2019 میں انقرہ میں اردوان سے بھی ملا، پھر متحدہ عرب امارات، بحرین اور عمان کے لیڈروں سے ملاقات کی۔

کردیا کہ ٹرمپ منصوبے میں یروشلم یہودی وجود کا حصہ ہوگا۔ پھر ٹرمپ نے آخری سودے یا اس صدی کے سودے کے ذریعے فلسطین اور یہودی وجود کے درمیان تنازعے پر پیش قدمی کی بات کی۔۔۔ پھر جیرڈ کُشنر Jared Kushner جو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا داماد اور مشیر اعلیٰ ہے، اور جیسن گرین بلاٹ جو مشرق وسطیٰ کے لیے صدر کا خاص ایلچی ہے، دونوں نے اس صدی کے سودے کی تشہیر شروع کی۔۔۔ کشنر نے فروری 2019 میں منصوبے کی حمایت حاصل کرنے کے لیے کئی ملکوں کا دورہ کیا، سعودی ولی عہد محمد بن سلمان سے ملا، 27 اپریل 2019 میں انقرہ میں اردوان سے بھی ملا، پھر متحدہ عرب امارات، بحرین اور عمان کے لیڈروں سے ملاقات کی۔

ان دوروں کا مقصد علاقے کے حکمرانوں کی حمایت حاصل کرنا تھا۔ ٹرمپ انتظامیہ نے پھر یہ وعدہ کیا کہ یہ منصوبہ ستمبر 2018 کو نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے حوالے کیا جائے گا لیکن مئی 2019 تک یہودی وجود کے انتخابات میں تاخیر کی وجہ سے اسے 2019 کے اوائل تک مؤخر کیا گیا۔۔۔ پھر رمضان کے مہینے میں ٹرمپ نے اعلان کیا کہ اس کا اعلان رمضان کے مہینے کے بعد جون 2019 میں کیا جائے گا۔۔۔ اب اسے یہودی انتخابات کے بعد نومبر 2019 تک مؤخر کردیا گیا ہے۔ نیتن یاہو کے پہلی بار سے ہی انتخابات نہ جیت سکنے پر ٹرمپ کو صدمہ پہنچا اور اسے یہ اعلان دوسری بار دہرانا پڑا اور اس نے اپنے سودے کے اعلان کو مؤخر کردیا۔۔۔ برطانیہ جانے سے پہلے وائٹ ہاؤس کے سامنے ایک پریس بیانیے میں ٹرمپ نے یہودی وجود کی سیاسی صورتحال کو "گنجلک" کہا، جو آنے والے ستمبر میں نئے انتخابات کے لیے جارہا ہے، کیونکہ نیتن یاہو بدھ کی مقررہ حد کے گزر جانے کے بعد حکومت بنانے میں ناکام رہا ہے۔۔۔ ٹرمپ نے کہا "بی بی منتخب ہوئی اور اب یک دم وہ تمام

انتخابات ستمبر میں دہرائیں گے۔۔۔ یہ مضحکہ خیز ہے اور ہم اس سے خوش نہیں" (Russia Today 3/6/2019)

لہٰذا ٹرمپ نے اپنا منصوبہ تیار کیا، جس پر اس نے خوشیاں منائیں، اس کی تشہیر کے لیے گھومتا پھرتا رہا، یہ سوچتے ہوئے کہ جہاں اس سے پہلے کے صدور ناکام ہوگئے، یعنی کہ دو ریاستی منصوبہ کے حل کو نافذ کروانے میں، اب اس صدی کے سودے کے ذریعے وہ اس میں کامیاب ہو جائے گا۔۔۔ اوران شاء اللہ وہ ناکام ہو گا جیسے دو ریاستی منصوبہ ناکام ہوا تھا۔

سوئم: سودے اور خبروں کی پردہ داری

1۔ ٹرمپ یا تو بھول گیا ہے یا بھولنے کا ڈرامہ رچا رہا ہے کہ فلسطین مسلمانوں کے دل و دماغ میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے اور وہ یہ سودا قبول نہیں کریں گے بلکہ جواب میں اسے مسترد کر کے زمین پر دے ماریں گے۔ مگر ٹرمپ نے سوچا کہ اس کے اقتصادی منصوبے میں اربوں ڈالر کا ذکر فلسطین کے لوگوں کو بہکالے گا اور وہ مان جائیں گے۔ اس لیے اس نے اس کی تفصیلات عام نہیں کی اور صدی کے سودے کی قبولیت کا ماحول بنانے کے لیے اس سے پہلے بحرین کانفرنس کر دی!

2۔ جہاں تک صدی کے سودے کی خبروں کا تعلق ہے، تو کچھ خبریں موجود ہیں اور لگتا ہے کہ جان بوجھ کر ان کو پھیلایا گیا ہے اور وہ اس کے قریب ہیں جو صدی کے سودے میں تیاری کی جا رہی ہے۔ زیادہ تر خبریں یہودی اخبار، Israel Hayom نے 7 مئی 2019 کو نقل کیں۔ اخبار کا مالک شیلڈن ایڈیلسن ہے جو ٹرمپ کی انتخابی مہم کا اہم مالی تعاون اور نیتن یاہو کے قریب ہے۔۔۔ لیک کی گئی خبریں یہ ہیں۔

[- معاہدہ: "اسرائیل"، PLO اور حماس کے درمیان ایک سہ رکنی معاہدہ ہو اور نئے فلسطین کے نام سے ایک فلسطینی ریاست قائم ہو جو یہودی آبادکاریاں نکال کر مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی کے علاقے پر مشتمل ہو۔

زمین سے انخلاء: آبادکاریاں ایسے ہی رہیں گی اور الگ الگ موجود آبادکاریاں ان سے آملیں گی اور وہ مل کر رہیں گی اور یہودی وجود کے ہاتھ میں ہی ہوں گی۔

یروشلم: تقسیم نہیں ہو گا اور "اسرائیل" اور فلسطین کے درمیان مشترک ہو گا اور عرب آبادی کو نئے فلسطین کے مقیم بننے کے لیے منتقل کیا جائے گا لیکن "اسرائیلیوں" کو نہیں۔ یروشلم انتظامیہ ہمہ گیر ہو گی اور تعلیم کے علاوہ یروشلم کی تمام زمین کی ذمہ دار ہو گی۔ نیا فلسطین یہودی یروشلم انتظامیہ کو UNRWA ٹیکس ادا کرے گا (عمارتوں، زمین اور پانی کے استعمال کرنے والوں پر ٹیکس لگایا جائے گا)۔

غزہ: مصر فلسطینیوں کو فضائی اڈہ اور فیکٹریاں لگانے اور کاروباری اور زرعی تجارت کے لیے نئی زمین دے گا لیکن فلسطینیوں کو وہاں رہنے کی اجازت نہیں دے گا۔

فوج: نئے فلسطین کو فوج رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی اور ان کے پاس ہتھیار کے طور پر صرف پولیس فورس ہو گی۔۔۔ حماس اپنے تمام ہتھیار اور لڑائی کا سازوسامان ختم کر دے گی، جس میں انفرادی افراد بھی شامل ہیں اور وہ یہ سامان مصر کو دے دے گی۔ اس کے بدلے حماس کے لوگ عرب ممالک سے ماہانہ تنخواہ لیں گے۔۔۔ معاہدے کے ایک سال بعد فلسطینی حکومت کے انتخابات ہوں گے۔ انتخابات کے ایک سال بعد تدریجاً، تین سال کے عرصے میں، تمام قیدی رہا کیے جائیں گے۔

پانچ سال کے عرصے میں ایک فلسطینی بندرگاہ اور ایک فلسطینی ہوائی اڈہ تعمیر کیا جائے گا اور اس وقت تک فلسطینی "اسرائیل" کا ہوائی اڈہ اور بندرگاہ استعمال کریں گے۔۔۔ فلسطین اور "اسرائیل" کے درمیان سرحد دوستانہ ممالک کی طرح کھلی رہے گی۔۔۔ زمین سے 30 میٹر کی بلندی پر ایک معلق پل تعمیر کیا جائے گا جو غزہ اور مغربی کنارے کو جوڑے گا۔ یہ کام ایک چینی کمپنی کو دیا جائے گا جس میں چین 50 فیصد، جاپان 10 فیصد، جنوبی کوریا 10 فیصد، آسٹریلیا 10 فیصد، کینیڈا 10 فیصد اور امریکہ اور یورپی یونین مل کر 10 فیصد شامل ہوں گے۔

وادی اردن "اسرائیل" کے ہاتھ میں رہے گی جیسے آج ہے، اور روٹ 90 چار رو کی سڑک بنے گی اور "اسرائیل" اس کی تقسیم کی نگرانی کرے گا اور دو سڑکیں فلسطینیوں کے لیے ہوں گی جو اس کی دیکھ بھال کریں گے، وہ فلسطین کو اردن سے جوڑیں گی۔۔۔ وغیرہ]

البتہ یہ خبریں غیر رسمی ہیں، لیکن ان کی حقیقت یہ ہے کہ یہ خبریں یہودی اخبار کی ہیں جس کا مالک شیلڈن ایڈیلسن ہے جو ٹرمپ کی انتخابی مہم کا اہم مالی معاون اور نیتن یاہو کے قریب ہے۔ اس سب کا مطلب یہ ہے کہ یہ خبریں ٹرمپ اور اس کے ساتھیوں کا زاویہ دکھاتی ہیں۔۔۔ یہ واضح ہے کہ یہ اس بابرکت زمین سے عظیم درجے کی غداری ہے کہ عرب و عجم کے غدار بھی اسے نہ برداشت کر سکیں اور اسے قبول کرنے کو مشکل جانیں گے۔ وہ دو ریاستی حل کو تسلیم کرتے ہیں جو کہ ایک غداری ہے کیونکہ فلسطین، تمام کا تمام فلسطین ایک اسلامی سرزمین ہے جسے ایک بالشت

برابر یا کوئی بھی ٹکڑا قربان کیے بغیر اس کے لوگوں کو لوٹانا لازمی ہے، ورنہ یہ ایک غداری ہوگی۔ تو پھر دو ریاستی حل کیسے قابلِ قبول ہو سکتا ہے جو فلسطین کے زیادہ تر حصے کو قربان کرتا ہے؟! لیکن عرب و عجم کے غداروں نے اس حل کو قبول کیا اور اس کا جواز یہ کہہ کر پیش کیا یہ حل انہیں ریاست کی طرح کی ایک چیز اور وہ جھنڈا دے رہا ہے کہ جس پر انہیں فخر ہے! ٹرمپ کا سودا انہیں کچھ خاص نہیں دے رہا۔ ٹرمپ کے مشیر کُشنر نے کہا: "اس صدی کا سودا شاید دو ریاستی حل سے خالی ہو اور یروشلم "اسرائیل" کا دائمی دارالحکومت ہو گا۔" (BBC 2/5/2019) ۔ حتیٰ کہ مغربی کنارے میں موجود آبادکاریاں بھی بچے کچے مغربی کنارے کو تباہ کر رہی ہیں جو 12 فیصد سے زیادہ نہیں رہ گیا اور یہ حصہ یہودی ریاست کی فوجی طاقت کے تحت ہے!۔۔۔

چہارم: جہاں تک ٹرمپ کے سودے کی کامیابی کے امکانات کی بات ہے، وہ کامیاب نہیں ہو گا۔۔۔ حتیٰ کہ اس کی تشہیر کرنے والا شور کرنے کے باوجود اس کی ناکامی کا ڈر رکھتا ہے: "ٹرمپ نے کہا کہ اس کے وزیر خارجہ، مائیک پومپیو شاید اپنے اندازے میں ٹھیک ہوسکتے ہیں کہ امریکی انتظامیہ کا مشرق وسطیٰ میں امن کے لیے متوقع منصوبہ ناکام ہو سکتا ہے۔ واشنگٹن پوسٹ نے نیویارک میں پومپیو کی یہودی لیڈروں کے گروہ سے بات کو نقل کیا کہ وہ منصوبہ جو بہت دفعہ مؤخر ہو چکا ہے، شاید آگے نہ بڑھ سکے۔"(Times of Israel, 3/6/2019)۔ ٹرمپ کی بے وقوفی نے اسے یہ سمجھنے نہیں دیا کہ فلسطین خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا، یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور اس کی مسجد مسلمانوں کی تیسری عظیم مسجد ہے جس کی طرف زیارت کی نیت سے سفر کیا جا سکتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے اسراء کی زمین ہے

ٹرمپ کی بے وقوفی نے اسے یہ سمجھنے نہیں دیا کہ فلسطین خریدا یا بیچا نہیں جا سکتا، یہ مسلمانوں کا قبلہ اول ہے اور اس کی مسجد مسلمانوں کی تیسری عظیم مسجد ہے جس کی طرف زیارت کی نیت سے سفر کیا جا سکتا ہے اور یہ نبی ﷺ کے اسراء کی زمین ہے۔ اگر ٹرمپ کو آج کے گمراہ حکمران اور ان کے چیلے مل گئے ہیں جو غلیظ مال و دولت کے پیچھے ہوں، تو کل اسے صرف خلیفہ کی تلوار ملے گی جو باذنِ اللہ یہودیوں، اُن کے حمایتیوں اور استعماری کفار سے لڑنے کے لیے تیار ہو گی۔ وہ یہودیوں اور ان کے حمایتیوں سے فلسطین کو آزاد کروائیں گے جیسے صلیبیوں سے کروایا تھا اور وہ صبح انتظار کرنے والوں کے لیے قریب ہے۔۔۔ یہ ہو کر رہے گا ان شاء اللہ۔ مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے نہ لڑیں اور مسلمان انہیں قتل کریں گے۔۔۔"

جسے مسلمانوں کی افواج آزاد کروائیں گی، باذن اللہ، ان کے ساتھ مجاہدین کی تکبیرات ہوں گی اور العقاب کے جھنڈے ہوں گے۔ اگر ٹرمپ کو آج کے گمراہ حکمران اور ان کے چیلے مل گئے ہیں جو غلیظ مال و دولت کے پیچھے ہوں، تو کل اسے صرف خلیفہ کی تلوار ملے گی جو باذنِ اللہ یہودیوں، اُن کے حمایتیوں اور استعماری کفار سے لڑنے کے لیے تیار ہو گی۔ وہ یہودیوں اور ان کے حمایتیوں سے فلسطین کو آزاد کروائیں گے جیسے صلیبیوں سے کروایا تھا اور وہ صبح انتظار کرنے والوں کے لیے قریب ہے۔۔۔ یہ ہو کر رہے گا ان شاء اللہ۔ مسلم نے اپنی صحیح میں ابو ہریرہؓ سے نقل کیا کہ انھوں نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ...» "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے نہ لڑیں اور مسلمان انہیں قتل کریں گے۔۔۔"

﴿وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ﴾ "اور تم کچھ مدت کے بعد اس کا حال ضرور جان لو گے" (ص: 88)

24 شوال 1440 ہجری،

27 جون 2019

ختم شد

مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے افواج پاکستان کے شیروں کو حرکت میں لاؤ تاکہ اسے ہندو اکثریتی علاقے میں بدلنے کے مودی کے منصوبے کو وہ اپنے قدموں تلے روند ڈالیں

پریس نوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو ریاست نے مقبوضہ کشمیر کو ہندو اکثریتی علاقے میں تبدیل کرنے کے لیے واضح اقدامات لینے شروع کر دیے ہیں۔ 5 اگست کو ہندو ریاست نے عجلت میں صدارتی آرڈیننس کے ذریعے کشمیر کی مخصوص آزاد حیثیت کو ختم کرنے کا اعلان کیا اور متوقع مزاحمت کا سامنا کرنے کے لیے مزید افواج کو کشمیر میں تعینات کیا، مواصلات کے ذرائع کو کاٹ ڈالا، ہندو ریاست کے قبضے کے خلاف جن علاقوں میں مزاحمتی تحریک زیادہ شدید ہے ان کو نشانہ بنایا اور آئین کی شق 370 سب سیکشن 35-اے کو واپس لے کر کشمیر میں ہندوں کی آبادکاری کے دروازے کھول دیے۔ ہندو ریاست مقبوضہ کشمیر کی زمینی حقیقت کو تبدیل کرنے کے لیے وہی بدنام زمانہ حربے استعمال کر رہی ہے جو یہودی وجود نے فلسطین میں اختیار کر رکھے ہیں۔ ہندو ریاست نے دھوکہ دہی پر مبنی اقدامات اس لیے اٹھائے ہیں کیونکہ وہ دہائیوں پر مبنی "کشمیر بنے گا پاکستان" کے نعرے پر مبنی تحریکِ مزاحمت کو کچلنے میں ناکام ہو گئی ہے اور اس کی افواج کی ہمت جواب دے گئی ہے جو ذات پات کے نظام سے اس قدر آلودہ ہے کہ اس کے جوان خودکشیاں کر رہے ہیں۔ ایسی فوج کا اُس فوج سے کوئی مقابلہ ہی نہیں، چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی، جو شہادت کے جذبے سے لڑتی ہو۔ جہاں تک پاکستان کے حکمرانوں کا تعلق ہے تو ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ موقع کا فائدہ اٹھا کر کمزور ہوتے بھارتی قبضے کا مکمل خاتمہ کرنے کے لیے یہ حکمران افواج پاکستان کو حرکت میں لاتے لیکن انہوں نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ کشمیر کی مزاحمتی تحریک کو حمایت فراہم کرنے والی تنظیموں پر یہ کہہ کر پابندیاں لگا دیں کہ ان کی جدوجہد "دہشت گردی" ہے اور اب یہ حکمران مغربی استعماری طاقتوں سے ثالثی کا کردار ادا کرنے کی اپیلیں کر رہے ہیں جبکہ مغربی استعمار نے ہمیشہ یہودی وجود اور ہندو ریاست کا ساتھ دیا ہے اور ان مغربی ممالک کی اپنی مسلمانوں کے ساتھ شدید دشمنی ہے، اور یہ ممالک اپنے آلہ کار اداروں اقوام متحدہ اور بین الاقوامی عدالت انصاف کو امت مسلمہ کے حقوق چھیننے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اے افواج پاکستان کے شیروں!

کمزور اور بزدل باجوہ-عمران حکومت کی "تحمل" (Restraint) کی پالیسی کو مسترد کر دو جس نے مودی کو یہ حوصلہ فراہم کیا ہے کہ وہ اپنے ظلم میں اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ ہندو ریاست کا کشمیر کی مسلم سرزمین پر ایک دھیلے کا حق بھی نہیں ہے جسے ہزاروں مسلم شہدا نے اپنے خون سے سیراب کیا ہے۔ اس سال کے شروع میں مودی کی جارحیت کا آپ نے ایک چھوٹا سا جواب دیا تھا جس نے ہندو افواج میں خوف کی ایک شدید لہر دوڑا دی تھی جو اب تک موجود ہے، لہٰذا محدود جوابی کارروائی کی باتوں کو اپنے قدموں تلے روند ڈالیں اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے حرکت میں آئیں۔ بھارتی ہائی کمیشن کو سیل کر دیں، اس کے اہلکاروں کو ملک بدر کریں اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے فوجی کارروائی کریں۔ جنگ کو مقبوضہ کشمیر تک روکنے کے لیے ایٹمی ہتھیاروں کو تعینات کریں۔ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو مسلح کریں تاکہ آزادی کی فیصلہ کن جنگ میں وہ آپ کے ساتھ متحرک ہو جائیں۔ اور ان تمام باتوں کو ممکن بنانے کے لیے آپ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں۔ یہ وقت آپ کا ہے کہ آپ کامیابی اور شہادت کی آرزو لے کر نکلیں اور سرینگر پر خلافت کا جھنڈا لہرا دیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ قَاتِلُواْ الَّذِينَ يَلُونَكُم مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُواْ فِيكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

"اے اہلِ ایمان! اپنے نزدیک کے (رہنے والے) کافروں سے جنگ کرو اور چاہیئے کہ وہ تم میں سختی (یعنی محنت و قوت جنگ) معلوم کریں۔ اور جان رکھو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے" (التوبۃ 9:123)۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

ختم شد

پاک فوج حرکت میں آؤ
کشمیر کو آزاد کراؤ
حزب التحریر ولایہ پاکستان
عمر فاروق

پاک فوج حرکت میں آؤ
کشمیر کو آزاد کراؤ

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز ز اور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابوالرَشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک وہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس